بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

فتوحات شیعہ

مع اضافہ

از افادات

حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہ

مؤلف و مرتب

مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر

مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمد

جعفریہ کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد

فون ۲۲۰۲۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بسلسلہ اشاعت ● نمبر ۱۲

نام کتاب	فتوحات شیعہ [illegible]
مؤلف مرتب	مولانا الحاج ناصر حسین نجفی
بار	پنجم
تعداد	ایک ہزار
کاتب	شریف قادری قادری کتابت سنٹر فیصل آباد
طباعت	جہانگیر پریس فیصل آباد
ناشر	مبلغ اعظم اکیڈمی
قیمت	۲۰ روپے

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۳
۲	پیش لفظ	۵
۳	میں شیعہ کیوں ہوا؟	۷
۴	مناظرہ میراں ملہہ (ملتان)	۱۵
۵	مناظرہ ڈھبی (سرگودھا)	۴۹
۶	مناظرہ کوٹ سمابہ	۵۰
۷	مناظرہ سیالکوٹ	۷۶
۸	مناظرہ کوٹ نامدار	۱۲۴
۹	مناظرہ جھوک دایہ	۱۶۹
۱۰	مناظرہ منڈرانوالہ (مرزائی شکست)	۱۸۷
۱۱	مناظرہ دوچکے ذخیرہ	۲۲۸
۱۲	مناظرہ گھنگ شریف	۲۴۴
۱۳	مناظرہ باگڑ سرگانہ کی اصل حقیقت	۲۵۴

مقدمہ

فتوحاتِ شیعہ" مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ قدس سرہ کے ان شہرہ آفاق مناظروں کا عظیم ترین مجموعہ ہے جن مناظروں میں ہزارہا لوگوں نے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ قبول کیا جس سے مخالف و موافق کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اکثر شیعہ مناظرین مبلغ اعظم مرحوم کے مناظرے سن کر اور اسی فتوحات شیعہ سے استفادہ کے بعد ہی میدان مناظرہ میں آئے ہیں جن کی علمی استعداد مبلغ اعظم مرحوم کی مرہون منت ہے۔

ان مناظروں میں اکثر مناظرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بلکہ بعض مناظروں میں حضرت مبلغ اعظم کا معاون بھی رہا ہوں۔

میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ نایاب گوہر تراش کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حقیر کو اس عظیم تبلیغی کام پر داد تحسین دیں گے اور حضرت مبلغ اعظم اعلی اللہ مقامہ کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا کریں گے۔

دعا کا طالب

ناصر حسین نجفی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَلَغَ مَا اَرَادَ بِحِکْمَتِہٖ وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِہٖ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ اَوْلِیَائِہٖ [illegible] وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِہِمْ [illegible]

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ۔

حضرات! حسب ارشاد خداوندی حکمت اور موعظہ حسنہ کے بعد تیسرا طریق تبلیغ مجادلہ و مناظرہ احسن ہے جس کی بنیاد علم، ہدایت اور کتاب منیر پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ہُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ۔

مگر میری زندگی کا تیس سالہ تبلیغی دور شاہد ہے کہ برادران اسلام اور خصوصاً مرزائی اور دیگر برائے نام فرق اسلامیہ مذہب شیعہ کی صداقت کا اصولی مناظرہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے، کیونکہ مذہب شیعہ آل محمدؐ کا آئمہ اطہار کا مذہب ہے جو وارثان کتاب اللہ و نائبان رسول اللہؐ ہیں۔ ان کی امامت کتاب و سنت، فلسفہ و حکمت۔ اصول نبوت و ولایت، وراثت، قرابت اور فضائل ہر طرح دلائل سے ثابت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سیاسی اصول ہیں جو وقتی و عارضی ہوتے ہیں حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے مناظرین کو اصول میں رہ کر بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم زندگی بھر عوام کے عقائد کو بچانے کے لئے اتمام حجت کے طور پر ان کی بے اصول بحثوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر ان بے اصولیوں کی داستانیں دہراؤں تو ایک دفتر ہے۔ زندگی بھر میں مجھے بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ بھی مناظرہ کر کے معلوم ہوا کہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کا اصولی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا صرف دفع الوقتی ہے کج بحثی ہے۔

اصل مذہب تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کو اپنے اماموں کی امامت اور ان کی صداقت ثابت کرنی چاہئے۔ مگر شیعہ کے سوا اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت کو موضوع بنانے سے کترائیں گے برادران اہل سنت والجماعت اصحاب ثلاثہ کے لئے جوش و خروش تو بہت کرتے نظر آئیں گے۔ مگر ان کی خلافت

کی صداقت زیر بحث لانے سے اور موضوع بحث بنانے سے بہت عذر و بہانے لائیں گے تحریف القرآن اور حیات الرسولؐ جیسے غیر ضروری موضوع سامنے لاکر جان چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ اگرچہ اس میں بھی منہ کی کھائیں گے پس سب کچھ آئمہ طاہرینؑ کی منصوص و معصوم امامت [illegible] ہے۔

چنانچہ میرے شاگرد رشید مولوی ناصر حسین صاحب نجفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو دس سال سے میرے ساتھ یہ مناظرے دیکھ اور سن رہے ہیں اور بعض مناظروں میں معاون مناظر بھی رہے ہیں، چند مناظرے جمع کرکے نمونتہً پیش کیے ہیں تاکہ اتمام حجت تبلیغ مذہب اور عوام کی تسکین ہو جائے۔ برخوردار نے بہت محنت و ہمت کی ہے آئمہ اطہارؑ قبول فرمائیں۔ امید ہے ناظرین و مومنین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے۔

والسلام

محمد اسماعیل

إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ پ ۲۳

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَشِيعَتُكَ فِي الْجَنَّةِ

(کنز الحقائق)

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی

نامِ ملعون چہ ضرورست کہ سازم اظہار — لعنۃ اللہ علیہ وعلیہ وعلیہ
ہر کہ بر آلِ نبی دستِ ستم کرد دراز — حرق اللہ یدیہ ویدیہ ویدیہ

میں شیعہ کیوں ہوا؟

از تصنیف مبلغ اعظم

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد الٰہی و درود لا متناہی
بر سید المرسلین و آلہ الطیبین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاہرین واخیہ وخلیفۃ امیرالمؤمنین وامام المبین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین ۔

تمہید مدعیٰ وسبب تالیف کتاب ہذا

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشی حق واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا میں بعد تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مروجہ متعارفیہ کے ہمیشہ متلاشی حق رہا ہوں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ تربیت اور تعلیم کا ماحول اور محل قدیم الایام سے مذہباً اہل السنت والجماعت تھا۔ والدین اہل حدیث خیال اور اکثر اساتذہ حنفی المذہب دیوبندی مشرب تھے۔ لہٰذا تقلیداً تدبر اور تفکر کا دائرہ یہیں تک تابعرصۂ ستی سال محدود رہا اور باز پرواز تفکر اور تدبر دام تزویر تاویلات باطلہ اور احادیث موضوعہ کا شکار رہا۔

شب تاریک بیم موج گرداب چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا

ضمیرِ حق اندیش کے لئے تا بہ شصت سال یہ سخت تحیر اور اشکال رہا کہ دین اسلام تو بیشک برحق فطری اور خدائی دین ہے اور تاجدارِ معظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاریب نبی مکرم اور محترم ہیں۔ مگر ہماری موجودہ فقہ اور حدیث اور تاریخ کے اکثر مسائل اور ہمارا طریقہ اور سلیقہ اور ہمارے امام اور خلیفے اور ان کے اقوال و احوال کیوں متصادم اور خلافِ حقانیت کی بُو اور جھلک دیتے ہیں اور ہمارے سابقہ اور موجودہ علماء اور فضلاء کیوں اہل بیتِ رسولؐ کے فضائل اور مصائب کے آیات اور احادیث چھپاتے رہے اور چھپا رہے ہیں۔ آخر الامر فضلِ الٰہ اور قرآن پاک کی بلاواسطہ روشنائی اور رہنمائی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ قرآن شریف برحق اور آلِ محمدؐ کتاب ناطق ہے اور ہر مسلمان کے لئے تمسک اور اعتصام ہر دو ضروری ہے۔ قرآن اور اہل بیت میں فرق کرنے والا گمراہ اور یُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ یَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

اُمتِ محمدیہ کے تفرق اور تشتت کا واحد سبب عدم اعتصام ذیلِ آلِ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر آج ہی حسب حدیث ثقلین اُمتِ محمدیہ اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی امام اور خلیفے کالعدم سمجھ کر اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو تمام اختلاف اور تفرق دور ہو سکتے ہیں اور خلقِ خدا جادۂ مستقیم پر جمع ہو سکتی ہے۔ چونکہ حسب معروضۂ بالا میری سمجھ میں یہ حقیقت بخوبی آ گئی ہے کہ حضرات اہل السنت والجماعت کا شیوہ حضرت عمرؓ کی مہربانی اور محنت سے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آلِ محمدؐ کے حق چھینیں اور ان کے فضائل چھپائیں اور آلِ محمدؐ کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گرائیں۔ لہٰذا میں ان کے مذہب اور عمل سے بیزار ہوتا ہوں اور آلِ رسول علیہ السلام کے دامن میں جملہ فتنوں اور گمراہیوں سے پناہ لیتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر شیعیانِ حیدر کرار اور پیروانِ آلِ اطہار میں کرے۔ اور دنیا اور عقبیٰ میں دشمنانِ آلِ احمدؐ سے بیزار رکھے آمین، آمین!

خدایا بحقِ بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

رباعی طبع زاد

صد شکر الحمد للہ میں حسینی ہوگیا بیقراری اضطراری سے میں جنتی ہوگیا
ہوں حسینی مذہب میں سینہ زن و نوحہ کناں کربلائی ذکر میں شور و شینی ہوگیا

الغرض

رسالہ ہذا میں حسب فرمان عالیشان حضرت سید حیدر علی شاہ صاحب کربلائی اہلسنت الجماعت کی چند ایک باطل کوشیاں اور باطل کے لئے گرم جوشیاں اور حضرت عمر کی معنی دار بیہوشیاں اور حق پوشیاں تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ میں تیس سال تک اہل سنت میں تعلیم و تربیت پا کر کیوں مذہب شیعہ خیر البریہ میں شامل ہوگیا۔

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

معنی لفظ شیعہ و اہلِ سُنّت کی باطل کوشی

شیعہ کا معنی تابعین اور اُمت اور محب اور طائفہ یعنی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک معنی کا محل قرآن پاک سے مندرجہ ذیل ہے:۔

تابعین

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ پ۲۳ سورۃ الصافات۔

ترجمہ:۔ اور تحقیق اس کے تابعین سے البتہ ابراہیم ہے جبکہ آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے۔ دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ اہل سنت والجماعت کی معتبر تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۱۲ میں یوں مرقوم ہے:۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ کا

معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اہل دین سے تھے۔ قَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى مِنْهَاجِهٖ وَسُنَّتِهٖ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ کی سنت اور ان کے طریقے پر تھے (تفسیر کبیر) پس ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے اور حضرت نوحؑ کے تابعین سے تھے اور چونکہ ہم کو حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت اور تابعداری کا حکم ہے پس ضرور ہوئے کہ ہم بھی مثل خلیل اللہ شیعہ کہلائیں۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ (سورۃ بقرہ) ترجمہ: سوائے بیوقوف کے ملت ابراہیمؑ سے کون منہ پھیرتا ہے۔ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ پ ع۔

اہل سنت کی باطل کوشی اور حق پوشی یہ ہے کہ شیعہ کو فرعون کا بنایا ہوا مذہب اور کفار کا گروہ بتلاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے خلیل کو جو ہمارا جد امجد ہے شیعہ نوح فرماتا ہے۔ اور موسیٰ کلیم اللہ کے امتی کو شیعہ کہہ کر لفظ عدو یعنی دشمن کے لفظ سے مقابلہ کر کے محب کے معنی کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو پ۲۰ سورۃ قصص شیعہ بمعنی محب۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ع۲ اور داخل ہوا شہر میں وقت غفلت کے۔ پس اس میں دو آدمی لڑتے پائے یہ اس کے دوستوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے۔ پس اس نے جو دوستوں سے تھا فریاد کی اوپر اس کے جو دشمنوں سے تھا۔ دیکھو آیت ہذا میں صاف بلا تاویل شیعہ کا معنی محب اور عدو کا معنی دشمن ہے۔ مگر باطل کوش اپنی کج روی سے یہاں بھی باز نہیں آتے۔ رسالہ ہذا تفصیل کا محل نہیں ہے ورنہ ہم اہل باطل کے باطل عقائد لکھ کر ان کی پورے طور پر دھجیاں اڑاتے۔

جملہ پیغمبروں کی امتوں کو خدا نے شیعہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ثُمَّ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم) پھر ہم ہر امت میں سے جدا کر دیں گے اس کو جو رحمٰن پر زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم زیادہ جانتے ہیں اس کو جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

سبحان اللہ! معلوم ہوا ہر نبی کی اُمت کا نام شیعہ ہے۔ اسی واسطے تمام اُمتوں کے گنہگار روزِ قیامت علیحدہ کئے جائیں گے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے دوسرے مقام پر کُلِّ شیعۃٍ کا معنی کُلِّ اُمّۃٍ فرمایا ہے۔ دیکھیے وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً اور علامہ ابنِ کثیر نے جلد سوم ص۳۱ پر کُلِّ شیعۃٍ کی تفسیر بقول حضرت مجاہد مِن کُلِّ اُمّۃٍ فرمائی ہے اور بقول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مِن کُلِّ اَھلِ دِینٍ یعنی تمام اہلِ ادیان سے گنہگار جُدا کئے جائیں گے۔ جب تمام اُمتوں کو خدا نے شیعہ کہا ہے تو ہم خلافِ قرآن کیوں اہل سنت اور اہلِ حدیث کہلائیں۔ کہاں ہیں شیعہ جیسے گروہ کو تقاسے کہنے والے شرم کریں اور اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی فرقوں کے نام قرآن سے دکھلائیں۔ بصورتِ دیگر اپنا نام شیعہ رکھائیں جیسا کہ اُن کے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسے مذہبِ حقہ شیعہ خیر البریہ کے مقابل ہار کر مائیم شیعہ اولیٰ فرما گئے کہ اصلی اور پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اہلِ سنت والجماعت اہل حدیث اہلِ قرآن اہلِ فقہ۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی چشتی قادری احمدی محمدی وہابی بابی بہائی نیچری صوفی یہ اُن کے مصنوعی نام قرآن پاک سے ہرگز نہ ملیں گے۔ بلکہ اُن کے مذہب اور نام بیرونی ہیں اور باہر ہی رہیں گے۔

مسئلہ خلافت اور اہلسنت کی مذبوحی حرکات

لفظ شیعہ کی تحقیق کے بعد چونکہ مسئلہ خلافت بھی شیعہ اور سنی کا مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اندر اختصاراً شیعہ خیر البریہ کے براہین قاطعہ اور دلائل قویہ اور اہل سنت کے تاویلاتِ باطلہ دکھاتے ہیں تاکہ حق پسندوں کو باطل پرستوں کا پوچ اور ہذیان نظر آئے۔

نبی اور خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے مگر اہلسنت خود بنا لیتے ہیں

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (پ۱-ع۴-بقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں دنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ دیکھیے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں۔ فرشتوں کا اجماع نص کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آیا۔

الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی
لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال ھل عسیتم ان کتب
علیکم القتال ان لا تقاتلوا ۔ وقال لھم نبیھم ان اللہ قد بعث
لکم طالوت ملکا قالوا انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق
بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من المال قال ان اللہ اصطفٰہ علیکم و
زادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یؤتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم

ترجمہ :- کیا تو نے نہیں دیکھا طرف سرداروں بنی اسرائیل کے بعد موسیٰ کے جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا ۔ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دے ہم اللہ کے راستے میں لڑائی کریں اور ان کے نبی نے فرمایا ان کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے ۔ کہا انہوں نے ہم پر اس کی بادشاہی کہاں ہو سکتی ہے ہم اس سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں ۔ کیونکہ وہ مال کی زیادتی نہیں دیا گیا ۔ نبی نے فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور اس کو علم اور جسم کی زیادتی عطا فرمائی ہے ۔

تشریح

دیکھو بعد موسیٰ علیہ السلام کے تمام بنی اسرائیل نے نبیِ وقت سے درخواست کی ہے کہ خلیفہ اور امیر مقرر کرے اور نبی نے بھی خود نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے ۔ مگر یہاں کیا ہوا ۔ نہ قرآن پاک کی پرواہ رہی نہ فرمانِ پیغمبر یاد رہا ۔ آیت عشیرہ کو چھوڑا اور حدیث غدیر کے معنے بدلے اور حدیث منزلت کی تاویل کی ۔ فضائل مرتضوی فراموش کئے ۔ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بستر علالت پر جلوہ افروز ہیں کہ یاروں نے تیغِ بے چشمیاں شروع کر دیں ۔ حضورؐ کی خبر وفات ابھی مشہور نہیں ہوئی کہ یارانِ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر آج علی مشغولِ تجہیز و تکفین ہیں ان کی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کرنے کا اچھا موقعہ ہے ۔

الغرض یوں ملا کر حضرت [illegible] خلیفے مقرر ہو گئے اور خدا اور سولؐ کے مقرر فرمودہ خلیفہ علی المرتضیٰ کو قتل کی دھمکیاں شروع ہو گئیں ۔ جناب بی بی ـلـہ کے دروازۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں نے آگ لگانے کے خوف

دلاتے ہیں

چونکہ یہ تمام مضامین اہلِ سنت والجماعت کی کتابوں میں ثابت ہیں۔ لہٰذا میں مصنوعی اور بیچارگی خلیفوں سے بیزار ہو کر رسول پاک کے سچے خلیفے اور جانشین کو جن کی نسبت غدیر خم پر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ کا اعلان ہو چکا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی)۔

اپنا امام من بعدِ رسول پاک کے سمجھتا ہوں اور خدائے تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت شیعیانِ علی علیہ السلام میں اٹھائے۔

تمت بالخیر اللّٰہم صلِّ علیٰ محمد و آلِ محمد

مناظرہ

میراں مَلّہ میں

مذہبِ شیعہ کی فتحِ مبین

حضرات ناظرین! مولوی دوست محمد صاحب قریشی صدر تنظیم اہلسنت والجماعت کا ایک غلط اور خلاف واقعہ جھوٹا اشتہار دیکھ کر حیرت ہوئی۔ وہ اس مناظرہ میں اور مولانا صاحب دونوں دن دونوں نشستوں میں جس طرح ناکام رہے مسئلہ بنات میں لفظ چار پر کوئی صحیح روایت نہ پیش کر سکے اور مسئلہ خلافت میں صاف انکار کر دیا کہ وہ آیت حدیث سے خلیفے نہیں بلکہ اجماعی ہیں۔ اجماع میں اہل بیت کو شامل اور راضی نہ دکھا سکے اور گھر سے جا کر اشتہار شائع کر دیا۔ شاید یہ علماء صاحبان جھوٹ بولنا حرام نہیں سمجھتے یا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن کی آیت نہیں پڑھتے۔ اصل حقیقت مختصراً ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ یہ مناظرہ مورخہ ۲۴/۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۱۴/۱۵ شوال بروز بدھ جمعرات علاقہ اہلسنت والجماعت خصوصاً مولوی عبدالستار تونسوی کی دیرینہ شیخیاں بگھارنے کی بنا پر وقوع میں آیا۔ مدت سے چیلنج پر چیلنج ہو رہے تھے کہ مولوی محمد اسماعیل بھاگ جاتا ہے فرار ہو جاتا ہے علماء اہلسنت کا نام سن کر سہم جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی تحقیق کے پیش نظر مناظرہ منعقد کرایا اور انتظام کیا اور حفظ امن کا پورا پورا ذمہ لیا اور خیال رکھا۔ مولوی دوست محمد قریشی معمولی معمولی باتوں پر عدم حفظ امن کا بہانہ کر کے مناظرہ سے جان چھڑانا چاہتا تھا مگر ہم نے ہر طرح کی منت سماجت معذرت اور معافی سے اس کو میدان سے بھاگنے کا موقعہ نہ دیا تاکہ علاقہ بھر کے لوگوں کو پوری تحقیق ہو جائے اور آئندہ کے لئے یہ چیلنج ختم ہو جائیں۔ مولوی عبدالستار تو پہلے ہی دن حج کے بہانے فرار ہو گیا حالانکہ ابھی حج کی تیاری میں کچھ دن باقی تھے مگر نہ آیا۔ چنانچہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جو رسالہ "فریادِ تونسوی" لکھا ہے

سچا ثابت ہوا۔ اور یہ فرار بھی ان گذشتہ فراروں کی ایک کڑی ثابت ہوا۔ چنانچہ مولوی دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت والجماعت اور مولوی قائم دین صاحب علی پوری مولوی منظور احمد صاحب بہاولپوری اور مولوی محمد علی صاحب عثمان پوری پیپلی ساجن اور علاقہ بھر کے تمام علماء ٹڈی دل کی طرح امڈ آئے۔ شیعہ کی طرف سے جناب مبلغ اعظم محمد اسماعیل صاحب قبلہ مع اپنے شاگردوں کے درس آلِ محمد لائل پور سے آٹھ بکس کتب شیعہ و سنی لیکر تشریف لائے۔ اللہ رے حوصلہ مبلغ اعظم کہ ان بیسیوں علمائے اہل سنت کے سامنے ایسے علمی شان اور اطمینان سے آئے کہ ان علماء کی کثیر تعداد کا [illegible] بھی خیال نہ کیا۔ اکیلے میدانِ مناظرہ میں وقت سے پہلے آکر کرسی پر بیٹھ جاتے رہے۔ اگرچہ کچھ لیٹ ہوکر مولانا قاضی سعید الرحمٰن صاحب بھی تشریف لے آئے اور مناظرہ میں صدر اور معاون رہے مگر جب پہلے دن میدانِ مناظرہ گرم ہوا تو مبلغ اعظم اور صرف اُن کے شاگرد رہ گئے تھے۔

حضرات! مبلغ اعظم نے اہل السنت کے من مانے موضوع بنات الرسولؐ کو بھی نہایت فراخدلی سے منظور کر لیا اور سب سے پہلا موضوع مناظرہ بھی اس کو بنایا جس پر پورے تین گھنٹے روزِ اول مناظرہ ہوا مگر قریشی صاحب اس پر بھی شکست کھا گئے اور کوئی مستحکم ثبوت نہ دے سکے جو قابلِ اعتقاد اور یقینی ہو حتیٰ کہ معصوم کی صحیح حدیث بھی نہ پیش کر سکے۔

مولوی دوست محمد قریشی کی استدلالی کمزوریاں

حضرات! اگرچہ مولوی دوست محمد قریشی [illegible] زور بھی بہت لگایا ناز نخرے بھی بہت کیے، داؤ پیچ بھی کھیلے، تصنع تکلف بھی کیا۔ حتیٰ کہ دھوکہ و فریب دینے کی کوشش بھی کی، غلط حوالے بھی دیئے، قطع و برید بھی کی، خیانت در نقل سے بھی باز نہ آئے مگر مبلغ اعظم صاحب نے پھر بھی کچھ پیش نہ جانے دی۔ ہر ہر غلط حوالے پر گرفت کرکے خیانتیں ظاہر کیں۔ کتاب مانگی تو دی، حوالہ پوچھا تو بتلایا۔ مولوی دوست محمد صاحب نے اصول کافی پیش کرنے میں تو حد کر دی۔ تعریفِ کافی کی تو [illegible] حضرت حجت علیہ السلام کا قول بے سند "کافٍ لِشیعتنا" پڑھا مگر ضعیف روایت دوسری کتاب کی پڑھ دی۔ اس گرفت میں مناظرہ تقریباً ختم ہی ہو گیا تھا۔ کیونکہ مبلغ اعظم نے مان لیا تھا کہ اگر یہ قول امام جعفر الصادق علیہ السلام اصول کافی میں موجود ہے تو [illegible]

مناظرہ ختم ۔ اس مطالبہ پر اتنا زوردار مواخذہ کیا کہ مبلغ اعظم منبر پر چڑھ کر اعلان کرنے لگے ۔ کہ حضرات! اپنے مولوی سے کہو کہ حوالہ دکھلائے ہم شکست مان لیں گے مگر کون دکھائے ۔ قریشی صاحب نادم اور حیران و پشیمان منہ میں [illegible] چھپاتے کھڑے تھے اور ہستی دُنیا تنگ تھی ۔ حضرات! خدا شاہد ہے کہ مولوی دوست محمد کی غلط حوالے دیکر شرمسار ہونے کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی ۔

مسئلہ بنات الرسول میں چند دلائل کا توازن

حضرات! تفصیل تو بعد میں آئے گی مگر مختصر ۔ مشتے نمونہ از خروارے چند دلائل کا توازن ملاحظہ فرمائیے ۔ مولوی دوست محمد قریشی مناظر اہل السنت نے اس مسئلہ میں صرف ایک آیت یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ سورۃ الاحزاب سے پڑھی کہ اس میں لفظ بنات جمع ہے کم از کم تین بیٹیاں ثابت ہوتی ہیں اور آخر تک اسی کی رٹ لگائی اور تکرار بے معنی کیا ۔ اس کے مبلغ اعظم نے چھ جوابات دیئے ہیں

اوّل ۔ یہ کہ یہ آیت سورۃ الاحزاب کی ہے اور یہ حکم حجاب ثانی کا ہے ۔ اس وقت جناب رقیہ اور جناب ام کلثوم کی حیات ثابت کرو ، ورنہ مردہ سے خطاب کیسا اور حکم کیسا ہے اس وقت یہ دونوں لڑکیاں زندہ ثابت کرو ۔ مگر کون کرے ۔ ورنہ ایک تو صیغہ واحد ہے دو تثنیہ اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے ۔ اس آیت کے وقت تین زندہ بیٹیوں کا وجود ثابت کرو اور کسی اپنی تفسیر سے بحکم رسول پاک دکھلاؤ کہ اس آیت میں دو میری بیٹیاں داخل اور شامل ہیں ۔ بس قریشی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے ۔ کیونکہ اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ کے مطابق استدلال ختم ہو گیا ۔

دوم ۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جمع کو تعظیمی بھی ہو سکتی ہے جیسے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ پہلے انّا کے چار صیغے جمع کے نازل کرنیوالا صرف ایک واحد حقیقی جس کی وحدت میں کسی قسم کی کثرت داخل ہو ہی نہیں سکتی

سوم ۔ یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ میں الرسل جمع ہے اور مخاطب صرف ایک خاتم النبیین ہے ۔ ورنہ مرزائیوں کی طرح صیغہ جمع سے استدلال کرکے

نبوت کی مہر بھی توڑ دو۔

چہارم:۔ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ میں جمع بین الجمعین ہے۔ مباہلین بھی صیغہ جمع سے استدلال کرکے چار بیٹیاں دکھلاؤ۔ اگر اس وقت مر گئی تھیں تو پھر استدلال کیسا۔ جناب زینب کی زندگی ثابت ہونے سے رقیہ اور ام کلثوم کو فائدہ نہیں پہنچا۔ اور دو صیغہ تثنیہ ہے جمع نہیں ہوسکتی استدلال جمع حقیقی سے ہو رہا ہے۔

پنجم:۔ لفظ بنات سے ہر وقت حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ اور جیسا کہ ہٰؤلاء بناتی کہ یہ میری بیٹیاں ہیں سے حضرت لوط کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی اس پر تفسیر دیکھو کہ یہ حقیقی بیٹیاں نہیں دیکھو ترجمہ اشرفیہ ص۲۰۰ حاشیہ ۲ بلکہ امت کی بیٹیوں کو حضرت لوط نے اپنی بیٹیاں کہہ دیا کیونکہ نبی امت کا باپ ہوتا ہے۔ اگر امت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں بنص قرآن ہوسکتی ہیں تو حضور کی اپنی پالک ربیبہ بیٹیاں اگر مجازاً داخل ہوجائیں تو کیا حرج ہے۔

ششم:۔ اس میں سادات کی تمام بہو بیٹیاں مراداً داخل ہیں کیونکہ پردہ کا حکم قیامت تک ہے جیسا کہ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم میں قیامت تک بیٹیاں ہونے والی داخل ہیں جناب مبلغ اعظم نے مولوی دوست محمد کے استدلال کو کچھ اس طرح توڑا کہ اس کو سر پھر کی پڑگئی۔ کیونکہ آیت محکم نہ رہی، صحیح حدیث نہ مل سکی اور احتمال غیر آگیا لہٰذا استدلال ختم ہوگیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چار بیٹیاں یا ایک بیٹی اس کا اعتقاد اور ایمان سے تعلق ہے۔ لہٰذا یا آیت محکم پیش کرو یا حدیث متواتر یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے تواتر میں کسی قسم کا شک اور احتمال پیدا کرکے دکھلاؤ۔ ورنہ عوام کو دھوکہ نہ دو۔ بیٹی صرف ایک ہے جس کا ثبوت اتنا مضبوط اور متواتر ہے کہ اس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔

آیات عشرہ و حدیث سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد مبلغ اعظم نے دس آیات سے سیدہ فاطمہ کا توحد اور اکلوتی بیٹی

ہوتا دکھلایا۔

اوّل:۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ پ۲۲۔ سورۃ احزاب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اس ایک بالغ مرد کا باپ نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا سبحان اللہ! لفظ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے ایک مرد کے باپ نہ ہونے کی بھی نفی ہو گئی ایک بیٹی کے باپ ہونے کا اثبات بھی ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا اللہ رے بلاغت کتاب اللہ کہ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے ایک بیٹی کا حقیقی باپ بھی ثابت کر دیا۔ لفظ رجال سے جناب طیب و طاہر اور حضرت ابراہیم ابناء رسول اللہ کی ابنیت بھی ثابت رہ گئی۔ مبلغ اعظم نے اس آیت سے ہر چیز ثابت کر دی۔ ایک بیٹی کی وحدت لفظ احد سے، حضورؐ کے صغیر بچوں کی ولادت لفظ رجال سے، حسنین علیہما السلام اور آلِ محمدؐ کے اپنے فرزندوں کی ابنیت لفظ کم سے کہ تمہارے مردوں کا باپ نہیں، اپنے اہل بیت اور آلِ محمدؐ کے مردوں کا باپ ہے۔ لفظ اَحد سے جناب سیّدہ کی وحدت پر کیا استدلال کیا کہ دوست محمد قریشی کی لفظی بحث کہ ایک کا لفظ دکھلاؤ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

دوم:۔ آیت تطہیر کہ سوائے سیّدہ کے کوئی بتول نہیں اور داخلِ تطہیر نہیں اور انبیاء کی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔ اصول کافی ص۲۵۸ جلد ۱، ذخائر العقبیٰ ص۲۶، صواعق محرقہ ص۱۵۸ اور سیّدہ پاک ہے۔

سوم:۔ آیت مباہلہ۔

چہارم:۔ آیت خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہرا کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں ملا ورنہ قریشی صاحب ثابت کریں باوجود سوال کے حضرت عثمان کو حضورؐ نے خمس نہ دیا۔ صحیح بخاری ص۴۴۲ جلد ۱ اور حضرت علیؑ پورے خمس کے مالک اور مستحق بنے رہے۔ بخاری شریف ص۴۳۷ جلد ۲

پنجم:۔ آیت اٰتِ ذَا الْقُرْبیٰ کہ حضورؐ نے حضرت سیّدہ کو بلا کر فدک دیا۔ دیکھو تفسیر درِ منثور ص۱۷۷ جلد ۴ اور ابن کثیر جلد ۳ ص۳۶

ششم:۔ آیت نسب کہ روزِ قیامت سوائے فاطمہؑ کے کوئی نسب نہ رہے گا۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۲۵۵

ہفتم :- آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ۔
بخاری شریف جلد دوم ص [illegible]

ہشتم :- آیت نَسَبًا وَّصِهْرًا سیدہ کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی اور پڑھی گئی۔

نہم :- آیت مودت جس میں صرف سیدہ ہی مع آپ کی اولاد اور شوہر کے شامل ہے۔

دہم :- آیت نور۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سوائے سیدہ فاطمہؑ کے اس پورے گھر میں کوئی نوری بیٹی ثابت نہ ہوئی۔ مبلغ اعظم نے سیدہ کی نوری پیدائش کو اس آیت کے تحت شیعہ و سنی کتب اصول کافی سے پڑھا۔

مسئلہ بنات نبی

حدیث شریف سے استدلال کا حال

اس مسئلہ میں حدیث صحیحہ متواترہ قطعیہ کی شرط تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ اعمال سے لیکن خدا شاہد ہے اور چشم دید مشاہدہ ہے۔ عین مناظرہ میں کانوں سنی شہادت ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب قریشی صحاح ستہ اور کتب اربعہ تو کجا دیگر کتب سے بھی بقول رسولِ پاکؐ یا امام معصوم کوئی ایک حدیث صحیح بھی نہ پڑھ سکا۔ حدیث صحیح بسند صحیح قول صحیح روایت کا بہت مطالبہ ہوا، بار بار ہوا، آخر تک ہوا مگر قریشی صاحب کہاں سے لائیں۔ موجود ہی نہیں۔ قریشی صاحب نے شرائط نامہ کی ذرا بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب و یابس خشک و تر روایات پیش کرنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے۔ خطابت کا رنگ پیدا کرکے جذبات سے کھیلنے کی کوشش بھی کی مگر ٹھوس استدلال کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ آخر بہت کچھ اشارے کنائے سے سر ہلایا۔ پبلک کو ہاں میں ہاں ملانے کے لئے بہت دعوت دی مگر کمزوری استدلال کا پبلک کیا علاج کرے۔ قریشی صاحب کا ایک پرانے کہنہ مشق مشہور عالم کثرت معلومات کے مالک حاضر جواب مناظر سے پالا پڑ گیا تھا جو نہ خیانت کرنے دیتا تھا، نہ غلط حوالہ چلنے دیتا تھا، نہ اصول مناظرہ سے باہر جانے دیتا تھا

نہ روایت میں قطع و برید سے کام لینے دیتا تھا۔ موقعہ پر پہنچ کر ہر چیز واشگاف کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب جس عبارت کو چھوڑتے یا چھپاتے فوراً پڑھ دیتا تھا۔ قرآن کو قرآن، حدیث کو حدیث اور قولِ معصوم کو قولِ معصوم ثابت کر کے غیر معصوم کے ضعیف اور غلط اقوال کو فوراً رد کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب بیچارے کیا کرتے آخر تک فریق مخالف پہ مغلوبیت سے د بار بار روایت پڑھی مگر اس کا راوی مسعدہ بن صدقہ رجال مامقانی صفحہ ۲۱۲ جلد ۳ سے سنّی ثابت ہوا۔ اور عبارت موقعہ پڑھی گئی تو قریشی صاحب اس کا شیعہ ہونا نہ دکھلا سکے اور نا نہ صحیح روایت پڑھ سکے اور غیر صحیح اور ضعیف کو مانے کون۔ سنّی بزرگوں کے ان خود ساختہ افسانوں پر ایمان کون لائے۔

مبلغ اعظم نے ان لڑکیوں کا ربیبہ ہونا کتب اہل السنّت یعنی سیرت ابن ہشام جلد چہارم صفحہ ۲۹۳، تفسیر نیشاپوری جلد پنجم صفحہ ۸، تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۲۱۲ مصر سے پیش کر کے مولوی دوست محمد کے جھوٹے بیانوں کو ختم کر دیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا مولانا آپ ان علمائے اہل السنّت پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں جنہوں نے ان بیٹیوں کا باپ غیر کو لکھ دیا ہے کہ ربیبہ تھیں۔

اس کے بعد جب ان لڑکیوں کی شادیاں کفار سے کتب اہل سنّت سے دکھلائی گئیں اور ابو العاص کا جنگ اُحد تک ایمان نہ لانا اور عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب جیسے کفار سے نکاح ہونا اور مدارج النبوۃ اور کتاب الاسماء والکنی للدولابی صفحہ ۸ جلد ۱ سے حضرت عثمان کا بھی نکاح جناب رقیہ کے بعد ایمان لانا اور البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۸ سے حضرت عثمان کا بعد نکاح ایمان لانا ثابت ہوا تو سنّی پبلک حیران ہو گئی۔ صاحب صدر کو اس وقت ہوئی جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۱۷۱ اور مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز سے یہ دکھلا دیا کہ حضور نے حضرت عثمان کو جنازۂ رقیہ سے روک دیا تھا۔ اللہ رے دامادی کہ بیوی کی قبر اور جنازہ سے بھی روکا جا رہا ہے۔ الغرض قریشی صاحب ہار گئے نہ قرآن مجید سے جناب سیدہ کی وحدت ثابت کر سکے نہ حدیث سے نہ کسی امام معصوم کے قول صحیح سے۔ مبلغ اعظم نے باتفاق متواترہ کا حق پڑھا۔ جب بخاری شریف صفحہ ۲۳۵ جلد ۱ سے جناب سیدہ پاک کا غضب ناک ہونا، واپس آنا، تا وفات غضب ناک رہ کے وفات پا جانا پڑھا اور وصیتِ [illegible] او بیٹیوں کا مناظرہ کرنے والو! تمہارے درباروں سے محمد رسول اللہ کی

ایک بیٹی معصومہ بتول بضعۃ الرسول جیسی بیٹی خالہ چلی گئی۔ بیٹیوں کا مناظرہ کس برتے پر کرتے رہتے ہو۔ جب سیدہ کے حق پر مبلغ اعظم نے قرآن و حدیث پڑھی اور حسانی آنا ذکر کیا۔ دردناک منظر کھینچا سر پر قرآن اُٹھا کر کہا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خالہ آگئی۔ غضبناک ہو کے آگئی غضبناک ہی مر گئی، کلام ترک کر گئی بائیکاٹ اور مہاجرت کر کے مرگئی تو جو سُنی سید مولوی دوست محمد کے ارد گرد بیٹھے تھے عزت قوم کی شرم جاگتے آبدیدہ ہو گئے۔ اب قریشی پریشان تھا کہ کیا کروں۔ نہ صحیح حدیث ملتی ہے نہ آیت صادقہ آتی ہے نہ مبلغ اعظم کے زور بیان اور کثرت معلومات کے سامنے کوئی پیش جاتی ہے نہ کوئی بات چھپائی جاتی ہے اور صرف ڈھٹائی کام نہیں آتی کیا کروں۔ صرف مُنہ سے ڈاڑھی چبانے پر زور تھا۔

حضرات! یہ منظر پورے مناظرہ میں قابل دید رہا کہ جب مبلغ اعظم شیر کی طرح گرجے اور دریا کی روانی سے قرآن و حدیث پڑھتے مونچھوں پر بہادرانہ تاؤ دیتے تو مولوی دوست محمد صاحب اپنی ڈاڑھی چبانا شروع کر دیتے۔ مبلغ اعظم کی مونچھوں کا تاؤ، مولوی دوست محمد کا ڈاڑھی چبانا ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ مناظرہ مولوی دوست محمد کا آخری مناظرہ ہو گا امید ہے آئندہ اس شکست کے بعد مبلغ اعظم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ مولوی دوست محمد صاحب دوسرے دن کے مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے کہ شاید کھوئی ہوئی عزت ہاتھ آ جائے۔ ورنہ یہ کہا تھا کہ جب تک مناظرہ بنات الرسول کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی دوسری بات نہ شروع ہو گی لیکن اب مجبور تھا۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل موجود نہ تھے۔ پبلک دل شکستہ تھی، عزت علمی رہ نہ گئی تھی۔ شیعہ لوگ نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے فضائل گنتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے تمام مقام یاد کرتے جا رہے تھے۔ حد یہ ہو گئی کہ مولوی دوست محمد کو روایت اور آیت تو کجا صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت اور بخاری شریف کے باب مناقب قرابۃ النبی میں ان لڑکیوں کا نام تک نہ ملا۔ جب فاطمہ بضعۃ منی پر بحث ہوئی تو دوسری کسی لڑکی کے متعلق لفظ بضعہ اور ٹکڑا نہ دکھلا سکا۔

مبلغ اعظم نے جب لفظ بضعہ سے حقیقی بیٹی ہونے پر استدلال کیا تو تمام شبہات دور ہو گئے بلکہ بہت سے سُنی لوگ شیعہ ہو گئے۔ اب شیعہ پُر جوش اور سُنی خاموش تھے۔ مبلغ اعظم نے دوسرے دن کے مناظرہ کا اعلان کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مناظرہ ضرور ہو گا۔ اگر

دیوان صاحبان نے اجازت نہ دی تو کسی اور جگہ ہو جائے گا لیکن قریشی کو بھاگنے نہ دوں گا۔ کل انشاء اللہ خلافت کے مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے ان کے بزرگوں کی خلافت کو غلط ثابت نہ کر دوں تو مناظر نہ کہنا اور بارہ خلیفے اور بارہ امام قرآن شریف سے ثابت کر کے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر خلافت کی دستار بندی بدست رسالتمآب نہ دکھلا دوں تو شیعہ نہ کہنا۔ اس وقت قریشی صاحب کے چہرہ کی مرجھاہٹ، پیشانی کے شکن، آنکھوں کا جھکاؤ بلکہ چہرہ اُترا قابل دید تھا، دنیا حیران تھی کہ اس مسئلہ پر تو ناز تھا کل خلافت پر کیا بنے گا۔ الغرض اس دن یہ مناظرہ ختم ہوا اور دنیا کل کے انتظار میں بکھر گئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ سچ ہے۔ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ۔

دوسرے دن

مناظرہ بر مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ

دوسرے دن مبلغ اعظم صاحب قریشی صاحب سے پہلے تشریف لا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ بعد میں قریشی صاحب تشریف لائے۔ مگر وہ کل کا جوش و خروش کہاں، آرزو اور ارمان کہاں، چہرے کی روشنی اور زینت کہاں۔ میدان مناظرہ میں تشریف لاتے وقت چہرہ اداس تھا۔ کیونکہ من مانا مایہ ناز اور اصل مسائل کا موضوع فتح ہو چکا تھا۔ اس کی شکست کی حسرت آج کے موضوع کی دہشت قریشی صاحب کو کھائے جا رہی تھی۔ وقت ہو گیا مناظرہ شروع ہوا قریشی صاحب نے خطبہ کے بعد آیۂ استخلاف کو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھا۔ کیونکہ حفظ یاد نہ تھی۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ الخ کو پڑھ کر اپنے خلفاء کو وعدۂ خداوندی کا مصداق اور موعود ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حضرات! وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا۔ جن سے وعدہ تھا وہ خلیفے ہو گئے۔ اگر وہ خلیفے نہ ہوتے تو حضورؐ کے منبر پر کیسے بیٹھ جاتے حکومت پر کیسے قابض ہو جاتے۔ ان کا منبر پر بیٹھ جانے قابض ہو جانے غالب ہونے کو آخر تک دلیل خلافت بنایا۔ مبلغ اعظم نے اسی آیۂ استخلاف کو اس روانی اور ادائیگی قرات اور خوش الحانی سے پڑھا کہ اپنے بیگانے

جھوم گئے۔ آپ نے آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کو پڑھ کر فرمایا کہ حضرات! یہ موعود من اللہ خلیفوں کا ذکر ہے جن کا ایمان مشاہدہ اور شہود قلبی تک پہنچا ہوگا۔ اعمالِ صالحہ کی حد عصمت تک ہوگی۔ کیونکہ الصّالحات جمع معرّف باللام ہے جو فائدہ استغراق دیتی ہے یعنی کل اعمال ہوں گے اور وہ سوائے معصوم کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے۔ یہ مومن ہیں جن کے ایمان اور اعمال اور خلافت کا خالق نے خود دوسری جگہ اعلان فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔ (پ۶۔ سورۃ المائدۃ) کہ تمہارے ولی صرف تین ہیں اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ سو ایمان، عمل اور ولایت ثابت ہو گئی۔ صرف مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کو یاد کرو۔ رکوع کی حالت میں حضرت علیؑ نے فقیر کو انگوٹھی دے دی۔

حضرات! اس کے بعد آیۂ استخلاف سے مبلغ اعظم نے آئمہ اطہار کے تین وعدے ثابت کئے۔

اوّل۔ ان کی خلافت کا اعلان مثل خلافتِ ہارون، آدم، داؤد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

دوم۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ سے آئمہ طاہرین کے مذہب شیعہ کو مذہب حقہ صادق اور مرتضےٰ اور مضبوط ثابت کر دیا کہ سوائے مذہب شیعہ کے اصول اور فروع کسی مذہب کے مضبوط اور ثابت نہ ہوں گے اس مذہب کے ہر مسئلہ کی دلیل مضبوط اور متمکن ہوگی، ٹوٹ نہ سکے گی۔ دِیْنَھُمْ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ دین کے مالک ہیں، امام ہیں، معصوم ہیں، دینی خلیفے ہیں۔ دنیاوی اور سیاسی نہیں۔

الّذی ارتضٰی کا جملہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ آئمہ طاہرین کا دین اور مذہب ہے۔ کیونکہ وہ مرضاۃ اللہ

کے مالک ہیں۔ راضیۃً مرضیۃ ان کی شان ہے۔ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ ان کے محبت و محبوب ہونے کی سند ہے۔ تیسرا وعدہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کا ہے کہ ان کا خوف اور تقیہ ہمیشہ نہ رہے گا۔ بلکہ آخری خلیفۃ اللہ المہدی الہادی کے دور ظاہری میں جہاد بالسیف سے خوف امن میں بدل جائے گا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ کا معنی اور مترادف ہے کہ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کہ شرک بڑا ظلم ہے جن سے شرک سرزد ہوا اور اَلشِّرْکُ فِیْکُمْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ (در منثور ص۵۴ ج۶، ادب المفرد ص۱۰۵) کے مصداق ہیں عہدۂ امامت اور خلافت نہیں پا سکتے لہٰذا ثلاثہ صاحبان کا دامن جب تک شرک سے دائمی طور پر یعنی ماضی، حال، استقبال تینوں میں پاک ثابت نہ ہو خلافت اور امامت کہاں۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے مبلغ اعظم نے ثابت کر دیا کہ امامت اور خلافت اصول دین میں داخل ہے ورنہ کفر کیسا۔ اور وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ کا معنی کیا اور فرمایا ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے وہی فاسق مراد ہیں جو اَلْفٰسِقُوْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِھِمْ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ کہ جو اللہ کا عہد اور اعلان کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس میں وصل کا حکم ہے اس میں فصل پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خلیفہ بلا فصل میں فصل پیدا کرتے ہیں اور ما امر اللہ کے مامور من اللہ کو اجماعی اور سیاسی خلیفہ بناتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! یہ آیۂ استخلاف موعود من اللہ خلفاء کی شان میں ہے۔ مثل آدم، داؤد، ہارون کے خلفاء کی آیت ہے۔ دین مرتضیٰ کے مالک خلفاء کی آیت ہے۔ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کے مصداق مظلوم خلفاء کی آیت ہے۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ کے مطابق اپنے منکروں اور باغیوں کی آیت نہیں۔ سیاسی، باغی، طاغی افراد کی آیت نہیں۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد دوم ص۱۱۹، ترمذی شریف جلد دوم ص۴۰ سے یہ حدیث پڑھی لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا اِلٰی اِثْنٰی عَشَرَ خَلِیْفَۃً کو ملا کر دیکھو یہ بارہ کس دین کے خلیفے ہیں۔ دین مرتضیٰ کس کا دین ہے

قریش کی نسلِ عُلیٰ اور مصطفےٰ شاخِ بنی ہاشم سے پاکرتی اور، تمام بنی ہاشم سے مصطفےٰ بنی فاطمہ ہیں پاکرتی اور۔ فرمایا ہمارے مولا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، محمد باقرؑ، جعفر الصادقؑ، موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی نقیؑ، حسن عسکریؑ، امام مہدیؑ صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ کر دین کا مجسم مجموعہ دکھلائیے، دین کا عالم دکھلائیے، خدا کا محبوب اور مرتضےٰ دکھلائیے، خاندانِ محمدؐ سے دکھلائیے اپنے بارہ خلفاء اور ائمہ کی تعداد اپنے مذہب میں دکھلائیے۔ یا ترمذی حاشیہ ص۵۵ ج ۲ میں جو آپ کے بارہ خلفاء یزید، ولید، مروان کی گردان لکھی ہے ان میں دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی اور لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا کی شان دکھلائیے۔ آپ نے حدیثِ ثقلین سے قرآن اور اہل بیت کو پڑھا اور جامع الصغیر سیوطی ص۱۰۳ ج۱ سے قرآن اور اہل بیت کا "خلیفتین" ہونا پڑھا۔ حضرت علیؑ کی نسبت مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اور اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ پڑھا اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد دہم ص۳۳۲ سے باب العمائم سے غدیر خم میں علیؑ کے سر پر دستار بندی پڑھی۔ حضرت حجتؑ کی بارہویں خلافت ظاہری دکھلائی۔ تیس سال کی خلافت سے مراد خلافت بلافصل حضرت علیؑ کی ثابت کی۔ کیونکہ علیؑ رسالت مآبؐ کے بعد تیس سال زندہ رہے جو آپ کے خلیفہ بلافصل تھے۔ اور صحیح مسلم جلد دوم ص۱۲۱ سے بقول حضرت عمر لَمْ یَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰهِ سے اصحاب ثلاثہ کا عدم استخلاف یعنی بنصِ خدا اور رسولؐ خلیفہ نہ ہونا ثابت کر دیا کہ یہ رسول اللہؐ کے ساختہ پرداختہ خلفاء نہیں ہیں۔ چنانچہ مولوی دوست محمد نے پورے ڈیڑھ بجے صاف اقرار کر لیا کہ ہم پر کب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہے۔ چنانچہ سنی پبلک کے چہرے فق ہو گئے کہ یا اللہ! یہ کیا کہا کہ اللہ و رسولؐ کے بنائے ہوئے خلیفے نہیں پھر آیت کیسی اور حدیث کیسی۔ مولوی دوست محمد نے اپنی پبلک کی مجبوری پر کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب اللہ و رسولؐ نے ان کو بنایا نہیں۔ قرآن اور حدیث میں ان کی خلافت کا اعلان آیا نہیں۔ اور لَمْ یَسْتَخْلِفْ حضرت عمرؓ کا خود اقرار ہے اور حضرت خلیفہ ثانی کو یہ حسرت رہ گئی کہ کاش حضورؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپ کے بعد خلیفہ

مناظرہ بستی مبارک شاہ ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں جب فخر اعلانہ تحریر ہونے لگا تو اسی مولوی دوست محمد قریشی کی موجودگی میں

کون ہے۔ مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ اللہ رے شانِ خلافت مدعی سست گواہ چست۔ خود خلفاء کو تو اپنی خلافت کا علم نہیں اور مولوی دوست محمد صاحب ان کے اثبات میں زور لگا رہے ہیں۔ جب اجماعِ شوریٰ پر بات آئی تو مبلغِ اعظم نے ہر سہ خلفاء کی خلافت پر حضرت علی علیہ السلام کی عدمِ رضامندی ثابت کر دی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۰۹ سے خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ دکھلا دیا کہ حضرت علی بوقتِ سقیفہ خلافتِ اوّل سے مخالف ہو گئے اور بیعت نہ کی۔ ثُمَّ بَایَعَ بَعْدُ۔ اور فاطمہ کی حیاتی میں بیعت نہ کی اور بعد میں حضرت خلیفۂ اوّل کو جلا کر اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور ناراضگی کی وجہ بتلا کر ترکِ موالات سے روکا اور خلافتِ ثانیہ پر شرح عقائد نسفی سے تعریض دکھلا دی اور خلافتِ ثالث میں مخالفت اور ناراضگی اور لَا تَجْعَلَنَّ عَلٰی نَفْسِکَ سَبِیْلًا تک کی نوبت ثابت کر دی کہ حضرت علی ان سے ناراض ہو گئے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمن بن عوف نے ان کو قتل کی دھمکی دی۔ جب حضرت سیدہ اور احراقِ بابِ فاطمہ کی نوبت آئی تو سید سنی سرنگوں ہو گئے۔ اپنے مریدوں کی مجبوری سے گھبرا گئے۔ آخرکار حضرت علی علیہ السلام کو ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے قریشی صاحب نے استدلال کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔

اوّل تو حضرت علی کا بہ نیتِ اقتداء ان کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہی نہ کر سکے بلکہ صَلّٰی بِنَفْسِہٖ بحار الانوار جلد ہشتم سے دکھلا دیا گیا کہ آپ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

دوم:- احتجاجِ طبرسی کی روایت سالم پڑھنے میں خیانت کی جو موقعہ پر پکڑی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی سازش کا حصہ چھوڑ دیا اور اگلی پڑھی لیکن جب پوری روایت سامنے آئی تو شکرِ شیر کہنے والوں کی ہوا اڑ گئی۔

سوم:- جب مشکوٰۃ ص سے نماز خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا اِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو سکتی ہے مگر خلافت کیلئے تمام اعمالِ صالحہ کی شرط ہے اور فروع کا لحاظ ہے حضرت علی کا اپنی نماز خود پڑھنا بلکہ بسا اوقات حق اور ظلم پیدا ہونے کے موقعہ پر دہرا لینا اور ان کے اماموں کا بمنزلہ دیوار کے ساتھ کھڑا ہونا دکھلا دیا گیا تو مولوی دوست محمد قریشی کی اس جذباتی دلیل کا حال بہت پتلا ہو گیا جب مبلغِ اعظم نے بخاری شریف سے قاتلانِ عثمان کے پیچھے حسبِ اجازتِ عثمان صحابہ

کا نماز پڑھنا دکھلا دیا۔ حسنین علیہما السلام کی نماز مروان جیسے فاسق کے پیچھے خود اہل السنت کی کتاب بیہقی ص۱۳۳ جلد سوم سے دکھلا دی۔ الغرض مولوی دوست محمد صاحب نہ خلافت ثابت کر سکے نہ چار بیٹیاں۔ بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے جو ابھی تک مذہب حقہ پر قائم ہیں اور تنظیمی ملاؤں کی شکست کا یقینی ثبوت ہیں۔

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جو خیبر کی فتح کے بعد علیؑ کی فتح کا اقرار نہیں کر سکے اور ثلاثہ کے فرار کا اظہار نہیں کر سکے۔ مگر خدا اپنے دین کی فتح کیسے چھپنے دیتا۔ سچ ہے

شاہ مرداں شیر یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوْالْفِقَار

مناظرہ میں چند چشم دید گواہوں کے نام

جناب ظفر علیخان صاحب رئیسِ اعظم جہان پور ضلع ملتان۔ فیض علیخان صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور، فرزندان خان اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ مرید عباس صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ علی نواز صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ جناب سید مقصود علی صاحب شمسی جہان پور۔ نور محمد صاحب خاکی۔ سید حسین شاہ صاحب و دیوان سید حضور بخش صاحب بانیانِ مناظرہ۔ جناب صفدر علی صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور پسر خورد جناب اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ سید اصغر علیشاہ صاحب جہان پور۔ قادر بخش صاحب منظور حسین صاحب۔ غلام رسول صاحب۔ منشی غلام حیدر و جناب غلام حیدر صاحب لنگاہ۔

(ناشر)

ناصر حسین ناصر معین مناظرہ درسِ آلِ محمد لائل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ شکستِ تونسوی

در

مسئلہ بناتِ نبیؐ

◆

بمقام وجھی متصل میانی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

◆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

حضرات مومنین! ہم اس سے قبل شکست تونسوی و اچھروی و میانوی و بھیروی و دیوبندی و بریلوی ایک اشتہار میں بمقام وچھی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا واضح کر چکے ہیں کہ دیوبندی و بریلوی عبدالستار تونسوی، محمد عمر اچھروی، مفتی محمد رفیق میانوی، کرم حسین شاہ بھیروی اور افتخار بگوی یہ سب مل کر بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کی صداقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر باوجود اپنے اشتہار میں شائع کرنے کے موقعہ پر بحث کرنے سے صاف انکار کر گئے۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ طیبہ طاہرہ بنت رسولؐ کی وحدت، فضیلت، عصمت و طہارت کے مقابلہ میں نصوص صحیحہ متواترہ قطعیہ چار بیٹیاں حقیقی ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ مجمع بیشمار تھا، اہل السنت کی کثرت تھی، بزعم عام تھا۔ لہذا شور و غوغا تو بہت کیا لیکن علمی مقابلہ نہ کر سکے۔ اصولی مناظرہ کی تاب نہ تھی حضورؐ کی حقیقی چار بیٹیاں کسی آیت محکم اور حدیث صحیح متواتر سے ثابت نہ کر سکے اور ضعیف روایات پر خود قائم نہ رہ سکے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کے قریب آخر وقت تک نہ آئے اور لوگ ان کمزوریوں کو بھانپ کر شیعہ ہو گئے۔ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈہ جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کیا تھا چار دن میں ہباءً منثورہ ہو کر رہ گیا۔ لہذا اب ہم اس کتاب میں حسب وعدہ شکست تونسوی در مسئلہ بنات نبیؐ کی مختصر روئیداد شائع کرتے ہیں۔ تا کہ پڑھے لکھے حضرات دلائل کے قوت اور ضعف، صحیح اور غلط، صدق و کذب، حق اور باطل کا خود اندازہ لگا لیں۔ کیونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ صداقت کا وہ قلعہ و حصار ہے جس کو باطل کے بیشمار حملے اور زلزلے بھی نہ ہلا سکیں گے۔

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب تونسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کا تکرار و اعادہ کیا۔ دیگر نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت میدان مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت و ہمت ہوئی روایت اوّل حیات القلوب جلد دوم ص۱۱۸ سے پیش کی کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت

صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا کی اولاد حضرت خدیجہؓ سے طاہر و قاسم، فاطمہؑ، ام کلثوم، رقیہ و زینب متولد ہوئے۔ اس کا جواب اسی وقت دیدیا گیا کہ حضور! یہ روایت سنیوں کی ہے شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سند یہ ہے

روی الحمیری فی قرب الاسناد عن ھارون بن مسلم عن مسعدۃ بن صدقۃ عن جعفر عن ابیہ علیہما السلام۔

اس سند میں ایک راوی "حمیری" شارب الخمر ہے۔ اسی وقت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اول ص۱۲۲ سے دکھلا دیا گیا کہ "انہ کان یشرب الخمر" یعنی وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ حتی کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور مزید ان کی یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے ملنگوں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو اور انہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو۔ اور دوسرا راوی اس سنّی روایت میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنی بتری ہے۔ چنانچہ رجال مامقانی جلد ۳ ص۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے جا کر رکھ دی گئی۔ کہ "مسعدۃ بن صدقۃ عامی بتری" یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے۔ روایت سنیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مگر ہمت کہاں؟ بہت دیر تک پریشان رہے اور تلاشِ بسیار کرنے کے بعد شور مچایا کہ لو صحیح دکھلاتا ہوں۔ میں عبدالستار ہوں اسماعیل! تو مجھے جانتا نہیں میں عبدالستار ہوں؟ لو صحیح اور سنّی بیچارے پھر وجد میں آ گئے اور افتخار بگوی صاحب تو فرطِ مسرت سے رقص فرمانے لگے کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کو چار بیٹیوں کی صحیح روایت مل گئی۔ مگر وہ الٹا وبالِ جان بن گئی یعنی جب تونسوی صاحب نے حیات القلوب جلد دوم ص۲۳۴ سے پڑھا کہ ابن ادریس بسند صحیح از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ رسولؐ دختر بدو منافقان داد۔ یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریمؐ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں، ایک کا نام ابو العاص اور دوسرے کا نام تقیۃً ترک کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ عبدالستار کے طوطے اُڑ گئے کہ وعدہ چار بیٹیاں دکھلانے کا تھا نہ کہ دو منافق دکھلانے کا۔ بس اب پریشان تھا کہ اگر روایت صحیح کہوں تو اپنے ہی منہ سے اپنے بزرگ کو منافق ماننا پڑتا ہے اور اگر منافق مان لوں تو بحث کیسی؟ جھگڑا کس بات کا؟ قصہ ختم شیعہ کا مذہب ثابت جس پر پنجاب اعظم نے کہا

حضور! اوّل تو ابنِ ادریس خود ہی صحیح نہیں، دوم اس روایت میں لفظ چار دکھائیے۔ پھر حقیقی بیٹیاں دکھلائیے اور پھر تیسرا منافق تسلیم کیجئے۔ ورنہ یہ روایت نہ پیش کیجئے۔ لوگوں میں شور پڑ گیا کہ عبدالستار منافق کی روایت پیش کر رہا ہے۔ نامراد اُلٹا خود اپنے بزرگوں کو منافق ثابت کر رہا ہے۔ اے افسوس! اس کو منافق کے بغیر کوئی روایت نہ مل سکی۔ تونسوی الفاظ کے چکر میں اسے چھپا تو رہا تھا۔ مگر مبلغِ اعظم نے کتاب منگوا کر صفحہ نکال کر لفظ منافق تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس کو کہو لفظ چار دکھائے جس کے حصے پیش کر رہا ہے یا اس کو منافق تسلیم کرے۔ بس پھر کیا تھا سمجھدار سُنّی کہنے لگے ہزار دفعہ کہا کہ شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کیا کرو۔ ورنہ جو چار آدمی رہ گئے ہیں وہ بھی شیعہ ہو جائیں گے۔ میانی کے مفتی محمد رفیق، بھیرہ کے پیر کرم شاہ اور تونسوی سب حیران کھڑے تھے کہ کیا کریں اور روایت ملتی نہیں، اس میں لفظ منافق ہے۔ اس کو صحیح مانیں تو مذہب اہل السنّت ختم، شیعہ ثابت۔

حضرات! سب سے بڑی یہ روایت تھی جس پر ناز، اعتماد اور شور تھا۔ اب ذرا مذہب اہل السنّت کے دلائل اور تونسوی کے ذخیرۂ استدلال کا خود ہی اندازہ لگائیے ہزار دفعہ واضح کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ محکم ہے، مضبوط ہے، ثابت ہے مربوط ہے۔ اس کا علمی و استدلالی مقابلہ مشکل ہے۔ بعض سُنّی علماء اور مولوی صاحبان اپنے تاثرات کا یوں اظہار کر رہے تھے کہ تو یہ چار بیٹیوں کا موضوع عبدالستار کا مایۂ ناز موضوع ہے مگر اس میں بھی یہ حال ہے۔ جھوٹ اور سٹہ ہے اور صداقت و حقیقت چیزے دیگر۔ اس روایت کو اسی نے اپنے اشتہار میں چھپا لے گئے ہیں کہ چار بیٹیوں کی بجائے لفظ دو منافق لکھے ہوئے ہیں۔ شیعہ سُنّی حضرات کو چاہیئے کہ وہ عبدالستار کو پکڑ کر پوچھیں کہ یہی روایت پیش کی تھی جس میں دو منافق لکھے ہیں، تم اب منافق بھی مان گئے۔

روایت سوم

تونسوی صاحب نے بڑے طمطراق شور و غوغا سے کہا، چلو جی اس کو چھوڑو۔ میں کتاب نہج البلاغۃ شیعوں کے فرشی قرآن سے اور مولا علیؑ کے متواتر کلام سے چار بیٹیاں ثابت

کرتا ہوں ۔ (اسماعیل!) تو مجھے نہیں جانتا؟ میں [illegible]
آئیے ۔ یہ کہہ کر کتاب نہج البلاغۃ جلد دوم [illegible]
مَا اَنْتُمْ بِمَا قَدْ [illegible] پڑھا کر حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ تو نے حضرت [illegible]
دامادی سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ پایا ہے جو ان دونوں یعنی ابوبکر و عمر نے نہیں پایا [illegible]
کر شور مچایا کہ یہ چار بیٹیاں ثابت ہو گئیں ۔

مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! یہ کتاب نہج البلاغۃ کلام جناب امیر علیہ السلام [illegible]
ہے ۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے ۔ نہج البلاغۃ [illegible] فصاحت و بلاغت [illegible]
آپ کے بزرگوں کو ذرا [illegible] ایک [illegible] آپ [illegible]
کہ فصاحت و بلاغت کس شے کا نام ہے ۔ اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں ہیں [illegible]
حضرت کی اولاد کہاں ۔ اس میں تو لفظ "صہر" [illegible]
تو دامادی میں سے بھی تھوڑی سی نسبت پائی ہے جو [illegible]
جس کے معنی بعض کے ہیں ۔ اگر پورا داماد ہوتا تو لفظ "صہر" [illegible]
تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں ۔ بیٹیاں ربیبہ، نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں ویسا
داماد ۔ نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا [illegible]

مبلغ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب! لفظ "صہر" کے [illegible] حضرت عثمان کے لئے
لفظ "صہر" دکھلایئے تاکہ پورا داماد [illegible] حضرت علی علیہ السلام کے لئے
تمہاری مستند کتابوں سے دکھلاتا ہوں [illegible] جلد اول [illegible]
[illegible] نلت صہر رسول اللہ [illegible] یعنی [illegible] حضرت [illegible] نے حضرت علی
علیہ السلام کو کہا کہ تو نے رسول اللہ کی دامادی کا پورا شرف پایا ہے [illegible]

مبلغ اعظم نے فرمایا [illegible]
رسول اللہ [illegible] لقد نلت من صہر [illegible]
جو بلاغت سے پُر ہے، جس کا [illegible] نہج البلاغۃ
کیوں؟ سچ ہے کہا ملاں تونسوی اور [illegible]
لفظ "صہر" [illegible]
صہر دکھلا نہ سکا ۔ لہٰذا استدلال باطل ۔ کیونکہ مناظرہ کا اصل اصول ہے کہ [illegible]

اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ فَبَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ ۔ کہ جب احتمال اور شک آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے ۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور! حضرت علی علیہ السلام کے لئے قرآن مجید تک لفظ صِھر آیا ہے مگر ان میں وہ نہیں آیا ۔ چنانچہ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِھْرًا ۔ پ ۱۹ سورۃ فرقان میں اللہ تعالےٰ نے حضرت علی کو پورا صہر فرمایا ۔ یہ خطبہ جناب رسالتمآب نے صرف نکاح حضرت علی علیہ السّلام میں پڑھا ۔ دیکھو اپنی کتابیں :- مدارج النبوۃ ۔ جلد ۲ صفحہ ۵۵ ، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر ذخائر العقبیٰ صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جیسا رشتہ نسب اور صہر حضرت علیؑ کو حاصل ہے ذلیا عثمان کو نہیں ۔ ہاں حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے قریب تر ہے ۔ خواہ حضرت علیؑ کی نسبت بعید تر ہے ۔ کیونکہ حضرت علیؑ اور رسول خدا بنی ہاشم سے حقیقی چچا زاد ہیں اور حضرت عثمان بنی اُمیہ سے ہے جو دو واسطہ بعید ہے ۔ حضرت علیؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے داماد ہے جو حقیقی بیٹی ہے ۔ حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے ۔ یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازی ہے داماد بھی مجازی ۔

تونسوی کے سوالات اور

مبلغ اعظم کے جوابات

تونسوی صاحب نے شور مچایا کہ مولوی اسماعیل ان لڑکیوں کا باپ بتلایئے ؟ مبلغ اعظم نے فوراً اہل السنت کی مستند کتاب سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مصر سے دکھلایا :- فَوَلَدَتْ لَہٗ ھِنْدَ بْنَ اَبِیْ ھَالَۃَ وَزَیْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ ھَالَۃَ کہ جناب زینب کے باپ کا نام ابو ہالہ تھا اور دوسری لڑکیوں کے باپ کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا ۔ تونسوی صاحب نے کتاب منگوا کر خود دیکھی پڑھی اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا ۔ کتاب واپس ، جواب ندارد ، حجت تمام ہوئی ۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فوراً تفسیر کبیر اور قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا کہ وہ

لڑکیاں یتیم تھیں اور حضورؐ کے خانۂ اقدس میں ان کی پرورش ہوتی تھی۔ [illegible]
(پ ۳۰ سورۃ والضحیٰ) کہ اے میرے محبوب یتیم کو نہ جھڑکنا۔ اور نہ جھڑکی سے۔ اور تفسیر کبیر
جلد ۸ صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ مصر سے یہ عبارت پڑھی۔ وھی انما نزلت حین صاح النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علی ولد خدیجۃ۔ کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑکو) اس وقت
نازل ہوئی جب جناب رسالتمآب نے جناب خدیجہؓ کے بچے پر [illegible] سختی سے بات کی
تو آواز آئی اے میرے حبیبؐ! ان یتیموں کو نہ جھڑکو۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ جناب تونسوی صاحب! فرمائیے۔ جناب خدیجہؓ کے وہ
کون سے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے؟ یتیم تو وہ بچہ ہوتا ہے جس
کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ اگر حضورؐ ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ اگر یتیم تھے تو حضورؐ ان کے
باپ کیسے؟ تونسوی صاحب نے یہ کتاب منگوا کر دیکھی اور خاموش۔ بہرحال
باپ کا نام مل گیا، یتیم ثابت ہو گئیں، ہمارے دعویٰ میں احتمال آ گیا استدلال باطل ہو گیا۔
کیونکہ چار بیٹیوں کے مدعی اہل السنت ہیں۔ دعویٰ کو بالتحقیق و بلا تعارض ثابت کرنا
ان کا فرض ہے۔ رہے شیعہ تو جناب سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہراؑ کو حقیقی بیٹی مانتے ہیں
جس میں نہ شک ہے نہ شبہ نہ احتمال نہ اعتراض۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری
سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھا دیا۔ چنانچہ نیشاپوری علیٰ حاشیہ تفسیر ابن جریر
صفحہ [illegible] جلد [illegible] وربائبکم اللاتی کے تحت کما تقول بنات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجۃ پڑھا۔ کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر
کیا ہے وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے رسول اللہ کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبریٰ سے تھیں۔

لیجئے! معاملہ صاف ہو گیا۔ قرآن مجید سے ان کا ربیبہ ہونا بھی ثابت ہو گیا یتیم ہونا بھی
ان کا باپ بھی مل گیا اور خود کتب اہل السنت سے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جہاں رسول اللہ کی بیٹیاں
خدیجۃ الکبریٰ سے لکھا ہو اس سے ربیبہ (یا ...) یا تو پالی ہوئی بیٹیاں جناب خدیجہؓ کی مراد ہوتی ہیں۔
مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! بس ہمت ہے پر تمام ہوا کہ بیٹیاں چار بیٹیاں کیسے
ہو۔ اگر ہمت ہے تو دعویٰ بلا معارضہ و مناقضہ ثابت کرو۔ دیکھیں ہم تمہارے
دلائل کو ضعیف و کمزور ثابت کر کے ان کے مقابلہ میں وہ دلائل قویہ بھی پیش کر [illegible]

اس کا نام ہے [illegible]

[illegible] شوستری صاحب نے کہا [illegible] اسماعیل صاحب! آپ نے معصوم امام کے قول سے ان دیگر بیٹیوں کا حضور کی بیٹیاں نہ ہونا دکھلایا ہے۔ [illegible] نے [illegible] اپنی کتاب احقاق الحق ص ۲۲۹ جلد [illegible] [illegible] اہل الاعتقاد [illegible] ثابت کرنے میں سند سمجھی جاتی ہے اور ایک محقق معاصر کی کتاب ہے [illegible]

روی اهل العلم عن آئمة اهل البیت وهاتان البنتان المنسوبتان الی رسول الله [illegible] من امرأة اخری [illegible]

یعنی اہل علم نے ائمہ اہل بیت سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بیٹیاں جو رسول خدا کی جانب منسوب ہیں کسی دوسری عورت سے ہیں [illegible]

باب اول

[illegible] بخاری شریف ص ۳۸۵ جلد ۱ [illegible] ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین [illegible] حضور نے اپنے قریبیوں کے نام لے لیکر فرمایا

یا بنی عبد مناف یا عباس بن عبد المطلب یا صفیہ [illegible] یا فاطمہ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من الله شیئا [illegible] اے عبد مناف اے عباس بن عبد المطلب اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی [illegible] سلینی ما شئت من مالی اور اے فاطمہ بیٹی محمد کی۔ میرے مال سے جو چاہتی ہو مانگ لو میں تجھ کو اللہ سے کچھ بے نیاز نہ کر سکوں گا۔

[illegible] بنت محمد بنت [illegible] ثابت ہوئی۔ ایک بیٹی ہونا [illegible]

[illegible] دعوی رسالت میں [illegible]

اس کا فلاں تونسوی سے کچھ جواب نہ بن آیا بیٹھا سن رہا تھا آپ مجھے اس سے ہی آیت کا کیا جواب ہے؟

آیت مباہلہ میں تو تم کہتے ہو فوت ہو گئی تھیں آپ زندہ تھیں ۔ اس کا جواب دو۔

آیت دوم آیہ تطہیر

عن عائشة قالت خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم غداة وعليه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علي فادخله ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علي فادخله ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔ مشکوۃ شریف [illegible] باب مناقب اہل بیت [illegible]

ترمذی شریف ص ۲۲۳ جلد ۲ باب مناقب اہل بیت نبی [illegible]

کتاب التفسیر [illegible]

”چھ ماہ آیہ تطہیر کی تلاوت بر دروازہ سیدہ فاطمۃ الزہرا“

عن انس بن مالك ان رسول الله كان يمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج لصلوة الفجر يقول الصلوة يا اهل البيت انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔

ترمذی شریف ص ۴۵ جلد ۲ [illegible] ہیں کہ ان کی اولاد، ان کے شوہر اور اس کے سوا کوئی داخل نہ تھا۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ مہینے جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو دروازہ فاطمہ پر گزرتے ہوئے فرماتے ”الصلوٰۃ“ یا اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس [illegible]

تو پورے چھ ماہ [illegible] تلاوت [illegible]

وہ واقعہ پر تلاوت نہ ہوئی ۔

آیت سوم مباہلہ

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم الخ دعا رسول اللہ علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی ۔

مسلم ص۲۸۳ جلد۲ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸ ، باب مناقب اہل البیت حدیث ۱

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ اتری ۔ ندع ابناءنا وابناءکم الخ ۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہراؑ ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر عرض کی یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ۔ (ترمذی شریف ص۲۳۲ جلد۲) ۔

حاشیہ ۹ میں ہے جب مطلق اہل البیت کا لفظ آئے تو فاطمہؑ ، علیؑ ، حسنؑ اور حسینؑ بالخصوص سمجھا جاتا ہے ۔ یعنی ان پانچوں کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہے لمعات

لیجئے حضور تونسوی صاحب ! مباہلہ میں صرف فاطمہؑ آئی باقی کوئی بیٹی نہ داخل ہوئی نہ بلائی گئی ، وجہ بتلائیے ۔ جواب ندارد ، چپ سادھ لی ، آنکھیں پتھرا گئیں ۔

عذر وفاتِ بنات غیر معقول ہے

کیونکہ اوّل تو ان لڑکیوں کے سنہ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے ۔ بقول شبلی مرحوم جناب زینبؓ کی وفات ۸ھ میں ہوئی اور حضرت رقیہؓ کی وفات غزوۂ بدر ۲ھ میں ہوئی جناب حضرت ام کلثومؓ کی وفات بقول شبلی ۹ھ میں ہوئی ۔ دیکھیے سیرت النبی جلد دوم حصہ اول ص۴۲۵ اور جناب رقیہؓ کی وفات بقول سیرت رحمۃ للعالمین ۲ھ

میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین صفحہ ۱۲۵ جلد ۲۔ اور وفات ام کلثوم [illegible] ۸ھ میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین صفحہ ۱۲۵ جلد ۲۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی دیکھو رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۲۵ جلد ۲ اور مباہلہ بھی ۹ھ میں ہوا۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول صفحہ [illegible]

وفد نجران کا ذکر ۹ھ صفحہ ۹۲ پر ہے [illegible] کہ جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن وحسین علیہما السلام کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے تو عیسائیوں کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے تو ہم ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں نے [illegible] جزیہ دینا قبول کر کے صلح کر لی۔

کیوں حضور! جب مباہلہ ۹ھ میں ہوا، جناب ام کلثوم بھی ۹ھ تک زندہ رہیں تو مباہلہ میں حضور نے ان کو شامل کیوں نہ کیا جب "نساءنا" کا لفظ جمع کا صیغہ تھا۔ یہ عذر بھی تونسوی کا ختم۔ یہ شخص اہل سنت کو دھوکہ میں رکھ کر ان کی دولت کمانے جا رہا ہے نہ مناظرہ کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔

ٹھیک ہے خَسِرَ الدُّنیا وَالآخِرَۃ۔ مذہب اہل السنت ہی شیعوں کے مقابلہ میں کمزور ہے یہ کیا کرے۔

آیت چہارم خمس

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔ (پ انفال)

اور جان لو کہ جو شے بطور غنیمت [illegible] تم کو حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپ کے قرابت داروں کا ہے۔ (حمائل ترجمہ اشرفیہ [illegible])

عن علیؑ قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر وکان النبیؐ اعطانی شارفا من الخمس فلما اردت ان ابتنی بفاطمۃ بنت رسول اللہ۔ (بخاری شریف [illegible] باب فرض الخمس)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں، رسول اللہ نے مجھے ایک اونٹنی خمس [illegible]

روزِ بدر عطا فرمائی جب کہ علیؑ فاطمہ بنت رسولؐ کو اپنے گھر لانے کی تیاری کر رہا تھا۔ پس فاطمہ آیتِ خمس میں شامل۔ غضبت فاطمة بنت رسول اللہ (بخاری شریف ص ۴۳۴) یہی اسی باب فرض الخمس میں ہے کہ جناب سیدہؑ نے اپنا حق مانگا۔ ابوبکر نے انکار کیا۔ سیدہؑ خشمناک ہو کر واپس ہوئیں۔ دیکھو سیدہ خمس ہی سے اپنا حق مانگ رہی ہے لہٰذا آیت میں شامل ہے اور مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۹ میں ہے کہ حضرت عثمان نے خمس سے حصہ مانگا تو حضورؐ نے منع فرمایا کہ تو بنی امیہ سے ہے لہٰذا تیرا کوئی حق نہیں۔ سبحان اللہ جس کے گھر دو دو بیٹیاں ہیں اس کو بیٹیوں والے خمس کے نہیں ملتے۔ جس کے گھر ایک بیٹی ہے وہ خمس کا متولی ہو گیا دیکھو بخاری شریف ج ۲ ص ۹۲۳ الجزء ۱۷

قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذالک کہ حضورؐ نے حضرت بریدہ سے فرمایا کہ علیؑ سے بغض نہ کر۔ اس کا خمس میں اس سے بھی بہت زیادہ حصہ ہے جتنا تو سمجھتا ہے۔ خطیب خوارزمی نے اپنے مناقب میں لکھا ہے تمام دریاؤں کا پانی مہرِ سیدہ طاہرہ کو بطور خمس دیا گیا ہے۔ دیکھو حضرات اسی آیت میں صرف فاطمہؑ ہے، تونسوی کوئی دوسری بیٹی دکھلائے۔

آیت پنجم

وَآتِ ذَالْقُرْبیٰ حَقَّہٗ پ ۱۵ بنی اسرائیل

عن ابی سعید قال لما نزلت وآت ذالقربیٰ حقہ دعا رسول اللہ ﷺ فاطمة فاعطاها فدك۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۳۶)۔

کہ جب یہ آیت آئی تو رسول اللہؐ نے جناب سیدہؑ کو بلا کر باغ فدک عطا فرمایا۔ کیوں تونسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو۔ یہ تمہاری کتابوں سے حوالے پڑھ رہا ہوں۔ تم کو صرف حیوٰۃ القلوب جیسی غیر مستند کتاب سے روایت ضعیف کا جزوی حصہ یاد ہے اور یہ تمام روایات یاد ہیں۔ کتاب حیات القلوب کی تحقیق تونسوی تمام عمر نہیں کر سکتا کہ یہ کتاب صحیح ہے یا مستند ہے یا کیا ہے۔ فارسی کی معمولی غیر صحیح کتاب جو صرف ہر قسم کی ضعیف غیر مستند روایات کا مجموعہ ہے۔ مرشینہ حیات القلوب بالکل غیر مستند کتاب ہے۔ اس کا بغیر تحقیق

کوئی اعتبار نہیں ہے۔ روایت صحیح ہو قرآن موجود ہوں تو پابند ورنہ نہیں۔

آیت ششم

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ

(پ ۱۸ سورۂ مومنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے نسب کی بنا پر سوال کر سکیں گے۔

عن ابن مخرمة قال قال رسول اللّٰه فاطمة بضعة منی یقبضنی ما یقبضها ویبسطنی ما یبسطها وان الانساب تنقطع الا نسبی وسببی وصهری وهذا له اصل فی الصحیحین۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۵۲ جلد سوم و مستدرک حاکم جلد سوم ص ۱۵۸)

حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو رنج دے وہ مجھ کو رنج دیتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھے خوش کرتا ہے اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے۔ صرف میرا نسب اور سبب اور دامادی باقی رہے گی۔ فرمائیے نسب رسالتمآب سوائے فاطمہ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمۃ الزہرا کا دیکھو اس حدیث میں خصوصاً نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ تو سنوی صاحب ورنہ بیٹیوں کو تو نا چھوڑ دیجئے۔

آیت ہفتم

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ ۲۲ سورۂ احزاب)

اور نہیں ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔

اس آیت میں اولاد محمد رسول اللہ کی نرینہ کی نفی نہیں اور تحقیق ہے کہ آپ کے بیٹے طیب طاہر

قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا حسنؑ اور حسینؑ اولادِ رسولؐ میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآبؐ نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کر لیا تو لوگوں نے متبنّٰی بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی بیٹا نہیں بلکہ متبنّٰی اور منہ بولا بیٹا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں اور حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں۔ اور اس آیت کا ایک ایک لفظ جامع اور مانع ہے کہ پوتوں کو اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کر رہا ہے۔ چنانچہ بیضاوی شریف حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر ص۱۱۱ جلد ۲ میں ہے۔

ولا ینتقض عمومہ بکونہ ابا للطاہر والقاسم وابراہیم لانہم لم یبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا کانوا رجالہ لا رجالکم۔

کہ اس آیت کا عموم کہ کسی ایک کا بھی باپ نہیں طیب طاہر اور قاسم کا باپ ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس عموم سے ان کو دو لفظ نکال رہے ہیں۔ "رجال" اور "کم"۔ کیونکہ اول تو وہ حد رجولیت یعنی بلوغ سے پہلے فوت ہو گئے۔ لہٰذا "رجال" کی نفی کے نیچے نہیں آ سکتے۔ دوم لفظ "کم" کہ تمہارے مرد بتا رہا ہے۔ لہٰذا اگر وہ بالغ بھی ہو جاتے تو حضورؐ کے اپنے مرد ہوتے نہ کہ ہمارے۔ نفی تو ہمارے مردوں کے باپ ہونے کی ہے نہ کہ اپنے مردوں کے باپ ہونے کی۔ اور حضرت فاطمہؑ بھی اس نفی کے نیچے اس لئے نہیں آ سکتی کہ وہ رجال یعنی مرد نہیں بلکہ نساء یعنی عورت ہے۔ نفی ایک مرد کے باپ ہونے کی ہے ایک عورت کا باپ ہونے کی نفی نہیں۔ اور تفسیر مظہری ص۳۸۳ جلد ۷ پ۲۲ الاحزاب میں ہے یعنی

لیس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا زید بن حارثۃ فیحرم علیہ نکاح زوجتہ فان قیل کان لہ ابناء القاسم والطیب والطاہر وابراہیم وکذالک الحسن والحسین فان رسول اللہ قال للحسن ان ابنی ہذا سید قلنا ان ابناء الرسول کانوا صغارا لم یبلغوا مبلغ الرجال واطلاق الابن علی الحسن علی التجوز۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن حارثہ کا باپ حقیقی نہیں کہ اس کی زوجہ ان پر

حرام ہو۔ کیونکہ حرمت تو ولادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس اگر اس آیت سے یہ بھی سمجھا جائے کہ یہ آیت حضورؐ کے باپ ہونے کی مطلق نفی کرتی ہے تو جواب یہ ہے کہ طیب، طاہر، قاسم ابراہیم کی نفی تو اس سے نہیں ہوتی کیونکہ وہ بچپن میں فوت ہو گئے اور حسنین کو حضورؐ نے بیٹے فرمایا۔ کیونکہ وہ بیک واسطہ بیٹے ہیں حالانکہ حسنین کو خدا نے قرآن میں بیٹے فرمایا۔ ابناءنا۔

اور تفسیر مجمع البیان سے مبلغ اعظم مدظلہ نے یہ جو قول پیش کیا ہے تو تفسیری صاحب نے تخصیص اولاد پر قائم ملاحظہ فرمایئے اور کسی بیٹے کا شمول اس آیت میں نہیں لکھا ہے۔

وفی هذا بیان انه لیس باب لزید فتحرم علیه زوجته فان تحریم زوجة الابن معلق بثبوت النسب فمن لا نسب لا حرمة لامراته و لهذا اشار الیهم فقال من رجالکم وقد ولد له صلی الله علیه و آله وسلم اولاد ذکور ابراهیم والقاسم والطیب والطاهر فکان اباهم وقد صح انه قال للحسن ان ابنی هذا سید وقال ایضا للحسن والحسین ابنای هذان امامان قاما او قعدا وقال ان بنی بنت ینسبون الی ابیهم الا اولاد فاطمة فانی ابوهم۔ (تفسیر مجمع البیان۔ جلد ۸ ص [illegible])

کہ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ حضورؐ جناب زید بن حارثہ کے حقیقی باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی حضورؐ پر حرام ہو۔ کیونکہ بیٹے کی زوجہ کا باپ پر حرام ہونا ثبوت نسب اور ولادت پر موقوف اور معلق ہے۔ جن کا نسب ثابت نہیں اس کی زوجہ حرام نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے من رجالکم میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عموم مطلق نہیں بلکہ مقید ہے کہ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ نہیں اپنے بچوں کا باپ ہے کیونکہ حضورؐ کی اولاد طیب، طاہر، قاسم اور ابراہیم تھے اور حضورؐ ان کے باپ تھے اسی طرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے بلکہ آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام دونوں کے لیے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے امام ہیں۔ کھڑے ہوں یا بیٹھے یعنی تحریک کریں یا نہ کریں۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ لڑکی کا بیٹا

اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر فاطمہؑ کی اولاد میری طرف منسوب ہوگی پس ان کا باپ میں ہوں۔ کیوں حضورؐ تونسوی صاحب! فرمائیے اسی آیت کے تحت دیگر بنات کی نفی ہو رہی ہے یا کسی اور آیت کے تحت، فرمائیے! دیگر بیٹیوں کی اولاد کے حضورؐ باپ کیوں نہیں بنتے جبکہ ان کی اولاد بھی ہوتی اور باقی بھی رہی۔

چنانچہ مبلغ اعظم نے سیرت النبیؐ مصنفہ شبلی نعمانی ص۳۲۳ جلد دوم حصہ اول سے یہ عبارت پڑھی کہ "حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑی امامہ اور علی۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ کیوں حضورؐ جنگ یرموک تو حضرت عمرؓ کی خلافت میں ہوا۔ اور حضرت امامہ تو حضرت علی کی وفات کے بعد بھی زندہ رہی مگر یہ امامہ یا ان کی اولاد سے نہ کوئی سید بنا نہ اہل بیت میں ان کا شمار ہوا اور نہ ذکر ہوا حالانکہ یہ امامہ حضرتؐ کی بہت پیاری بچی بتلائی جاتی ہے اور حضرت علی علیہ السلام سے بھی اس نے نکاح کیا۔ لیکن تاہم بھی یہ اہل بیت میں شامل نہ ہو سکی۔ فرمائیے! جناب فاطمہؑ کی اماں کی اولاد کی یہ تخصیص کیوں؟"

اور سیرت النبیؐ جلد دوم ص[illegible] میں جناب رقیہؓ کی اولاد بھی لکھی ہے۔ چنانچہ عبارت یہ پیش ہے "حضرت رقیہ کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا لیکن صرف چھ سال زندہ رہا۔" افسوس یہ بچہ چھ سال کا ہو کر بھی اولادِ رسولؐ نہ بن سکا۔ حسنینؑ ماں کی گود میں بذریعہ ابناءنا کا شرف مباہلہ میں پا گئے۔

ایک لطیفہ دوران مناظرہ

تونسوی صاحب نے حسب عادت شور ڈالنا شروع کیا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی اولاد اور شادی و آبادی پر بہت فخر کرتے ہو۔ پہلے وہ چار سو روپیہ ہمارا واپس کر دو جو حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ سے شادی پر لیا تھا۔ اور اسماعیل! شادی علیؑ کی پیسہ عثمانؓ کا۔ دیکھو صحابہ کرام کا ایثار اور احسان۔ علیؑ تو غریب تھا۔ اگر حضرت عثمانؓ پیسہ نہ دیتے تو شادی کیسے ہوتی۔ وہ ہمارا روپیہ واپس کرو۔ چنانچہ عوام اہل السنت خوش

ہوسکے گے۔

[illegible]

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ آپ کے حضرت عثمان مفت روپیہ دینے والے کہاں تھے۔ وہ تو حضرت علی نے زرہ بیچ کر حضرت عثمان سے لیا تھا۔ چنانچہ عام زمیندار سیٹھوں، دکانداروں کے پاس اپنے زیور، زمین بیچ کر یا رہن رکھ کر شادیاں کر لیا کرتے ہیں، اس میں حضرت عثمان کا احسان کیسا۔ بلکہ یہ معلوم ہوا کہ پہلے حضرت رسول کی بیٹی کی شادی پر بھی دکانداریاں نہیں چھوڑتے اور ایک پیسہ مفت نہیں دیتے۔

تونسوی نے کہا زرہ بیچنے کا ثبوت دو۔ مبلغ اعظم نے فوراً سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۴۲۶ سے یہ عبارت پڑھی کہ جب حضرت علی نے خواہش ظاہر کی تو آپ نے یعنی رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے۔ بولے ایک زرہ اور گھوڑے کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے البتہ زرہ کو فروخت کر ڈالو۔ حضرت عثمان نے ۴۸۰ درہم پر زرہ خریدلی اور حضرت علی نے قیمت لا کر آنحضرت صلعم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔ عقد ہوا۔ الخ۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور وہ چار سو نقدی کا مطالبہ نہیں ہو رہا ہے وہ زرہ کون دیگا جو حضرت عثمان نے پہن کر تمام عمر جنگوں میں جان بچائی تھی۔

کیا یہی احسان ہے کہ تنگی اور ترشی کے وقت جبکہ سوائے گھوڑے اور زرہ کے کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عثمان نے علی جیسے بہادر سے زرہ بھی خرید لی۔ رسول کی بیٹی کی شادی پر بھی دکاندار بن بیٹھے۔ بس پھر کیا تھا، شور مچ گیا۔ زرہ واپس کرو دکاندارو! زرہ واپس کرو رسول کی بیٹی کی شادی پر نفع کمانے والو! زرہ واپس کرو جہاد میں رسول سے فائدہ اٹھانے والو! زرہ واپس کرو تونسوی سے بعد میں اکثر لوگوں نے کہا حضور جب علی نے زرہ بیچی اور عثمان نے خریدی تو احسان کیسا اور تعریف میں اس کا بیان کیسا یہ تو اُلٹی رسوائی ہے کہ یہ لوگ تو رسول اللہ سے بھی کما کھاتے تھے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ عنوان خاتمہ فی فضائل فاطمہ میں صاف لکھا ہے کہ ہر بچہ باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر اولاد فاطمہ رسالتمآب کی طرف منسوب ہوگی۔

[illegible]

[illegible]

آیت ہشتم

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (پ۲۵ س الشوریٰ)

ترجمہ: اے میرے حبیب! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت ہے قریبیوں میں۔

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما۔ (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ حضورؐ! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹے۔ تفسیر مظہری ص۳۱۸ جلد ہشتم پ۲۵ اور صواعق محرقہ ص۱۰۱ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے اور امام حسنؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو اپنے خطبات اور دعاؤں میں اپنے حق میں پیش کیا۔

آیت نہم وسیلہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ۶ المائدہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیث میں آیا ہے کہ میرے لئے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس نے میرے لئے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ قالوا یا رسول اللہ من یسکن معک قال علی وفاطمۃ والحسن والحسین (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص [illegible])۔

۸۹

صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھہرے گا اور ساکن ہوگا۔ فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ٹھہریں گے

ترمذی شریف ص۲۱۱ میں ہے۔ عن علی ابن ابی طالب ان النبی صلعم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علیؑ و فاطمہؑ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجہ میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مناقب علی

عن سعید الخدری ان النبی دخل علی فاطمۃ فقال انی وایاک وھذا النائم یعنی علیاً وھما یعنی الحسن والحسین معی مکان واحد یوم القیامۃ۔

کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سو رہا ہے یعنی علیؑ اور وہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ ۔ البتہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ تو نوری صاحب! فرمائیے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہ کے کوئی اور بھی ہوگا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

دہم آیت نور

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم پ۱۸۔ النور

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی مانند طاق ہے کہ بیچ اس کے چراغ ہو۔ وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ کی طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے (ترجمہ شاہ رفیع الدین)۔

عن ابی عبد اللہ قال قال تبارک و تعالی یا محمد انی خلقتک و علیا نوراً یعنی روحاً بلا بدن قبل ان اخلق سماواتی وارضی و عرشی و بحری فلم تزل تهللنی و تمجدنی ثم جمعت روحیکما فجعلتهما واحدة فکانت تمجدنی و تقدسنی و تهللنی ثم قسمتها ثنتین و قسمت الثنتین ثنتین فصارت اربعة محمد واحد و علی واحد والحسن والحسین ثنتان ثم خلق اللہ فاطمة من نور ابتداها روحاً بلا بدن ثم مسحنا بیمینه فافضا نوره فینا (اصول کافی ص ۴۴۰ جلد اول مطبوعہ تہران)۔

ترجمہ:- حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے تجھ کو اور علی کو پیدا کیا نور یعنی روح بغیر بدن کے، قبل اس کے کہ میں آسمانوں، زمینوں اور اپنے عرش اور دریا کو پیدا کروں تو میری تہلیل اور تمجید کرتا رہا۔ پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر کے ایک بنا دیا پھر وہ روح میری تمجید اور تقدیس اور تہلیل کرتی رہی۔ پھر میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دوم کو دو حصوں میں پھر تقسیم کر دیا پس وہ چار ہو گئے۔ محمد ایک جگہ اور ایک علی اور حسن اور حسین دو۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فاطمہ کو ایک ایسے نور سے پیدا کیا جس کو بغیر بدن کے روح سے پیدا کیا پھر اللہ نے اپنے دست قدرت سے مس کیا۔ پس نور کو ہم میں جاری کر دیا۔

عن صالح ابن سهل الهمدانی قال سمعت ابا عبد اللہ علیه السلام یقول فی قول اللہ عز و جل اللہ نور السماوات والارض مثل

نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الحسن المصباح الحسین فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری کان فاطمۃ علیہا السلام کوکب دری بین نساء اہل الارض توقدہ من شجرۃ مبارکۃ توقد من ابراہیم علیہ السلام لاشرقیۃ ولاغربیۃ لایہودیۃ ولانصرانیۃ یکاد زیتہا یضیئ یکاد العلم ینفجر منہا ولولم تمسسہ نار نور علی نور امامٌ منہا بعد امام یہدی اللہ لنورہ من یشاء یہدی الی الآئمۃ علیہم السلام من یشاء ان یدخلہ فی نور ولایتہم مخلصاً یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم۔

(تفسیر برہان جلد سوم ص ۱۳۵ مطبوعہ تہران)

صالح بن سہل ہمدانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا فرماتے تھے اللہ نور السمٰوٰت والارض، مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباحٌ کی تفسیر میں کہ مشکوٰۃ فاطمہ ہے یعنی طاقچہ اور اس میں پہلا مصباح یعنی چراغ حسنؑ ہے اور دوسرا مصباح حسینؑ ہے فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکبٌ دریٌّ فاطمۃ علیہا السلام ہے جو ستارے کی طرح اہل زمین کی عورتوں میں منورہ اور نمایاں ہے توقد من شجرۃٍ مبارکۃٍ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لاشرقیۃٌ ولاغربیۃٌ کا مطلب یہ ہے کہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یکاد زیتہا یضیئ کا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے علم کا اظہار اور انفجار ہو رہا ہے نورٌ علی نور سے مراد امام بعد امام ہے۔ یہدی اللہ لنورہٖ من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ طاہرینؑ کی طرف اس شخص کو ہدایت کرتا ہے جس کو ان کی ولایت کے نور میں خلوص دیکر داخل کرنا چاہتا ہے۔ الخ

مناظرہ کوٹ سمابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

امابعد واضح ہو کہ ریاست بہاولپور میں غالب سنی اکثریت ہونے کے باعث سنی حضرات نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ شیعہ مبلغین و مناظرین بھی ایسے دور افتادہ مقامات پر کم ہی پہنچتے تھے۔

خداوند عالم کا شکر ہے کہ استاذی المکرم مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے پرزور تبلیغ مذہب حقہ کو سرفراز کیے کہ جنہوں نے ریاست میں متعدد مناظرے کر کے حق کو آشکار کر دیا۔ اول کوٹ دلبوچ خلو متصل ستہ سترہ میں مولانا محمد علی شاہ ساکن پیپلی راجن کا دعوی صرف کتاب اللہ سے خلافت امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ثابت کر کے توڑ دیا۔ اس کے بعد محمد عمر اچھروی بریلوی جماعت کے مایہ ناز مناظر کو چک ۲۳۱ علاقہ چشتیاں میں یادگار شکست دی جس سے ریاست کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مذہب سنی کی اٹھنے والی پے در پے شکستوں کو دیکھتے ہوئے اہل سنت کی مختلف پارٹیوں نے متعدد محاذ قائم کیے کہ شیعوں کو پھر چیلنج مناظرہ دیا جسے سادات عظام موضع بہرہ اکبر شاہ خصوصاً سید محمد حسین شاہ، سید منظور حسین شاہ، سید حضور بخش شاہ اور سید عطا محمد شاہ صاحبان نے بغیرت ملی، حمیت مذہبی کے پیش نظر منظور کر لیا اور جناب مبلغ اعظم کی طرف گوجرہ ضلع لائلپور میں ایک خاص نمائندہ بھیج دیا گیا۔

مورخہ ۳ جولائی ۱۹۵۵ء کو علمائے اہل سنت جن میں طے شدہ تجویز کے مطابق (۱) مفتی دوست محمد قریشی۔ (۲) مولوی اللہ وسایا ڈیرہ غازی خان۔ (۳) مولوی عبدالستار جھنگوی (۴) مولوی محمد حسین (۵) مولوی محمد شریف بہاولپوری مبلغین تنظیم اہل سنت (۶) مولوی محمد علی جالندھری (۷) مولوی لعل حسین اختر (۸) مولوی نیاز احمد مبلغین مجلس احرار (۹) مولوی [illegible]

ملتانی (۱۰) مولوی احمد دین گکھڑوی (۱۱) مولوی محمد صدیق نانڈلوی مبلغین اہل حدیث اور
اور گرد و نواح سے کئی سنی مولوی صاحبان موقع پر پہنچ گئے
شیعوں کی طرف سے مبلغ اعظم معہ عملہ دار التبلیغ گوجرہ دس من کتب لے کر اہلسنت
کی جلسہ گاہ چک [illegible] علاقہ کوٹ سماہہ ہزاروں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ بس پھر
کیا تھا۔ اہل سنت کی طرف سے چیلنج کا زور شور ختم ہو گیا اور لگے ادھر ادھر کی باتیں کرنے
مگر مبلغ اعظم نے کوئی پیش نہ جانے دی۔ بالآخر [illegible] مناظرہ طے ہو گیا [illegible] اہل سنت
کی طرف سے مناظر کا تعین نہ ہو سکا۔ باوجود کثرت علماء کے بھی آپس میں [illegible]
پر بخوف شکست شک ہی کرتے رہے اور کہا کہ مناظر [illegible] دیا جائے گا۔
بہر حال ساری رات مناظرہ ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حق حق ہے اور باطل باطل [illegible]
متحدہ محاذ کی یہ شکست اُن کے اپنے ہی لئے باعث ذلت و خواری ہو [illegible]
کو مٹانے کی خاطر ایک روئداد مناظرہ مکتبہ اہل السنت کی طرف سے شائع کی گئی ہے جس میں [illegible]
کی تقاریر کو بگاڑ کر اور وہ بھی صرف چار سطروں میں ہی پیش کر کے [illegible] مبلغ اعظم
کی ناکام کوشش کی گئی ہے

لہٰذا ضروری سمجھا گیا کہ اس مناظرہ کی حقیقت سے نقاب کشائی کی جائے تاکہ حقیقی
منظر عوام کے سامنے آ سکے۔ میں نے [illegible] مناظر کی تقاریر ان کی اپنی ہی مرتب
روئیداد کے مطابق من و عن نقل کر دی ہیں تاکہ [illegible] موقع نہ رہے [illegible] حیدر
صاحب مولوی فاضل شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے دوران مناظرہ [illegible] کی تقاریر کو مکمل
نوٹ کر کے شیعہ دار التبلیغ گوجرہ کے سپرد کیں

اہل سنت حضرات کی طرف سے شرائط مناظرہ کی کتابت کے لئے مولوی
لعل حسین اختر اور شیعوں کی طرف سے سید [illegible] حسین بخاری [illegible] مبلغ اعظم
مقرر ہوئے۔

[illegible]

دستخط [illegible]

[illegible]

شرائط مناظرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت و شیعہ بمقام چک نمبر ۴۲/۲ N.P. بستی چوہدری محمد صدیق صاحب تھانہ کوٹ سمابہ تحصیل و ضلع رحیم یارخان۔

یہ مناظرہ باتفاق فریقین ہو رہا ہے۔ ہر دو فریق بانیان مناظرہ اپنے اپنے فریق کے حفظ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔ حفظ امن کے لئے جو وسائل وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ایک وسیلہ یہ ہوگا کہ جانبین کے دس دس آدمی درمیان میں حفاظت کیلئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

موضوع اوّل:۔ خلافت اصحاب ثلاثہ پیش کردہ شیعہ صاحبان

موضوع دوم:۔ ایمان و اسلام اہل شیعہ پیش کردہ اہل سنت صاحبان

شرائط

شرط اوّل:۔ ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات شیعہ

دوم:۔ ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات اہل سنت

سوم:۔ مناظرہ میں اصول مناظرہ کی پابندی لازمی ہوگی۔

چہارم:۔ مناظرہ تقریری ہوگا۔

پنجم:۔ دونوں مناظرے تین تین گھنٹے ہوں گے۔ دونوں مناظروں میں فریقین کی تقریریں دس دس منٹ کی ہوں گی اور آخری تقریریں پانچ پانچ منٹ کی۔

ششم:۔ مناظر کا نام اسٹیج پر بتایا جائے گا۔

ہفتم:۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا جس کا فرض شرائط کی

پابندی کرانا ہوگا۔

ہشتم :- کسی مناظر کو شرائط مرقومہ کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا اگر خلاف ورزی کرے گا تو جانبین کے صدر انہیں روکیں گے۔

نہم :- سوائے صدر اور مناظر کے اور کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

مناظرہ بتاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۵۵ء آٹھ بجے شب سے شروع ہو کر دو بجے رات دونوں موضوع پر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

دستخط :- چوہدری محمد صدیق بانی منجانب اہل سنت

〃 چوہدری محمد یعقوب 〃 〃 〃

〃 سید محمد علی شاہ 〃 〃 〃

〃 سید مظفر علی شاہ 〃 〃 〃

〃 سید حضور بخش شاہ صاحب سجادہ نشین ٹھٹہ اکبر شاہ منجانب شیعہ

〃 سید محمود حسین شاہ صاحب 〃 〃 〃

〃 سید منظور حسین شاہ صاحب 〃 〃 〃

〃 سید عطا محمد شاہ صاحب 〃 〃 〃

〃 سید جمال شاہ صاحب جیلانی سکنہ سنجرپور زمیندار موضع سونک منجانب اہل سنت

* * *

موضوعِ اوّل

خلافت خلفاءِ ثلاثہ

مناظر اہل سنت:۔ مولوی محمد صدیق صاحب تاندلیانوالہ (اہلحدیث)
معین مناظر:۔ (۱) مولوی دوست محمد صاحب قریشی
(۲) مولوی عبدالستار صاحب جھنگوی } مبلغین تنظیم اہل سنت
صدر مناظرہ:۔ مولوی لعل حسین صاحب اختر (احراری)

مناظر شیعہ:۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ
معین مناظر:۔ ار دو تلمیذ مولانا سید خادم حسین بخاری و خادم حسین خاں۔
صدر مناظرہ:۔ مولوی محمد عارف صاحب خانپوری

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے رات شروع ہوا

تقریر مناظر اہل سنت

حضرات! میں نے خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقہ کو قرآن اور اہل شیعہ کی کتابوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے۔ قرآن میں ہے:۔

استدلال نمبر ۱:۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا
يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥

طرز استدلال: دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو جو تم میں سے ہیں خلیفہ بناؤں گا اور ضرور خلیفہ بناؤں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضور کریم صلعم کے بعد صحابہ کرام میں سے خلفاء بنائے وہی ایماندار تھے اور وہی نیکوکار۔ اگر یہ حضرات بقول شیعہ حق کے مستحق نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ خلفاء حقہ کی دوسری علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ان خلفائے حقہ کے مذہب کو دنیا میں غالب کر دے گا اور بفضلہ تعالیٰ ان کا مذہب آج تک غالب ہے جو کہ ان کے خلفاء حقہ ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دیگا چنانچہ رسولؐ کی زندگی میں ان پر تکلیفیں آئیں اور پھر خلافت میں ان کے خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

استدلال نمبر ۲: اب اس کی تائید میں ملاق العقول تخریج الفروع والاصول ص۱۳۰ کی عبارت پیش کرتا ہوں۔

ولنورثنهم من ارض الکفار من العرب والعجم یعنی ان خلفاء کو کفار کی زمین کا عرب و عجم سے وارث بنائیں گے۔

استدلال نمبر ۳: تفسیر قمی شیعوں کی تفسیر صفحہ ۱۲۹ میں ہے ان ابابکر یلی الخلافة من بعدی و بعدہ ابوک یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق خلافت کا والی بنے گا۔ ان کے بعد حضرت عمر۔ میں نے اس وقت تک ایک آیت سے استدلال اور دو عبارتیں شیعوں کی کتابوں سے بطور دلیل پیش کی ہیں میں دیکھوں گا کہ میرے فاضل مخاطب جواب دیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

استدلال نمبر ۴۔

دوسری آیت سنیئے [illegible]

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ	زبور میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ (زمین) کمہ کے وارث میرے بندوں میں سے نیک ہوں گے۔

دیکھئے خلفاء ثلاثہ کی نیکی بھی مسلّم ہے اور خلافت بھی مسلّم۔

استدلال نمبر ۵

تیسری آیت :- والذین امنو و ماجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ	جن لوگوں نے ایمان لایا اور ہجرت کی، خدا کی رضا میں ان کے بعد ظلم کئے گئے ضرور ان کو دنیا میں اچھا مقام دیں گے۔

طرز استدلال :- اس کے مطابق خدا نے وعدہ بھی کیا اور پورا بھی کیا۔ یعنی خلفاء ثلاثہ کو غلبہ بھی نصیب ہوا اور خلافت بھی جو بہترین مقام ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے نہایت خوش الحانی سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:-

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ولقد جاءت رسل ربنا بالحق فسلام علی المرسلین لا سیما علی خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاھرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین - اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالی فی کتابہ المبین - وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون (پ ۱۸ سورہ نور)۔

اس کے بعد آپ نے اہل السنت کا مسلّمہ ترجمہ مصنفہ شاہ رفیع الدین صاحب اٹھا کر پڑھا۔

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے

اچھے ۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان کے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین ان کا جو پسند کر لیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن وہ میری عبادت کرینگے ۔ میرے ساتھ کسی شئے کو شریک نہیں کرینگے ۔ اور جو انکار کرے بعد اس کے پس وہ فاسق ہیں ۔

خلافت بلا واسطہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا ۔ حضرات ! یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ذکر نہیں بلکہ خلافتِ الٰہیہ اور خلافتِ نبویہ کا ذکر ہے ۔ اصحاب ثلاثہ نہ خلیفۃ اللہ ہیں نہ خلیفۃ الرسول ہیں ۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ اور رسول بنائے خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا ۔ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں خود خلیفہ بنانے والا ہوں ۔ زمین میں اور یا داؤد اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ۔ یعنی اے داؤد تجھ کو ہم نے زمین میں خلیفہ بنا دیا ۔

خلافت بالواسطہ

اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت کا اعلان بالواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بایں الفاظ فرمایا ۔ وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (پ ۹ سورہ اعراف) یعنی اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہ تو میرا خلیفہ ہو ۔ میری قوم میں اور اصلاح کر اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی پیروی مت کر ۔

حضرات ! آپ نے سمجھ لیا کہ جو اللہ کے خلیفے ہوتے ہیں ، اُن کا اللہ اور رسول اعلان کرتے ہیں ۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ دیکھو شرح فصوص الحکم از ملا جامی ص۱۱ و شرح فصوص الحکم از اشرف علی تھانوی ۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ کا اعلان نہ تو اللہ نے کیا اور نہ ہی رسول نے لہٰذا یہ موعود خلیفے نہ ہوئے ۔ اگر ان کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہوتا تو گھر بیٹھے خلیفے ہو جاتے ۔ جنازہ رسول کریمؐ چھوڑ کر سقیفہ نہ جاتے اور خاتونؑ کے گھر آگ لے جانے کی کیا ضرورت تھی ؟

بس پھر کیا تھا۔ لعل حسین صاحب بیچ میں کود پڑے کہ آپ موضوع سے باہر جا رہے ہیں۔ جنازہ کا ذکر نہ کیجئے، سقیفہ کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خارج از موضوع ہے میں آپ کو ادھر نہ جانے دوں گا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرت! ذرا موضوع کی تعریف تو کیجئے۔ چنانچہ لعل حسین صاحب کی علمی طاقت تو اتنی تھی نہیں کہ تعریف کر سکتے۔ وہ تو شور ڈال کر اپنے مناظرہ میں موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہتے تھے۔ آخر مبلغ اعظم نے موضوع کی تعریف خود کی! الموضوع ما یبحث عن عوارضہ الذاتیۃ کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے یعنی جو چیزیں موضوع سے متعلق ہوں۔ ان کو پیش کیا جائے۔ بنا بریں سقیفہ اور ترک جنازہ رسول کا ذکر خلافت ثلاثہ کے عین عوارض سے ہے۔ کیونکہ سقیفہ میں یہ خلافت تیار ہوئی اور جنازہ رسول چھوڑ کر اس کو بنایا گیا۔ اگر جنازہ اور سقیفہ خارج از موضوع ہیں تو تمہاری کتابوں میں ان کو باب خلافت و امامت میں کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو ذکر سقیفہ صحیح بخاری باب رجم الحبلیٰ جلد ۲ ص ۱۰۰۲

إِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ۔	یعنی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہماری خبر یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔

حضرات! یہ ہے ذکر سقیفہ جہاں آپ کے ابوبکر کی خلافت تیار ہوئی۔ آپ کو ذکر سقیفہ برا کیوں معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے بزرگوں کا مرکز خلافت ہے مجھے معلوم ہے جس واسطے آپ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بقول آپ کی کتاب "غیاث اللغات" ص ۲۲۸ مطبوعہ لاہور۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ:-

کہ سقیفہ ایوانے بود پنہاں کہ عرب برائے مشورہ باہم دراں جمع مے شدند و مجازاً سقیفہ مشورہ و سخنے بیہودہ را ہم گویند	یعنی سقیفہ ایک محل تھا پوشیدہ جہاں عرب باہم مشورہ کیلئے جمع ہوا کرتے تھے اور مجازاً سقیفہ مشورہ اور سخن بیہودہ کو کہتے ہیں۔

لہٰذا حضرات گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مقام بھی باطل اور بیہودہ ہی چاہیئے تھا۔ جیسی خلافت ویسا مقام

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

باقی رہا جنازۂ رسولؐ کو چھوڑنا اور خلافت کے لئے جانا تو وہ آپ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دیکھئے شرح مواقف از میر سید شریف ص ۴۷۹ باب المرصد الرابع فی الامامت ومباحثها اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔

بکروا الی سقیفۃ بنی ساعدۃ وترکوا اهم الاشیاء وهو دفن رسول اللہ۔

کہ خلافت کے لئے ابوبکر و عمر سقیفہ کو چلے گئے اور انہوں نے اُس کے لئے بہت ضروری اور اہم چیزوں کو چھوڑ دیا، اور وہ ضروری اور اہم چیز تھی رسول خدا کا دفن کفن۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

چوں صحابہ حُبِّ دُنیا داشتند
مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

جب یہ حوالہ جات کتب اہل السنت سے پیش ہوئے تو لعل حسین صاحب بہت ہی شرمندہ اور کھسیانے سے ہو کر خاموش ہو گئے۔ خدا بھلا کرے سید مظفر علی شاہ صاحب ثالث سُنّی کا جنہوں نے اہل السنت کے بانیانِ مناظرہ میں سے ہونے کے باوجود فیصلہ دے دیا کہ سقیفہ اور جنازۂ رسولؐ کا ذکر خارج از بحث نہیں۔ کیونکہ خود ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جس کو ہماری بات میں شک ہو، سید مظفر علی صاحب بخاری حقانی المذہب سے تصدیق کر سکتا ہے۔ اس تفصیل کے بعد لعل حسین صاحب ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس حقیقت کو چوہدری محمد صدیق صاحب تاندلوی اور مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے اپنے مرتبہ روئیداد کے صفحہ پر بایں الفاظ چھاپا ہے کہ "بالآخر شیعی مناظر نے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی یہ دکھلا کر شیعہ مناظر نے ہماری کتابوں کے مندرجہ بالا حوالے دیئے اور موضوع کی تردید کی اور سید مظفر علی شاہ صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ دے کر ہم کو چھوٹا کر دیا۔ تب ہم خاموش ہو گئے۔

چنانچہ یہ تھی لعل حسین صاحب کے دخل در معقولات کی حقیقت - جو وقت اس بحث پر صرف ہوا وہ مبلغ اعظم کے وقت میں شامل نہ کیا گیا -

اس کے بعد قبلہ مبلغ اعظم نے پھر تقریر شروع کی - کہ حضور یہ وعدہ خلافت تو ایمان والوں سے ہے جن کے اعمال صالح ہوں اور ان کی خلافت کا اعلان اللہ تعالیٰ بذریعہ رسول کرے جیسے پہلے خلفاء کا کر چکا ہے - اور اس کے واسطے سے دین محکم ثابت کرے گا - اور خوف کے بعد ان کو امن آئے گا اور وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور وہ شرک ہرگز نہ کریں گے - ان اُن کی خلافت کا منکر اور مخالف فاسق ہو گا -

آقا - ایمان کامل کی شرط ہے - مگر ایمان ثلاثہ ثابت نہیں - شرائط ایمان سامنے رکھئے اور اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کیجئے - اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پیش کیں -

انما المومنون امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصٰدقون - (پ۲۶ الحجرات)	یعنی سوائے اس کے نہیں - کہ مومن وہ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسولؐ کے - پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا - وہی سچے لوگ ہیں -

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے لئے تصدیق اور اطمینان قلب کی ضرورت ہے - لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مندرجہ صفات ایمان ثلاثہ صاحبان کو نصیب نہیں - پھر آپ نے اہل السنت کی کتابوں سے عمر کا شک فی النبوۃ پیش کیا تفسیر خازن ص۱۷۲ جلد۴ ، اور در منثور ص۷۷ جلد۶ سے یہ عبارت پڑھی

قال عمر واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ - یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں جب سے ایمان لایا تھا مجھ کو کبھی شک واقع نہ ہوا مگر آج کے دن (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) پھر اہل السنت کی مشہور کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد ۲ ص۳۹۴ سے یہ عبارت پیش کی :-

فوقع فی صدر عمر شیٔ عرفہ النبی فی وجھہ فقال	پس حضرت عمرؓ کے سینے میں کوئی ایسی چیز واقع ہوئی جس کو حضورؐ نے اس کے چہرہ سے

فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا۔

پہچان لیا۔ پس آپ نے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ عمرؓ اپنے سینے سے شیطان کو دور کر۔

یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا

آپ نے لا یشرکون بی شیئا کے متعلق فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ مگر ابو بکرؓ میں بعد اسلام بھی شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلنے کی گواہی خود رسالت مآبؐ نے دی ہے۔ دیکھو ادب المفرد مصنفہ امام بخاری ص ۱۰۵ اور درِ منثور جلد دوم ص [illegible]

یا ابا بکر الشرک فیکم اخفٰی من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرک الا من جعل مع اللہ الٰھا اٰخر فقال النبیؐ والذی نفسی بیدہ الشرک اخفٰی من دبیب النمل

(ادب المفرد ص [illegible])

حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے باریک چل رہا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا حضورؐ شرک تو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے کا نام ہے۔ حضورؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی باریک چل رہا ہے۔

اب فرمائیے کہ جن کے اندر بعد از اسلام بھی شرک باقی ہو ان کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

وعملوا الصّٰلحٰت

باقی رہے اعمال صالح۔ تو خاتونِ قیامت کو ناراض کرنا اور ان کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کرنا اور جہادوں سے فرار کرتے رہنا اور حضورؐ کے آخری وقت میں تعمیل ارشاد کی بجائے ہذیان کی نسبت حضورؐ کی طرف کرنا اور ایک ایسی وصیت لکھنے میں مخل ہونا جو قیامت تک اُمت کی ہدایت کی ضامن تھی اگر یہی اعمال صالح ہیں تو عملوا الصلحت کی شرط بے شک آپ کے خلیفوں میں پائی گئی ہے ورنہ نہیں ......

ناراضگی بنتِ رسُول اللہ

پھر آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں بنتِ رسُولؐ کا ناراض اور غضبناک ہونا بخاری شریف ص۴۳۵ جلد اوّل باب الخمس سے پیش کیا کہ :-

فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ فہجرتہ فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت۔

یعنی بی بی پاک ابوبکر پر ناراض ہوگئیں اور قطع تعلقی اختیار کرلی۔ حتّٰی کہ وفات پاگئیں۔

اور صحیح مسلم جلد۲ ص۹۱ پر ہے کہ رسُولؐ کی بیٹی نے ان کو اپنے جنازے کی شرکت سے بھی روک دیا تھا اور دُخترِ رسولؐ کے گھر کو آگ لگانے کا قصہ عقد الفرید جلد۲ ص۲۳، تاریخ طبری جلد۳ ص۱۹۸، الفاروق ص۶۶ سے پیش کیا۔

امرِ اوّل بہ خدا نے آن کو خلیفہ بنایا ہی نہیں جس کا خود آن کو اقرار ہے۔ دیکھو کتاب بخاری جلد۲ ص۲۲۷ اور صحیح مسلم جلد اوّل ص۱۲۰ ترمذی ص۳۶

عن عبد اللہ بن عمر قال قیل لعمر بن الخطاب استخلف قال ان استخلف فقد استخلف ابوبکر وان لم استخلف فلم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی)

یعنی حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو میرا عمل سنّتِ ابوبکر پہ ہوگا۔ اور اگر نہ کروں تو موافق رسُول اللہ۔ کیونکہ رسُول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

لیستخلفنھم فی الارض

حتّٰی کہ تفسیر ابن کثیر جلد۴ ص۵۹۵ پر حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا من الخلیفۃ بعدہ یعنی حضورؐ کے بعد خلیفہ کون ہے۔

باقی رہا سوال غلبہ کا سو قرآن میں غلبہ کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ تمکین دین کا لفظ ہے جس کے معنے بقول شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب محکم اور ثابت ہونے کے ہیں۔ اور محکم وہ دین ہے جس کے اصول محکم ہوں۔ مگر ثلاثہ کہاں محکم ہوا

جن کا کوئی اصول ہی نہیں ہے۔ کہیں شوریٰ تو کہیں اجماع اور کہیں غلبہ۔ حضرات ائمہ اور ثابت مذہب اہل بیتؑ رسولؐ کا مذہب ہے جس کے دلائل محکم اور اٹل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اہل بیتؑ کے پیرو باوجود مصائب و آلام کے ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا:

عن جابر ابن عبد الله يقول سمعت النبي على المنبر يقول لا تزال طائفة من امتي قائمة بامر الله لا يضرهم من خذلهم وخالفهم حتى ياتي امر الله وهم ظاهرون على الناس۔

(مسلم جلد ۲ ص۱۴۳)

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور امر اللہ کے ساتھ قائم رہے گا۔ اور جو شخص ان کی مخالفت یا ان کو رسوا کرنے گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا امر آ جائے اور وہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے۔

اب یہ گروہ ثلاثہ کا گروہ تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس گروہ میں یزید و مروان جیسے بھی شامل ہیں۔ دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۸۳۔ تو لامحالہ یہ گروہ آئمہ طاہرین کا گروہ ہی ہو سکتا ہے جن کی شان میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ:

ومن خلقنا امة يهدون بالحق وبه يعدلون۔

یعنی ہماری خلقت سے ایک امت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہدایت چلتے گی۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

چنانچہ اسی امت کے آئمہ اور امت دونوں کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی انت وشیعتک فی الجنة [illegible]

باقی رہا خوف کا عذر سے [illegible] تو خلفاء ثلاثہ چھپ نہ سکے ہیں [illegible] ہیں۔ حضرت ابوبکر تو مکے میں ابن الدغنہ کافر کی پناہ میں رہے جیسا کہ بخاری جلد اول ص۵۵۲ میں ہے کہ:

وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن

فقال ابن الدغنة فان

یعنی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر

عمرؓ ابوجہل کی پناہ میں

مثلک یا ابا بکر لا یخرج ولا یخرج۔

سے کہا کہ اے ابوبکر تیرے جیسا نہ تو مکے سے نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے

اور حضرت عمرؓ ابوجہل کی پناہ میں رہے۔ دیکھو مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۲ کو۔

پس ایستاد و خال من ... بر

ابوجہل است بر بر جہر و اشارت کرد باہل مکہ و گفت آگاہ باشید تحقیق امان دادم من ابن اخت خود را۔

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوجہل میرے ماموں نے پتھر کی بیل پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اہل مکہ کو کہا کہ خبردار ہو جاؤ میں نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو پناہ دے دی ہے۔

باقی رہا عثمان سو وہ بنی اُمیہ سے تھا۔ ابوسفیان وغیرہ ان کی پشت پناہ تھے اور انہی کے توسل پر حضرت عثمان صلح حدیبیہ کے دن مکے چلے گئے تھے۔ ویسے بھی یہ سورت مدنی ہے۔ اور مدینہ میں ثلاثہ اور دیگر مسلمانوں پر کوئی خوف تھا ہی نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حکومت بن چکی تھی بلکہ ثلاثہ کو تو اُلٹا امن کے بعد خوف آگیا تھا کہ جب حاکم بنے امن تھا، پھر عمر کی موت ابولؤلؤ کے خنجر سے ہوئی اور حضرت عثمان کا محاصرہ ان کے دارالحکومت مدینہ میں باغیوں نے چالیس دن تک کیا، اور قتل ہو گئے اور مسلمانوں کے قبرستان میں کسی نے جنازہ بھی نہ پڑھنے دیا اور مقابر یہود میں دفن ہوئے۔ (دیکھو تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

چنانچہ یہ خوف جس کا اس آیت میں ذکر ہے آئمہ طاہرین کا خوف ہے۔ جس کو خداوند عالم نے ولنبلونکم بشیء من الخوف الخ پارہ ۲۔ البقرہ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

استدلال نمبر ۱ کا جواب جس کا ناظم نے ذکر کیا تھا اس کو صدیقی صاحب ہضم فرما گئے اور وہ یہ تھا کہ وننزعهم من ارض الکفار من العرب والعجم کا قول ضعیف ہے۔ کیونکہ ما تحت قیل ہے اور اس سے قبل "او المعنی" کا حرف "او" حرف تردید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت سے لوگوں نے دو معنی لئے ایک تو خلفائے حق کا وجود، دوسرا بادشاہوں اور سلاطین کا ارض کا وارث ہونا۔

استدلال نمبر ۲ کا جواب

اس کے بعد مفسر نے خود ہی تردید کرتے ہوئے صاف لکھا ہے [illegible] بالذین آمنوا الذین صدقوا باللہ و رسولہ و بجمیع ما جاء به حق التصدیق و عملوا جمیع الاعمال الصالحۃ [illegible] بشیء منها و هم الائمۃ علیهم السلام یستخلفهم فی الارض ای یجعلهم خلفاء [illegible]

کہ مراد ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں وہ ہیں جنہوں نے اللہ و رسول کی تصدیق ہر واجب التصدیق میں کی جیسا حق تصدیق کا۔ اور ان کے تمام اعمال صالح ہیں۔ انہوں نے کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ بلکہ ہر امر پر عمل کیا۔ اور وہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ انہیں کو خدا نے خلیفہ فی الارض بنایا ہے کیونکہ یہی اہل بیت سے مروی ہے۔ دیکھو [illegible]

کما استخلف الذین من قبلهم هو ان جعل الصالح [illegible] مثل آدم و داؤد و سلیمان و یدل علی ذلک قوله انی جاعل فی الارض خلیفة و یا داؤد انا جعلناک و قوله فقد آتینا آل ابراهیم الکتاب و الحکمة و آتیناهم ملکا عظیما و علی هذا اجماع العترة الطاهرة و اجماعهم حجة لقول رسول الله انی تارک فیکم الثقلین الخ (مرآۃ العقول صفحہ ۱۴۳ جلد اول)۔

کہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے مروی ہے کہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات سے مراد رسول کریم اور آئمہ اہل بیت ہیں۔ اور یہ آیت ان کی خلافت کی بشارت کو متضمن اور شامل ہے اور امام آخر الزمان کے وقت میں [illegible] ہو جائے گا اور مراد کما استخلف الذین من قبلهم سے [illegible] خلافت کو اللہ تعالیٰ خلیفہ کرے گا۔ جیسے آدم اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام کو کیا اور یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ قول خدا (فقد آتینا آل ابراهیم الکتاب والحکمة) ملکا عظیما کی بادشاہت دی اس پر عترت طاہرہ اہل بیت کا اجماع ہے اور ان کا اجماع بقول رسالتمآب انی تارک فیکم الثقلین حجت ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا ، حضرات ! یہ ان کی کتنی خیانت ہے کہ قول اہل بیت جس پر کل کا اجماع ہے اس کو تو چھپاتے ہیں اور جس کی صاحب مرآۃ العقول تردید کرکے غلط ثابت کر رہا ہے اس کو پیش کرتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا میرے دوست شیعہ کتب تو درکنار ، اگر سنی کتب سے بھی یہ دکھا دیں کہ خلفاء ثلاثہ نے اپنی خلافت کے لئے اس آیت سے کبھی استدلال کیا ہو یا کبھی یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے تو منہ مانگا انعام لیں ۔ ورنہ یہ شکست اور گمراہ چپت کا کچھ مطلب نہیں ۔ یہی دعوے سے کہتا ہوں کہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے ۔ آئیے میں اہل سنت کی کتابوں سے دکھاؤں کہ یہ آیت آئمہ اہل بیت کے حق میں ہے ۔

عن عطية وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض قال اهل بيت ههنا واشارة بيده الى القبلة (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۵۵) یعنی آیت استخلاف اہل بیت کے حق میں ہے اور اہل بیت سے مراد اس قبلے کے اہل ہیں ۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اس پر بہت زور دیا کہ جس طرح میں نے مخالف موافق کی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیت اور ائمہ معصومین کے حق میں نازل ہوئی ہے سنی مناظر کو چاہیئے کہ حضور کی مرفوع متصل حدیث سے یا ثلاثہ میں سے کسی کے قول سے یہ ثابت کرے کہ آیۂ استخلاف کا نزول بحق ثلاثہ ہوا ہے ۔ ورنہ قیاس اور جوڑ توڑ دلیل کام نہیں دے سکتے ، ہم رد کر دیں گے ۔

اس جواب کو سن کر الحمد للہ شیعہ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے تھے ، اور چاہتے تھے کہ نعرہ ہائے حیدری سے اپنے جذبات کا اظہار کریں ۔ لیکن مبلغ اعظم نے حفظ امن کی خاطر سختی سے روک دیا ۔

استدلال نمبر ۳ :- بحوالہ قمی کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ حضرات یہاں بھی سنی مناظر خیانت کرتا چلا آتا ہے ۔ اگر ہمت ہے تو قمی شریف کی ساری عبارت پڑھے اور پیش کرے ۔ کانٹ چھانٹ کرنا خیانت ہے ۔ پوری عبارت پڑھو تاکہ خلافت ابوبکر و عمر کی قلعی کھل جائے ۔ پھر دیکھو کہ یہ خلافت راشدہ کی پیشگوئی ہے یا خلافت شر اور تمرد و ظلم کی ۔ چونکہ سنی مناظر اپنی چوری کو جانتا تھا اس لئے وہ تو نہ سنا سکا

البتہ مبلغ اعظم نے خود تفسیر قمی با ترجمہ میں ان عوام کو یہ پوری عبارت سنائی

استدلال نمبر ۳ کا جواب :-

قال علی بن ابراهیم کان سبب نزولها ان رسول الله
کان فی بعض بیوت نسائه وکانت ماریة القبطیة تکون
معه تخدمه فکان ذات یوم بیت حفصة فذهبت
حفصة فی حاجتها فتناول رسول الله ماریة فعلمت
حفصة بذالك فغضبت واقبلت علی رسول الله فقالت
یا رسول الله هذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیی
رسول الله منها فقال کفی فقد حرمت ماریة علی نفسی
ولا اطأها بعد هذا ابداً وانا افضی الیك سرا فان
انت اخبرت به فعلیك لعنة الله والملئکة والناس
اجمعین فقالت نعم ما هو قال ان ابا بکر یلی الخلافة
من بعدی ثم من بعده ابوك فقالت من اخبرك بهذا
قال الله اخبرنی فاخبرت حفصة عائشة فی یومها ذالك
فاخبرت عائشة ابا بکر فجاء ابوبکر الی عمر فقال له ان عائشة اخبرتنی
عن حفصة بشئ ولا اثق بقولها فاسئل انت حفصة
فجاء عمر الی حفصة فقال لها ما هذا الذی اخبرتنی
عنك عائشة فانکرت بذالك فقالت ما قلت لها
عن ذالك شئ فقال عمر ان کان ذالك حقا
فاخبرینی حتی نتقدم فیه فقالت نعم قد قال ذالك
رسول الله فاجتمعوا اربعة علی ان یسموا رسول الله فنزل
جبریل علی رسول الله بهذه السورة الخ (تفسیر قمی طبع ایران ص [illegible])

ترجمہ :- علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ تحریم کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بیوی کے گھر میں رونق افروز تھے اور جناب ماریہ قبطیہ حضور کی خدمت کر رہی تھیں۔ اور ایک دن حضرت حفصہ کے گھر میں تھے

حضرت حفصہ باہر گئیں تو حضورؐ نے ماریہ قبطیہ سے مباشرت فرمائی۔ حضرت حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا۔ وہ غضبناک ہو گئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ کام میرے دن اور میرے ہی بستر پر۔ حضورؐ نے از راہِ محبت اس سے کہا کہ رک جا، ایسے کلمات نہ کہہ۔ میں نے ماریہ کو اپنے نفس پر حرام کر دیا اور اس کے بعد کبھی اس سے مجامعت نہ کروں گا۔ اور میں تجھ کو ایک راز بتاتا ہوں یقیناً اگر تو نے اس کو ظاہر کیا تو تجھ پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اس نے کہا حضورؐ بہت اچھا میں ہرگز ظاہر نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خود مخلوق کا والی بن جائے گا اور اس کے بعد تیرا باپ۔ اس نے کہا حضورؐ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ نے خبر دی ہے۔ پس حفصہ نے عائشہ کو اسی روز اس کی خبر دے دی اور عائشہ نے ابوبکر کو خبر دے دی۔ پھر ابوبکر عمرؓ کے پاس گیا کہ عائشہ نے مجھے حفصہ کی زبانی کچھ بتلایا ہے مگر میں اس کی بات پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا۔ تم خود حفصہ سے پوچھو۔ چنانچہ عمرؓ حفصہ کے پاس آیا اور کہا وہ کیا خبر ہے جو تو نے عائشہ کو دی ہے۔ حفصہ نے انکار کیا اور کہا میں نے کچھ نہیں کہا۔ عمر نے کہا سچ بتلا۔ اگر وہ خبر سچی ہے تو ہم اس کیلئے کوئی اقدام کریں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تھی وہ عبارت جس کو میرا مقابل دوست قطع و برید کرکے اس کا صرف ایک ٹکڑا پیش کرکے عوام کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کے بزرگوں کے زہر خورانی کے قصے چھپے رہیں اور جس جز کے اظہار پر خدا کی لعنت کی وعید کا ذکر ہے وہ منظرِ عام پر نہ آسکے۔ الغرض یہ تو ابوبکر اور عمرؓ کے خلافت کو غصب کرنے کی پیشین گوئی ہے۔ جس کے فاعل حقیقی صرف ابوبکر و عمر ہی ہوں گے۔ اس میں یہ ذکر کہاں ہے کہ ابوبکر کو میں اور میرا خدا خلیفہ بنائے گا۔

آپ نے دورانِ تقریر فرمایا کہ قرآن و حدیث سے خلافت کے بارے میں چار قسم کا نص ملتی ہے۔

۱۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (پ۱ البقرہ)
۲۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض
۳۔ یا ھارون اخلفنی فی قومی (اعراف)

نصوص از قرآن برائے خلافت

۴۔ انت خلیفتی من بعدی (خصائص نسائی ص۸ مطبوعہ لاہور)۔

مگر ابوبکر اور عمر کے لیے ان میں سے کسی قسم کی بھی نہیں تھی۔ [illegible]
کی خلافت کی خبر ہے۔ [illegible] لعنت کیوں؟ اور اگر یہ خلیفے راشد ہیں تو حضور کو
زہر دینے کے ارادے کیوں کرتے؟ اگر یہ روایت غلط ہے تو آپ نے [illegible] کیوں کی اور اگر
ایک ٹکڑا صحیح ہے تو باقی کیوں صحیح نہیں۔ اگر نقل کرتے ہو تو پوری پیش کرو۔ [illegible] چھوڑ دو
تاکہ تمہارے ابوبکر اور عمر کی حقیقت چھپی رہ جائے۔

آپ نے فرمایا کہ یلی الخلافة من بعدی [illegible]
صفحہ ۲۱۱ پر یہ روایت ملاحظہ فرمائیں مطلب واضح ہو جائے گا کہ عن عبد اللہ بن مسعود
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون
من السنة ویعملون بالبدعة [illegible]

یعنی عنقریب میرے بعد مسلمانوں کے امور کے والی (خلیفے) ایسے لوگ ہوں گے
جو میری سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات پر عمل کریں گے۔ آپ نے [illegible] لفظوں
میں یلی ضمن اور بعدی قدر مشترک ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں فاعل رجال ہے اور
وہاں بالتصریح ابوبکر اور عمر کے نام [illegible] پیشین گوئی فرماتی ہیں۔
آئندہ حالات کے لیے ایسی پیشین گوئیاں تو آپ نے بنی امیہ کے متعلق بھی فرمائی ہیں کہ
عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ اری فی منامه بنی
امیة یعلون منبره خلیفة خلیفة فشق ذلک علیه فانزل الله انا
اعطیناک الکوثر وانا انزلناه فی لیلة القدر یعنی حضرت
حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور نے دیکھا کہ بنی امیہ [illegible]
ہو کر آپ کے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ آپ کو یہ بات شاق گزری اور بڑی معلوم ہوئی۔ پس اللہ
نے فرمایا کہ یہ دنیا ہے اور میں نے تجھے حوض کوثر دینے والا ہے اور لیلۃ القدر دینے
والا ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ صفحہ [illegible])۔

اب یزید کے متعلق بھی سن لیجئے۔ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی
یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید یعنی حضور
نے فرمایا کہ جو پہلے میرے طریقوں کو بدل دے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک آدمی ہوگا جس
کا نام یزید ہوگا۔ (صواعق ص ۱۳۲)

بلکہ ایسی پیشین گوئیاں تو قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنهم اللہ فاصمهم واعمیٰ ابصارهم ۔ (پ سورہ محمدؐ)

ترجمہ :۔ پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور کاٹو قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے ۔ پس بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو۔

استدلال نمبر۴ کی حقیقت :۔

استدلال نمبر۴۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون کے جواب میں مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شاید میرے مقابل دوست تفسیر جلالین بھی نہیں پڑھے ہوئے۔ ان کی اپنی تفسیر جلالین ص۲۷۵ میں ہے کہ ان الارض ارض الجنة یعنی قول یہی ہے کہ اس ارض سے مراد ارض جنت ہے یعنی جنت کی زمین۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص۳۱ علیٰ حاشیہ القرآن میں بھی ہے کہ ان الارض ارض الجنة کہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۲۰۱ میں ابن عباس سے مروی ہے۔

اور اگر اس سے ارض دنیا بھی مراد لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث تو صالحین ہیں غیر صالح نہیں۔ یہ شرط صالحیت خلفاء ثلاثہ میں مفقود ہے۔ لہٰذا مخالفین کا قبضہ مخالفانہ اور ناجائز ہے جو کبھی تو دور کر دیا جائے گا۔ اور اس کی مدت ظہور مہدی آخر الزمان ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص۴۶۹ پر بایں الفاظ مرقوم ہے کہ قال رسول اللہ یکون فی آخر الزمان خلیفة یقسم المال ولا یعدہٗ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گننے کے تقسیم کرے گا۔

پھر آپ نے اس صحیح وارث زمین خلیفے کا خاندان ان لفظوں میں فرمایا کہ یقول المهدی من عترتی من اولاد فاطمة یعنی مہدی میری عترت میں سے ہوگا۔ یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۰)

ان الارض

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! جن صالحین کو خدا نے وارث زمین کیا وہ یہ نہیں ہیں کہ کوئی تو رسولؐ کی بیٹی کو حق پدر سے محروم کر دے اور کوئی یہ مغصوبہ علاقہ

يرثها عبادي الصالحون

مروان جیسے راندۂ بارگاہ رسولؐ کو دے کر ظلم و جور کی مثال قائم کر دی۔ بلکہ اس وارث ارض کی شان مشکوٰۃ ص ۴۷۱ میں ملاحظہ فرمائیے کہ حضورؐ نے فرمایا یبعث اللہ رجلا من عترتی و اھل بیتی فیملأ بہ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً۔ [illegible]

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم میرے اہل بیتؑ سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا۔ جو ظلم اور ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔ [illegible]

اور ظاہر ہے کہ سنی علماء زمین کے وارث نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آج کا قبضہ قہر و غلبہ کا قبضہ ہے۔ اللہ و رسولؐ نے ان کو وارث نہیں بتایا تو ان کے حق میں کوئی نص آیت نہیں جو کہ اہل بیت عظام اور امام آخر الزمانؑ کے حق میں نصوص ہیں۔ خلفاء اور دین و دنیا کے وارث ہیں اور اگر قہر و غلبہ ہی وراثت ارض کی دلیل مان لی جائے تو معاویہ اور یزید بھی وارث ارض ہی ماننے پڑیں گے۔ کیونکہ ان کو بھی یہ اعلیٰ قہر و غلبہ حاصل تھا۔ [illegible]

اور ہماری تفسیر صافی اور قمی میں بھی اس سے مراد حضرت قائم آل محمدؐ امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

مبلغ اعظم نے زوردار آواز سے مطالبہ کیا کہ جس طرح کی نصوص میں نے اہل بیتؑ کے لئے پیش کی ہیں۔ اگر تم ایک بھی بزبان رسولؐ یا ثلاثہ کے کسی قول سے ثابت کر دو تو انعام لو۔ لیکن فرضی فتح کے ڈھنڈورے پیٹنے والوں کی حالت میدان مناظرہ میں قابل دید تھی۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ سنیوں کے تمام فرقوں کے علماء ثلاثہ کے لئے ایک نص بھی پیش نہ کر سکے۔

استدلال نمبر ۸ کی حقیقت:-

استدلال نمبر ۸۔ و الّذین امنوا و ھاجروا فی سبیل اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ (پ ۱۴ سورۃ النحل) کے جواب میں فرمایا کہ جناب مناظر صاحب! یہ تو ان صحابہ کے حق میں ہے جن پر ظلم کیا گیا ہجرت کی، محبوس اور قید رہے۔ قسم قسم کے کفار کے ظلم سہتے رہے۔ فرمائیے! آپ کے ثلاثہ کہاں قید رہے بلکہ ان کو ان دنوں ابو جہل اور ابو سفیان کی پناہ ملی رہی۔ اس

جن سے مراد حضرت بلال و صہیب و عمار وغیرہ ہیں جیسا کہ آپ کی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ۔ **الغرض** ایسے ہی مظلوم صحابہ ہیں جو مکہ میں قید و بند کی مصیبتیں سہتے رہے اور مدینہ میں پناہ مل گئی ۔ آپ کے قول کے مطابق کب مظلوم ہو سکتے تھے ۔ اور بیضاوی میں تو ان صحابہ کرام کا نام بھی آ گیا ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی وھم بلال و صہیب و جندب و عمار و عابس و ابوجندل و سہیل رضی اللہ عنہم ۔

بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۵۴

مبلغ اعظم زوردار روانی کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے اور سنی علماء بالکل خاموش اپنے حجرے میں اپنی خجالت چھپائے بیٹھے تھے ۔ وہ منظر قابل دید تھا ۔ جب مبلغ اعظم شیر ایران کی طرح ببانگ دہل سنی علماء سے خطاب کر رہے تھے کہ اگر جرأت ہے تو بتلاؤ کہ من بعد ما ظلموا کے مصداق کو دکھاؤ ۔ اور ہماری کتابوں سے نہیں بلکہ اپنی ہی کتابوں سے ثابت کر دو ۔ مگر سنی علماء کانما علی رؤسھم الطیر بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے ۔

[illegible]

◆

[illegible]

[illegible]

تقریر مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب بہت ہی گھبرا گئے ہیں

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب مولوی صاحب کو دلائل نہیں ملتے تو خلاف موضوع باتیں بیان کرتے ہیں خیر میں آپ کو نہ چھوڑوں گا، آپ مجھ سے بھاگ کر سکتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آیت نمبر ۱ کا مفہوم غلط بیان کیا اور باقی آیتوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اصل میں مولوی صاحب کی یہی ہار جانے کی علامتیں ہیں۔ مولانا جو چاہیں موضوع بدل لیں میں آپ کی ہر دلیل کا جواب دوں گا

دیکھئے تیسرے [illegible] مولوی [illegible] ہے۔ [illegible] میں ہے لما قبض رسول الله صلعم صلت علیه المهاجرون والانصار فوجا فوجا

دیکھئے آپ ہی اس کتاب [illegible] میں ثبوت موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار نے فوج فوج ہو کر [illegible] مولوی صاحب نے جنازہ رسول پڑھنے کا ثبوت دے دیا۔ ذرا مہربانی کر کے [illegible] دیجئے وہ لیکن شیعہ [illegible] پیش نہ کر سکے

دوسرا حوالہ دیکھئے جلاء العیون [illegible] ہو کر جنازہ پڑھنا چاہتے تھے

شیعی مناظر کے اعتراضات کے جوابات

باقی جو شیعی مناظر نے مسلم کی حدیث پڑھی ہے وہ [illegible] خلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی کی طرف سے [illegible] ہم مہاجرین و انصار کے [illegible] کرتے ہیں

رہا آپ کا خلافت علمی کہنا وہ بھی غلط۔ کیونکہ اگر خلافت علمی مراد ہے تو پھر غصب کیا کیا خلافت علمی کو بھی کوئی چھین سکتا ہے؟

آمدم برسر مطلب!

استدلال نمبر ۱۰: نہج البلاغہ ص۸ میں ہے انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار۔ کہ خلافت میں مشورہ کرنا مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ فرمائیے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ پر مرآۃ العقول والی عبارت قرض ہے اس کا جواب آپ نے ضرور دینا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے آیت استخلاف کو مکرر پڑھا اور سنی مناظر سے ثلاثہ کے مصداق آیت استخلاف ہونے کا ثبوت طلب کیا۔ اور پھر فرمایا کہ جنازہ رسول خدا اور ذکر سقیفہ کو جس قابلیت پر خلاف موضوع قرار دیا تھا اس کی حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے اور خلاف موضوع تو آپ جا رہے ہیں اور طعن مجھے دے رہے ہیں کہ بجائے ثبوت خلافت کے اثبات جنازہ خوانی کر رہے ہیں جو شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ جیسا کہ میں (۱) بخاری شریف (۲) شرح عقائد نسفی (۳) نبراس (۴) دُرِّ مختار، (۵) شرح مواقف وغیرہ کتب اہل السنت سے ثلاثہ کا ترک دفن رسولؐ ثابت کر کے سقیفہ کو جانا ثابت کر چکا ہوں۔

اور یہ روایت جو آپ نے اصول کافی ص۲۸۶ سے صلت علیه المهاجرون والانصار پیش کی ہے۔ اولاً تو یہ ضعیف ہے۔ دیکھو مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد اول ص۳۴۱ ثانیاً اس سے مراد ابوبکر اور عمر اور ان کے رفقاء سقیفہ نہیں بلکہ دیگر صحابہ مراد ہیں ورنہ اثبات دعویٰ کیلئے ابوبکر و عمر کا نام دکھلاؤ۔

اور یہ جو آپ نے جلاء العیون ص۹۱ اردو سے روایت پیش کی ہے کہ ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہتے تھے بالکل تحریف ہے جلاء العیون میں کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعض منافقین کی صلاح و مشورہ کا ذکر ہے جو سقیفہ سے واپس آ گئے تھے۔ ابوبکر تو

ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ یہ تو ان کے چیلے چانٹوں کی شورش تھی ورنہ ابوبکر کا وہاں موجود ہونا صریحاً دکھلا دیجئے۔ میرے مقابل دوست جس حیلہ و بہانہ سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اس میں تو صاف تصریح ہے کہ شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی وغیرہ محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو منافقین، مہاجرین و انصار مثل عبدالرحمٰن بن عوف و ابوبکر و عمرؓ وغیرہ نے اہل بیت رسالتؐ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی تعزیت کو نہ آئے اور نہ متوجہ تجہیز و تکفین حضرتؐ ہوئے۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں غصب خلافت کے لئے لگ گئے اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرتؐ نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ پر نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہوں مگر نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کی بیعت اس وقت تمام ہوئی جبکہ حضرتؐ دفن ہو چکے تھے۔

اسی طرح اہل السنت کی مشہور و مستند کتاب کنز العمال جلد ۳ ص ۱۴۰ میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشھدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جو حضرت ابوبکر کے خاص لوگ سے اور اسماء بنت ابوبکرؓ کے فرزند ارجمند ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمرؓ دونوں جنازہ اور دفن پیغمبر خدا میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ دونوں انصار میں تھے۔ اور حضورؐ ان دونوں کے واپس از سقیفہ ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

دیکھئے حضرات! یہ ہے آپ کے خلفاء کے جنازہ پڑھنے کی حقیقت جسے آپ سننے کے لئے مدت سے تڑپ رہے تھے۔ لہذا ان روایات کا جواب دیکر ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا ثابت تو کیجئے اور انعام لیجئے۔ اگر آپ کو ابوبکر کا نام کسی کتاب سے نہیں مل رہا تو دیگر علماء کی امداد حاصل کریں اور ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا دکھا دیں روایتوں کا نام سن کر آپ کی رال تو ٹپک پڑی مگر بغیر نام دکھانے کے آپ کو کون دے۔ اب تو ہم بھی پھر کہیں اگر دکھا دیں تو آپ انعام کے حقدار ہیں۔

اور یہاں اگر وہاں حضرات کو عجز نہیں جانتے شبلی نعمانی کی الفاروق سے خلفاء کا ترک دفن رسولؐ ملاحظہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرمایا یوں

[illegible] جس کے بعد شیخ اعظم نے فرمایا کہ حضرات دیکھ لیجئے ۔ ابھی ابھی آپ کا مولوی یہ کہہ رہا تھا کہ انتخاب ثلاثہ کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے اور تفسیر قمی کی پیشین گوئی [illegible] مذہب اہلِ [illegible] کو پیش کر کے ابوبکر اور عمر کے متعلق نص پیش کر رہا تھا اور ابھی یوں کہتا ہے کہ شیعی مناظر نے مسلم ص۱۱۹ اور تفسیر ابن کثیر جو پڑھی ہے وہ تو ہمارے مذہب کے قطعاً مخالف نہیں ہے ۔ اس لئے کہ ہم نبی کی طرف سے منتخب شدہ خلیفے ان کو مانتے ہی نہیں بلکہ ہم تو مہاجرین و انصار کے مشورہ سے منتخب شدہ خلیفے تسلیم کرتے ہیں ۔

(مندرجہ الفاظ سنیوں نے اپنی مرتبہ روئیداد میں بھی نقل کئے ہیں ص[illegible])

[illegible] آپ نے فرمایا کہ پہلے تو آپ کا مناظر یہی کہہ رہا تھا کہ ثلاثہ خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے ثابت کرنا چاہتے تھے ۔ اب جب دیکھا کہ این خیال است و محال است و جنوں ۔ تو خود ہی مان گئے کہ ہم تو ثلاثہ کو نبی کی طرف سے منتخب کردہ خلیفے مانتے ہی نہیں لیجئے اب مطلب صاف ہو گیا کہ جو اللہ و رسول کے منتخب کردہ خلیفے نہیں وہ واجب الاطاعت نہیں ہو سکتے چونکہ ان کو مانتے ہی نہیں کیونکہ واجب الاطاعت وہی ہو سکتے ہیں جن کو اللہ و رسول منتخب کریں ۔ اس لئے کہ اللہ و رسول کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ خلیفۃ الرسول مقرر کرے ۔ اب آپ کی تمام سابقہ مدلولہ عبارت دھڑام سے نیچے گر گئی ۔ میرا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ آپ نے لاکھ کوشش کی مگر ثلاثہ کو خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے ثابت نہ کر سکے

[illegible] ۔ شاید اسی لئے پھر یہ حضرات اپنی فتح کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں کہ ہم تو خود مان گئے ہیں کہ ہمارے خلیفے خدا و رسول کے بنائے ہوئے نہیں ہیں ۔ کوئی ان شریف آدمیوں سے پوچھے کہ اگر آپ مان گئے تھے کہ ثلاثہ منجانب اللہ و رسول نہیں ہوئے تھے تو اب تک خواہ مخواہ اپنا اور عوام کا وقت کیوں ضائع کیا [illegible] آپ مناظرہ کرتے رہے ۔ خوب !

[illegible] شیخ اعظم نے فرمایا کہ حضرات ! اب میں کس بات کی تردید کروں جبکہ یہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا و رسول کے مقرر کردہ نہیں ۔ اس فقرے پر

[illegible] مولوی صاحب [illegible] خواہ مخواہ ان کو خدا اور رسول کے منتخب کردہ خلیفے قرار دیتا ہے ۔

سنی علماء بہت نادم ہوئے۔ شیعہ جوشِ ایمانی سے اچھل اچھل پڑتے تھے کہ وہ دوری باتوں کے کہ ہمارے علماء عقائد اور مسئلوں کی طرف سے کیسے ہیں

چنانچہ مبلغ اعظم نے اپنی تقریر پر ابوبکر کی رد کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت جبرائیل آیت اور نبوت ہمیشہ علمی ہی ہوتی ہے۔ عدم اطاعت خداوند عالم حق کے مقابلے میں ناحق امام بن کے کھڑے کرنے کا نام غصب ہے۔ خلافت لا اور، خلافت آدم، خلافت سلیمان اور خلافت ہارون باعتبار منصب علمی ہیں۔ چونکہ خلافت آدم کی سند ہے وعلم آدم الاسماء کلھا کہ فرشتوں کو علم ہے اور شیطان نافرمان اور غاصب ہے۔ اور خلافت داؤد کی سند ہے وعلمناہ منطق الطیر اور تخت سلیمان پر بیٹھنے والا دیو غاصب ہے جیسا کہ آپ کی تفسیر میں مذکور ہے اور وقال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی سند خلافت ہارون ہے اور سامری کا غاصب ہے۔ اسی طرح انا مدینۃ العلم و علی بابھا سند خلافت علیہ حق علیہ السلام ہے اور خلافت غاصب صرف والراسخون فی العلم اور اولی الامر منکم کی عدم اطاعت ہے جیسا کہ آپ کے خلاف نے کیا۔ کہ وارث علم نبی کے مقابلے میں خود کھڑے ہو گئے اور چند مہاجر و انصار کے دونوں کو سند بنایا اور حضرت نے فرمایا ابوبکر کا علم مدینۃ العلم کے منصب پر ہوتے کار ... دیکھئے

استدلال نمبر ۵

انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار (نہج البلاغہ)

کے جواب میں مبلغ اعظم نے حقائق سے دنیا کو بتا دیا ہے کہ سنی ترجمہ دار مترجم کرنے کیا تمام خطاب اس کو یک قلم حذف فرما گئے ہیں۔ یہ غرض تھی کہ دنیا جانتی تاکہ ان کا مذہب ... کی تحقیق کھل جائے اور علمی دنیا میں یادگار رہ جائے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ حضرات! یہ خط جناب امیر علیہ السلام کا معاویہ کی طرف بطور الزام اور با اصول جدل ہے جس میں امیر المومنین علیہ السلام نے مذہب ... کرتا ہے کیونکہ ان کا مذہب اہل السنت تین تھے: اول اصحاب ثلاثہ، دوم اصحاب جنگ جمل حضرت عائشہ وغیرہ، سوم اصحاب جنگ صفین معاویہ وغیرہ۔ چنانچہ آپ نے معاویہ کو اس الزامی دلیل سے ملزم گردانا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے معاویہ کے سامنے نہ تو کوئی آیت پیش کی ہے نہ حدیث بلکہ قیاس جدلی سے کام لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاویہ آپ کا منکر اور معاند تھا۔ منکر کے سامنے برہان پیش کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ کیونکہ دلیل سے مقصود دو ہوتے ہیں۔ اوّلاً اثبات مذہب خود ثانیاً افہام الزام خصم۔ یعنی مخالف کو عاجز کرنا اس پہ مبلغ اعظم نے مناظر اہل السنت کو مخاطب کرکے کہا کہ فرمائیے آیا یہ خط بطور الزام ہے یا برہان۔ اگر برہان ہے تو فرمائیے کہ برہان کیسے مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اور اس خط میں مقدمات برہان دکھلائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ معاند کے سامنے برہان پیش کرنا جناب امیر المومنینؑ جیسے عالم کی شان ہے؟ یا برہان کا یہ محل ہے؟

اور اگر الزام ہے تو فرمائیے کہ جدل مقدمات مشہورہ یا مسلمات خصم سے مرکب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شیعوں پر حجت کیسی۔ بلکہ جناب امیر المومنینؑ نے اس مکتوب شریف میں معاویہ کو اس کے مسلمات سے ہی مع اگلے پچھلے بزرگوں کے مجبور کر دیا ہے۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے تفسیر کبیر جلد ۵ ص۲۰۲ اور مقاصد الفلاسفہ امام غزالی ص۵ سے حقیقت جدل پیش کی جس کو سنی اپنی مرتبہ روئیداد میں کھا گئے ہیں پھر آپ نے پورا خط پڑھا اور اس کی حقیقت یوں بیان کی۔ کہ حضرات! اصل عبارت یہ ہے کہ:-

انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد، ان یختار و لا للغائب ان یرد۔ یہ مسلمات معاویہ سے اس کو الزام دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتا تھا۔ اور الزام کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک قوم کی بیعت کر لینے سے خلافت ثلاثہ حق تھی تو میری خلافت کیوں حق نہیں؟ نیز نص کے علاوہ تمہارے مسلمات کی بنا پر بھی خلیفہ ہوں۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا اور الزاماً خلافت ثلاثہ بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ معاویہ نے خلافت ثلاثہ کی دلیل کو باطل سمجھا۔ اگر باطل نہ سمجھتا تو جناب امیرؑ کو خلیفہ برحق مانتا۔ تو گویا معاویہ کے منہ سے ہی خلافت ثلاثہ باطل کر دی اور جناب امیرؑ کی خلافت حقیقیہ اس دلیل جدلی کی محتاج نہیں۔ کیونکہ وہ عند المحققین برہان سے

ثابت ہے۔ اور باقی رہا انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار یہ معاویہ کے اعتراض کا جواب ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا۔ کہ معاویہ کہتا تھا کہ علیؑ اس نے تسلیم نہیں کرتیں اور اہل شام انتخاب علیؑ کے وقت حاضر نہ تھے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے مسلمات سے ہے۔ کہ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور اہل شام نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آج تک معاویہ کے مریدوں سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اور اس فقرہ کی تشریح اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۱۱ اس خط کے متن میں موجود ہے واعلم انک من الطلقاء الذین لا تحل لهم الخلافة ولا یدخلون فی الشوریٰ کہ اے معاویہ تو تو آزاد شدہ اسیروں میں سے ہے جن کیلئے عند المہاجرین والانصار نہ تو خلافت کا حق ہے نہ شوریٰ کا۔

اور فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذالک للہ رضا یہ کیفیت شوریٰ کا بیان ہے کہ مہاجرین اور انصار کے نزدیک شوریٰ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی آدمی پر جمع ہو جائیں اور اس کا نام امام رکھ لیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب معاویہ نے علیؑ کو امام نہ مانا تو اپنے مسلمہ قاعدے کی یہاں یہ خلاف ورزی کی فان خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه۔ یہ شوریٰ کمیٹی کے مرتبہ آئین کی اس دفعہ کا بیان ہے۔ جس کی بناء پر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب اور عائشہ اور اُن کے حواریوں کو خارج الملۃ بدعتی اور واجب القتال قرار دے دیا۔

الغرض اس الزامی خط سے ثلاثہ کی خلافت اور معاویہ کی لیاقت اور عائشہ وغیرہ کے خروج کی قلعی کھول دی۔ اب اگر شیعی خلافت علیؑ کو حق کہیں تو معاویہ اور عائشہ کو بناءِ خروج حق اگر نہ کہیں تو خلافت ثلاثہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ یہ تھا جناب امیرؑ کا الزام۔ اور اس خط کو الزامی ثابت کرنے کے لئے منہج الظلم نے اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۱۰ مطبوعہ مصر سے اس مکتوب کی ابتداء میں یہ تصریحی الفاظ دکھائے "وکتب الی معاویه بعد وقعة الجمل سلام علیك اما بعد فان بیعتی بالمدینة لزمتك وانت بالشام۔ لانه بایعنی الذین [illegible]

کہ یہ خط جناب امیرؑ نے معاویہ کو واقعہ جمل کے بعد لکھا کہ اما بعد پس میری بیعت کا مدینہ میں ہونا تجھ کو لازم ہے خواہ تو شام میں ہو۔ کیونکہ قانون تمہارے بزرگوں کا یہ ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جب اس خط کے شروع میں تمہاری اپنی کتاب میں لفظ لزمتہ موجود ہے تو اس کے الزامی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اگر شیعہ کتب سے ثبوت الزام مطلوب ہے تو دیکھئے ابن میثم صفحہ مطبوعہ ایران۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ الزامی دلائل تو قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے قان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یہ الزام ہے یا تحقیق۔

مناظر اہلسنّت

یزید اور مروان مہاجرین نہیں ہیں۔ لہذا ان کی بادشاہت کو خلافت حقہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لیستخلفنہم میں وعدہ مہاجرین سے ہے۔ اور دیکھ لیا آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب نے میری عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت اچھا اور عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے

استدلال نمبر: نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۱۰۵ میں ہے الا انی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس له۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔ میں دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ ایک وہ شخص جو اپنے رتبے کا دعویٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ فرمائیے اگر خلفاء ثلاثہ خلفاء برحق نہ تھے تو آپ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا؟

اصول کافی ص ۱۲۴ میں ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کے پاس اُنتیس چیزیں ہوں

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصائے موسیٰؑ بھی ہو سو اگر حضرت علیؑ کے پاس عصائے موسیٰ بھی تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے فرعون کا کچومر نکال دیا تھا تو حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے خلافت کیسے چھین گئی؟

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے پھر یہ آیۂ استخلاف تلاوت کی اور فرمایا کہ اپنے خلفاء کو موعود من اللہ ثابت کرو۔ یا ان کے حق میں اللہ و رسولؐ کی کوئی نص دکھاؤ۔ جیسا کہ ہم نے اہل بیتؑ کے حق میں دکھائی ہیں۔ پھر آپ نے مندرجہ آیات اور احادیث تلاوت فرما کر کہا، استخلف الذین میں کما تشبیہ کے لئے ہے۔ لہٰذا طریق نصب خلافت وہی ہونا چاہیئے جو سابق خلفاء کا تھا۔ یعنی نص بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسا کہ میں پہلی تقریروں میں کہہ چکا ہوں۔ اور مولوی محمد صدیق سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

اور چونکہ سابقہ خلفاء آلِ انبیاء سے ہوتے رہے ہیں۔ لہٰذا خلافت اب بھی آلِ رسولؐ کا ہی حق ہے۔ جس کے ثبوت میں آپ نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکاً عظیماً (پ۔ س نساء) آپ نے فرمایا کہ ملکِ عظیم آلِ ابراہیم کا حق ہے۔

وکذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلیٰ آل یعقوب سے اتمام نعمت آلِ یعقوب ہو رہی ہے یعنی اعملوا آل داؤد شکراً سے آلِ داؤد پر شکرِ خلافت ثابت ہو رہا ہے۔ واجعل لی وزیراً من اھلی سے خلافت ہارونؑ برادر موسیٰؑ اور ان کا داخل اہل بیت ہونا ثابت ہو رہا ہے تو انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا مصداق کیوں خلیفۂ محمدؐ اور داخل اہل بیتؑ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیۂ تطہیر پڑھ کر کہا۔ یہ اصطفا اہل بیتؑ محمدؐ کی دلیل ہے اور آیۂ مودۃ پڑھ کر فرمایا کہ یہ آلِ محمدؐ کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل بین ہے۔ کیونکہ محبت بلا اطاعت ہیچ معنی ندارد۔

کما استخلف الذین من قبلہم

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ثلاثہ کے حق میں ایسے دلائل پیش کرو جیسے میں علیؑ اور اہل بیتؑ کے حق میں پیش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے کتب اہل سنت سے مندرجہ ذیل احادیث پیش کیں:۔

انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ و عترتی (در منثور جلد ۲ ص ۶۰) و جامع الصغیر ص ۱۵

ان رسول اللہ خرج الی تبوک فاستخلف علیاً (بخاری ص ۱۳۳) مطبوعہ مصر

قال ہذا اخی و وصی و وارثی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا (تفسیر خازن جلد ۵ ص ۱۳۷)۔

یا علی انت خلیفتی فی کل مومن بعدی (خصائص نسائی ص ۱۲ مطبوعہ لاہور

اور بارہ خلفاء کے حق میں آپ نے یہ حدیث پڑھی۔ خلفائی کنقباء بنی اسرائیل (تفسیر ابن کثیر)۔

جب یہ احادیث مبلغ اعظم نے مجمع عام میں پڑھیں تو فضائے مناظرہ آفرین و تحسین کے نعروں سے گونج اٹھی اور سنیوں کے چہرے اتر گئے۔

دوست محمد قریشی اور محمد صدیق مناظر اہل السنت بمعہ دیگر علمائے اہل السنت و وہاں عرق ندامت سے تر ہو گئے۔ کیونکہ ثلاثہ کے لئے قرآن و احادیث میں کچھ تھا ہی نہیں جسے وہ پیش کرتے۔ چنانچہ جب مولوی محمد صدیق نے میدان کا رنگ بگڑتے دیکھا تو بھپکی اور کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا کہ کسی طرح سے عزت بچے۔ مگر کہاں مبلغ اعظم دریا کی روانی کی طرح آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر خلافت علیؑ اور اہل بیتؑ ثابت کر رہے تھے اور سنی علماء مبہوت و ششدر اور انگشت بدنداں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی نص پیش کرو۔ غلبہ تو یزید اور مروان کو بھی حاصل تھا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین سے ہے یہ غلط ہے۔ کیونکہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ قیامت تک ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر فتح القدیر جلد ۴ ص ۴۵ میں ہے کہ یعنی یہ وعدہ تمام امت کے ساتھ خاص ہے وقد ابعد من قال انہا مختصۃ بالخلفاء الاربعۃ او بالمہاجرین یعنی اور بعید از حقیقت ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ یہ آیت خلفاء اربعہ کے ساتھ مختص ہے۔ یا مہاجرین کے ساتھ خاص ہے اور للبو قفہم میں

وعدہ خلافت نہیں۔ مظلوم صحابہ کو مکان دینے کا وعدہ ہے جیسا کہ حضرت بلال وغیرہ کو مدینہ منورہ میں پناہ مل گئی۔ یہی بات میں پہلی تقریر میں بیضاوی شریف سے عرض کر چکا ہوں۔ یہ وعدہ ان بزرگوں سے نہیں جو کہ مکہ کی پناہوں میں رہتے تھے۔ ذرا میری تقریر کا جواب وعدہ کو جرأت و صداقت سے دو۔

استدلال نمبر ۲:- الا انی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس

لہ (نہج البلاغہ) کا جواب آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد اصحاب جنگ جمل اور جنگ صفین

عہد ثلاثہ سے حضرت علیؑ کے جہاد نہ کرنے کی وجوہات

اور فرمایئے جب ان سے علیؑ لڑے تو یہ لوگ منکر امام اور خارج از جماعت من شذ فی النار کے مصداق ہوتے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس تقریر کا مطلب ہے۔ اور یہ جو میرے مقابل دوست نے ترجمہ کیا کہ میں ایسے دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ یہ ترجمہ غلط ہے بلکہ اقاتل صیغہ واحد متکلم فعل مضارع از باب مفاعلہ ہے جس میں دو زمانے شامل ہیں حال اور مستقبل جس کے معنے یہ ہوں گے کہ میں اب لڑتا ہوں یا لڑوں گا۔ کیونکہ اب میرے پاس لشکر موجود ہے اور جہاد کے لئے ظاہری استطاعت شرط ہے ورنہ روحانی استطاعت تو ہر وقت موجود رہتی ہے جیسے حضور نبی اکرمؐ کو روحانی طاقت تو مکہ میں بھی تھی۔ شعب ابی طالب میں بھی تھی غار ثور میں بھی تھی۔ مگر جہاد کا حکم اسی وقت نازل ہوا جب ظاہری استطاعت بھی حاصل ہو گئی۔ عہد ثلاثہ میں یہ ظاہری استطاعت اور فوج جناب امیرؑ کے پاس نہ تھی اس لئے وہاں صبر کا حکم تھا۔ اور عہد جناب امیر المومنین میں چونکہ یہ چیزیں حاصل تھیں لہٰذا لڑنے کا حکم تھا۔ لیجئے میں آپ کی کتابوں سے صبر و جنگ کے دونوں حکم پیش کرتا ہوں دیکھئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اہل السنت کو کیا بلکہ اہل حدیث کے بھی امام اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ پر فرماتے ہیں کہ وقت آخر جناب پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ:

" بعد از من بر تو مکروہات خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ شوی و صبر کنی و چون ببینی کہ مردم دنیا اختیار کنند۔ باید کہ تو آخرت را اختیار کنی "

یعنی اے علیؑ! میرے بعد تجھ کو مصیبتیں درپیش آئیں گی۔ لیکن چاہیئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تو دیکھے کہ لوگ دُنیا اختیار کر رہے ہیں تو تو آخرت کو اختیار کرنا۔

عن علیؑ قال ان مما عھد الی رسول اللہ ان الامت ستغدر بك بعدی۔ دیکھو تاریخ طبری ص۳۲۵ جلد ۴۔ یعنی حضورؐ نے مجھے وصیت کی کہ اے علیؑ میری اُمت تجھ سے غداری کرے گی بعد میرے۔ پھر آپ نے صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۲۹ پیش کر کے آئمہ شر کے مقابلہ میں صبر کا حکم پڑھا کہ ہے۔

عن عوف بن مالك عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونھم و یحبونکم و یصلون علیکم وتصلون علیھم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم و یبغضونکم و تلعنونھم ویلعنونکم قیل یارسول اللہ افلا ننابذھم فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الخ۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے، آئمہ خیر اور آئمہ شر۔ آئمہ خیر پر مومنین صلوٰت پڑھیں گے اور آئمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بغض رکھیں گے۔ عرض کیا گیا حضورؐ! کیا ہم اُن سے تلوار سے کر لڑائی نہ کریں۔ فرمایا نہ جب تک تمہارے اندر نماز کو قائم کریں۔ مراد ظاہری شریعت کی پابندی ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ۔ بتلاؤ یہ کون سے امام ہیں جن کے مقابلہ میں تلوار اُٹھانی ناجائز اور لعنت جائز ہے۔ اگر ان سے مراد معاویہ اور یزید ہیں تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ نے ان سے جنگ کیوں کی اور اس تمہاری حدیث پر عمل کیوں نہ کیا۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس کے بعد آپ نے معاویہ اور یزید سے لڑنے کے حکم کی حدیثیں پڑھیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول قال لعلی انك تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔ (صواعق محرقہ ص۷۴ مطبوعہ مصر)۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تو تاویل قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیل

قرآن پڑھاتے ہوں۔

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے معاویہ کا باغی ہونا مشکوٰۃ شریف ص۵۳۳ باب المعجزات سے پیش کیا عن ابن قتادہ ان رسول اللہ قال لعمار حین یحفر الخندق فجعل یمسح راسہ و یقول بؤس ابن سمیۃ تقتلک الفئۃ الباغیۃ کہ حضورؐ نے حضرت عمار کو فرمایا۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی اور اس کے سر پر حضورؐ نے پیار کیا اور فرمایا کہ ہائے ابن سمیہ کی مشکلیں۔ اے عمار تجھ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ پڑھتے ہوئے کہا کہ اس گروہ سے مراد آپ کے علماء نے معاویہ اور اس کا گروہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ عبارت پڑھی۔ فکانوا طاغین باغین بھذا الحدیث لان عمار کان فی عسکر علی و ھو مستحق للامامۃ فامتنعوا عن بیعتہ (مشکوٰۃ حاشیہ ۷ ص۵۳۳) کہ عمار کا قاتل معاویہ اور اس کا گروہ ہے۔ پس اس حدیث سے وہ باغی اور سرکش ثابت ہوئے کیونکہ عمار فوج علیؑ میں تھا اور علیؑ مستحق امامت ہے اور معاویہ اور اس کے گروہ نے علیؑ کی بیعت نہ کی، لہٰذا وہ باغی ٹھہرے۔

اور یزید سے امام حسینؑ کے لڑنے کی وجہ اس کا کفر بواح تھا یعنی کھلا کفر ظاہر جیسا کہ آپ کی بخاری میں ہے کہ الا ان تروا کفرا بواحا ص۱۰۴۵ [illegible]

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ علیؑ کو دو حکم تھے۔ خلفاء جور کے مقابلے میں صبر کرنے کا اور گروہ باغی سے لڑنے کا اور علیؑ نے بھی یہ دو زمانے پائے ہیں زمانہ ثلاثہ اور زمانہ معاویہ۔ اب فرمایئے صبر کا زمانہ کونسا تھا اور گروہ باغی سے لڑائی کا کونسا ہے اور اگر صبر کا زمانہ ثلاثہ ہے تو فرمایئے کہ وہ خلفائے شر ہوئے یا نہیں؟

اصول کافی ص۱۳۴ کا جواب آپ نے یہ دیا کہ بیشک امامؑ کے پاس انبیاء کی چیزیں تھیں اور عصائے موسیٰ بھی تھا۔ اور حضرت علیؑ چونکہ مثل ہارونؑ کے تھے اس لئے فرعون کا کچومر نکال دیا اور سامری کے مقابلے میں بنا بر مصلحت صبر کیا۔

چونکہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (پ۲۹۔ سورۃ مزمل) کے مطابق عمرو بن عبدود، ابوجہل، ابوسفیان اور دیگر صنادید عرب، فراعنہ مکہ تھے۔ اور امیر شام بروایت اصول کافی

اس اُمت کا فرعون تھا۔ لہٰذا اُن کو تو جناب امیرؑ نے ذوالفقار سے بدحال کیا۔ اور سامری کے مقابلہ میں سُنتِ ہارونؑ پر عمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ طٰہٰ سے سُنتِ ہارونی سے متعلق یہ آیت پڑھی کہ انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی کہ حضرت ہارونؑ نے بجواب موسیٰؑ یہ کہا کہ میں اس سے ڈر گیا کہ آپ یہ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی اور میرے قول کا لحاظ نہ کیا۔ اور اس پر آپ نے کہا کہ نبیؐ کی حدیث کے مطابق آپ مثلِ ہارونؑ تھے اس لئے آپ نے تفریق بین المسلمین کے خوف سے صبر کیا اور رسولِ خداؐ کے تلقین بالصبر والے قول کا لحاظ کیا۔ جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت کی مستند کتاب "عقد الفرید" جلد۲ ص۴ پر صاف تصریح موجود ہے کہ فکنت انا الذی ابیت علیہ مخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عہد الناس بالکفر۔

یعنی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے جب مجھے ثلاثہ کے مقابلے میں جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا تو میں نے تفریق بین المسلمین کے خوف سے انکار کر دیا۔ کیونکہ زمانہ کفر قریب تھا اور لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔

مولانا کی یہ تقریر علمی لحاظ سے اپنی مثال آپ تھی۔ جس کا احاطہ تحریر میں لانا طاقت سے باہر ہے۔ البتہ جو کچھ میرے حافظے میں یاد رہا، قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ متلاشیانِ حق کے لئے سرمۂ بصیرت ہے انشاءاللہ سامعین کو وہ منظر بھی نہیں بھولے گا۔ جب کہ آپ ڈھائی تین درجن سُنّی علماء کے سامنے اہلِ سنت کی کتابوں سے بے دریغ موتی برسا رہے تھے۔ گویا قدرت نے آپ کو مذہب اہلِ بیتؑ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ہی تخلیق کیا تھا۔

تقریر مناظر اہل السنت

بیضاوی شریف میں خلفاء ثلاثہ کی نفی موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں آثم کاذب اور غادر و خائن کا قول الزام کے طور پر ہے جبکہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؑ پر یہ الفاظ استعمال نہ کئے تھے۔

مولوی اسماعیل صاحب اگر نمازی کے ساتھ جنگ کرنا ممنوع ہے تو فرمائیے حضرت علی نے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ کے ساتھ جنگ کیوں کی۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اس میں مولوی اسماعیل کو اعتراض کرنا آتا ہے جواب دینا نہیں آتا۔ اچھا اور استدلال کا جواب دیجئے۔

استدلال نمبر ۸:- قد مضت اصول نحن فروعها

(نہج البلاغہ صفحہ ۲۳ جلد ۲)۔

دیکھئے اس میں حضرت علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کو اصول اور اپنی ذات کو فرع تسلیم کیا ہے۔ اب اگر ان کی خلافت کو برحق نہ مانا جائے تو ان کی خلافت کا بطلان لازم آئے گا۔ معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق تھی۔

استدلال نمبر ۹:- نیز نہج البلاغہ میں ہے هو دین الله الذی اظهره

مطلب عہد فاروقی میں جو دین ہے وہ دین الٰہی ہے فرمائیے کیا اب بھی انکار کی گنجائش ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے حسب معمول تقریر شروع کرتے وقت آیۂ کریمہ کو زیب عنوان کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ میرے فاضل دوست کے تمام کے تمام دلائل ختم ہو چکے ہیں سامنے بیٹھے ہیں ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت پورا کرنا چاہتے ہیں۔ [illegible] کی نفی بیضاوی شریف میں موجود ہے۔ کیونکہ آیت میں من بعد ما ظلموا کے بعد اور ان کے آگے بلال وغیرہ کا نام بتصریح موجود ہے۔ اس لئے یا تو میرے مقابل ان کو مظلوم ثابت کریں یا فہرست میں ان کا نام دکھائیں یا ان کا نام درج نہ ہونے کی وجہ

بتائیں۔

اس کے بعد آپ نے آیۂ استخلاف کے آخری حصّہ ومن کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرِ خلافت فاسق ہے۔ اگر یہ خلفاء برحق ہوتے تو اہل بیت رسولؐ کبھی ان کا انکار نہ کرتے اور ان کو بھی اہل بیتِ رسولؐ پر سختی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور جناب امیرؑ کبھی بھی ان کو آثم، غادر، خائن اور کاذب نہ سمجھتے۔ میرے دوست کا الزام کا دعوے بے بنیاد ہے۔ اگر یہ قول الزامی ہوتا تو جناب امیر اس کی تردید کرتے اور حضرت عباسؓ کے قول سے معارضہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم اہل سنّت کے مسلّمات سے ہے۔ شیعہ پر حجت نہیں، اگر ہمت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے حضرت عباسؓ کا یہ قول پیش کیجئے اور اسی صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۹۰ میں اس قول کو حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ مبلغ اعظم نے شرح نووی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"قال المازری هذا اللفظ الذی وقع لا یلیق ظاهره بالعباس وحاشا لعلی ان یکون فیه بعض هذه الاوصاف فضلا عن کلها"

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مازری کا یہ قول ہے کہ یہ الفاظ جو واقع ہوئے ہیں ان کا ظاہر شانِ عباسؓ کے لائق نہیں۔ اور پناہ بخدا علیؑ میں تو ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں۔

چہ جائیکہ سب ہوں۔ نسبنا الکذب الی رواتها یہ سب راویوں کے جھوٹ ہیں۔ لیجئے! آپ کی اس کتاب سے حضرت عباسؓ ہی تو اس قول کی نسبت نفی ثابت ہوگئی۔ لیکن ثلاثہ کے حق میں ان الفاظ کا ضعف یا نفی ثابت کیجئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور خاتونِ قیامت اور حسنین علیہم السّلام کا خلافتِ ثلاثہ سے انکار، ناراضگی اور اختلاف ثابت کیا۔ چنانچہ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۳ سے خالفنا علی والزبیر پڑھ کر علیؑ کی خلافت ثلاثہ سے اختلاف ثابت کیا اور بخاری ص ۵۶۳ جلد اول سے غضبت فاطمة کی مکمل روایت پڑھ کر خاتونِ قیامت بنتِ رسولؐ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر سے تاوفات قطع تعلق کرنا ثابت کیا اور صواعق

مورخہ صـ۱۳ سے حسنین شریفین کا انزل عن منبر جدی یا کہہ کر ابوبکر کو منبر شریف سے اترنے کا حکم دینا پیش کیا اور ابوبکر و عمرؓ کا اہل بیت پر تشدد کرنا اور سیدۃ النساءؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر بقصد احراق بیت فاطمہؑ جانا ظاہر کیا۔ چنانچہ [illegible] عقد الفرید جلد ۲ صـ۱۳ سے

ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون

الذین تخلفوا عن بیعت ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادة فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابوبکر عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهم الدار فلقیته فاطمة فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیه الامة ۔

کہ بیان اُن لوگوں کا جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انحراف کیا۔ وہ علیؑ اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ ہیں۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر تو جناب سیدہ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی طرف ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو خانۂ فاطمہ سے نکالے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ کرنا۔ چنانچہ عمرؓ شعلہ آگ لیکر اس قصد سے آیا کہ وہ گھر اُن پر جلا دیا جائے۔ پس جناب سیدہ نے دروازہ پر آ کر عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے کیا تو ہمارا گھر جلانے کے لئے آیا ہے۔ کہا ہاں۔ یا تم بھی اس امر میں داخل ہو جاؤ جس میں امت داخل ہوئی ہے۔ اس مضمون کے شواہد آپ نے اہل السنت کی بعض دیگر ذیل کتابوں سے بھی پیش کئے۔ مثلاً قرۃ العینین تتمہ جلد ۲۔ ازالۃ الخلفاء مترجم اردو صـ۱۲۹ جلد ۱، تاریخ طبری جلد ۳ صـ۱۹۸، الفاروق جلد اول صـ[illegible]۔

اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے صرف نماز ہی کے ساتھ ہی جنگ کی کوئی بات نہیں کی تھی بلکہ میں نے تو آپ کی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صـ۱۲۹ سے آنحضرتؐ کی فیصلہ حکم کہ [illegible] کہ جب تک وہ ظاہری شریعت کی پابندی کریں ان کے مقابلہ میں تلوار نہ اٹھانا پیش کیا تھا اور صحابہؓ اور عائشہ تو نہ امام خیر تھے نہ امام قسر بلکہ باغی اور سرکش تھے جن کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا۔ معاویہ سے لڑنے کے جواز کا ثبوت تو آپ میری پہلی تقریر والی میں

سُن چکے ہیں البتہ جانثر سے لڑنے کا جواز بھی ان کتابوں سے سُن لیجئے۔ عن علی قال امرنی رسول اللہ بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۳۰۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ کو رسولِ خداؐ نے حکم دیا تھا لڑنے کا مارقین اور ناکثین اور قاسطین سے۔ یعنی خوارج اور معاویہ اور اصحاب جنگ جمل سے۔ پھر آپ نے صواعق محرقہ ص [illegible] سے یہ روایت پیش کی۔

اخرج البزار وابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاً ایتکن صاحبۃ الجمل الاحمر تخرج حتی تنبحها کلاب الحواب فیقتل حولها قتلی کثیرۃ کہ ابن عباس سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمل احمر کی صاحبہ تم میں سے کونسی ہے یعنی سُرخ اونٹ والی کون ہے کہ وہ امام وقت پر خروج کر رہی ہے۔ اور اس پر حواب کے کتے بھونک رہے ہیں۔ اور اس کے گرد ہزاروں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور اہل سنّت کی کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص ۱۰۸ فقال النبی لها یا حمیرا کانی بک تنبحک کلاب الحواب تقاتلین علیاً وانت لہ ظالمۃ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمیرا گویا میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تجھ کو مقام حواب کے کتے بھونک رہے ہیں اور تو علیؑ سے لڑ رہی ہے۔ درآں حالیکہ تو اس پر ظلم کرنے والی ہے

تو حضرات! حضرت علیؑ کی لڑائی یہاں نمازیوں سے نہیں بلکہ باغیوں سے تھی اور حسب حکم رسولؐ تھی۔

نوٹ: اصل حقیقت یہ ہے کہ سُنّی مُلّاں مبلغ اعظم کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جواب اُن سے بن نہیں سکتے۔ صرف عوام کو دھوکہ دینا جانتے ہیں۔ کہیں عبارات کو کم زیادہ کر دیا، کہیں ترجمے میں گڑبڑ ڈال دی، کہیں جنس اور فصل کی فصل چھوڑ دی۔ الغرض باب مغالطہ سے باہر جانا اور حقیقت پیش کرنا نہیں جانتے جیسا اعتراض انہوں نے دوران مناظرہ مولانا دوست محمد قریشی پر کیا تھا۔ جس پر وہ بہت اُچھلے کودے تھے لیکن جب ان کی توجہ قلع وبریہ کے سلسلے میں اخبارات کالموں اور ان کے مطبوعہ رسائل کی طرف کرائی گئی تو خاموش ہو گئے

سنیوں نے اپنی روئیداد میں لکھا ہے کہ مبلغ اعظم نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے تو یہ کہا تھا کہ میں ان کی اس عادت مستمرہ کا ثبوت ان کے رسائل وغیرہ سے ابھی دیتا ہوں۔ مگر قریشی صاحب ہی اپنی بے مائیگی کا بھانڈا پھوٹتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

استدلال نمبر ۸:- قد مضت اصول نحن فروعها (نہج البلاغہ

جلد ۲ ص ۳۸) کے جواب میں مبلغ نے فرمایا کہ آج تو مجھے مولوی صدیق کے استدلال پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ان کے دلائل کی غربت قابل رحم ہے۔ ایسی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جن کا ثلاثہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۴۳ کے اخیر سے لی گئی ہے۔ جس میں جناب امیر المومنینؑ نے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی بیان فرمائی کہ دنیا کا سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس کی اگلی کڑی پچھلی کڑی کے لیے فنا کا حکم رکھتی ہے ہماری دنیا میں آمد پہلے لوگوں کی فنا ہے۔ وہ ہمارے اصول یعنی ہماری جڑیں تھے اور ہم ان کی فرع یعنی شاخیں ہیں۔ جب وہی نہ رہے تو ہم کیسے رہ جائیں گے۔ چنانچہ صاف لکھا ہے کہ:-

فما بقاء فرع بعد ذهاب اصله۔ یعنی جب فرع کی اصل ہی نہ رہے تو فرع کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یعنی جب ہمارے آباؤ اجداد ہی فنا ہو گئے تو ہم کیسے باقی رہ سکتے ہیں۔ مگر مولوی محمد صدیق تو ہر جگہ ثلاثہ ہی سمجھتے ہیں۔ [illegible] چھچھوندروں کے خواب۔

استدلال نمبر ۹:- هو دین الله الذی اظهره (نہج البلاغہ)

کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۴۴ سے لیا گیا ہے لیکن اس کا سیاق و سباق محمد صدیق صاحب نے کتمان حق کی خاطر چھپایا ہے۔ میں اس حقیقت کو منکشف کرتا ہوں۔ یہ فقرہ جناب امیر علیہ السلام نے اس وقت فرمایا جب حضرت عمر نے غزوۂ فارس میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور بعض صحابہ نے کہا کہ جب تک عمر خود نہ جائیں گے فتح نہیں ہو سکتی اور دین نہیں رہ سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ غلط ہے

إن هذا الأمر لم يكن نصره ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة وهو دين الله الذي أظهره وجنده الذي أعده وأمده حتى بلغ ما بلغ وطلع حيثما طلع ونحن على موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده۔

یعنی یہ امرِ اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دینِ الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہلِ بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبتدع اعظم نے فرمایا کہ سُنّی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھہراتے رہے اور خدا اور اہلِ بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمانؓ نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ یعنی کہ قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ہو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (پ۲۶ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیر نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہِ مصر کے خزائنِ شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۴۲، صفحہ ۹۴۵ میں حضورؐ کی زبانِ غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انه لا یدخل الجنة الا مومن ان الله یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اُٹھ اے فلاں پس منادی کر تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مردِ فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۲ ص۸۲ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ ص۴۹ کے حاشیہ نمبر ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنین کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے [illegible] خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آؤ اب خدا کے نیک بندے بھی حق پہ قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے لڑتا رہے گا اور قیامت تک نہ مٹے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سُنی شیعہ کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر حالت یہی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ مگر واہ رے فاتحو! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا، اور کراچی کے رسالہ صحیفہ اہل حدیث کے ذریعہ فتح کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ مولوی صاحب سے ذرا یہ تو پوچھ لیا جائے کہ وہاں خلفاء کا لفظ ہے یا آئمہ کا۔

نیز وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل سُنّت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو اُن بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر التعداد میں جمع ہوتے ہیں۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! مبلّغ اعظم کی پانچویں تقریر کو نقل کرنے میں تو سُنّی حضرات نے دیانت کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔ مثلاً تین سطروں میں پورے بیس منٹ (کیونکہ دس منٹ کی تقریر کی دس سطریں تھیں جن کا خلاصہ سُنّی مؤلف نے پانچ منٹ میں لکھا ہے) کی تقریر کو ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ مبلّغ اعظم نے فرمایا تھا کہ حضرات اہل سُنّت کے نزدیک نص وغیرہ تو معیارِ خلافت ہے نہیں البتہ غلبے کے قائل ہیں یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اگر یہی معیار ہے تو یزید وغیرہ بھی ان کے خلیفے ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی قہر و غلبہ حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے شرح فقہ اکبر ص۸۴ سے یہ عبارت پڑھی کہ فالاثنا عشرهم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاوية وابنه يزيد وعبد الملك بن مروان واولاده الاربعة وبينهم عمر بن عبد العزيز۔

کہ وہ خلفاء اثناء عشر جن کا ذکر رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اور صحیحین میں آیا ہے وہ خلفاء اربعہ اور معاویہ اور اس کا بیٹا یزید اور عبد الملک بن مروان اور اس کے چاروں بیٹے (یزید ثانی، سلیمان، ہشام اور ولید) اور ان کے درمیان عمر بن عبد العزیز ہے لہٰذا یہ ان کے وہ بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے صواعق محرقہ ص۱۲ سے یہ عبارت پیش کی۔

والذی اجتمعوا علیہ للخلفاء الثلاثة ثم علی الی

ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویة یومئذ بالخلافة ثم اجتمعوا علیه عند صلح الحسن ثم علی ولده یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل۔

کہ وہ بارہ جن پر اجماع امت ہوا وہ خلفائے ثلاثہ ہیں۔ پھر علی ہیں مگر امر حکمین کے واقع ہونے تک پھر علی پر اجماع امت نہ رہا۔ اور معاویہ خلیفہ نامزد ہو گیا پھر صلح حسن کے وقت تو معاویہ پر پورا اجماع ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یزید پر اجماع ہو گیا اور حسین کیلئے امر خلافت منتظم نہ ہوا بلکہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے اہل سنت کی خلافت پہ علی کو حکمین میں معزول کیا گیا اور حسن کو خلع بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حسین قتل کر دیئے گئے اور ثلاثہ، معاویہ اور یزید پر پورا اجماع ہو گیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے بخاری شریف ص ۱۰۵۳ سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی زبانی سے یزید کی بیعت کو اللہ و رسول کی بیعت ماننا ثابت کیا۔ اور یہ روایت پیش کی

عن نافع لما خلع اهل المدینة یزید بن معاویة جمع ابن عمر حشمه و ولده فقال انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة و انا قد بایعنا هذا الرجل علی بیع الله و رسوله و انی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع الله و رسوله ثم ینصب له القتال و انی لا اعلم منکم خلعه ولا تابع فی هذا الامر الا کانت الفیصل بینی و بینه۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑنی چاہی تو عبداللہ بن عمر نے اپنے خواص اور عزیز و اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت نہ توڑو کیونکہ میں نے نبی کریم سے سنا ہے کہ بیعت کر کے توڑنے والوں کی پشتوں پہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا ہو گا۔ ہم نے اس شخص یعنی یزید کی بیعت اللہ و رسول کی بیعت پر کی ہے۔ اس سے بڑی غداری اور کیا ہو گی کہ پہلے تو ایک شخص کی بیعت اللہ و رسول کی بیعت پر کی جائے اور پھر اس کے مقابلے میں جنگ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر میرے علم میں آ گیا کہ تم میں سے کسی نے اس کی

بیعت توڑتی ہے اور اس امرِ خلافت میں اس کی تابعداری نہیں کرتا، تو میرا اور اس کا بائیکاٹ ہوگا۔

پھر اس کے بعد آپ نے کتاب صحیح مسلم ص۱۲۸ عبداللہ بن عمر کا یہ فتویٰ بھی پیش کیا کہ یزید کی بیعت توڑنے والے جہالت اور کفر کی موت مریں گے

عن نافع قال جاء عبد الله بن عمر الى عبد الله بن مطيع ماكان زمن يزيد بن معاوية قال سمعت رسول الله يقول من خلع يدًا من طاعة لقى الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مطیع کی طرف آئے۔ ایام حرۃ میں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگ یزید کی بیعت توڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ لاؤ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ میں نے رسولِ خدا سے خود سنا ہے کہ جو شخص اطاعتِ امیر سے ہاتھ کھینچے گا یعنی اس کی بیعت توڑے گا، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو ان کے پاس حجت اور برہان نہ ہوگی۔ اور جو شخص مر گیا در آں حالیکہ اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مر گیا۔

گویا اہلِ سنت کے نزدیک بقول عبداللہ بن عمر بن الخطاب بروایتِ صحیح مسلم شریف یزید کی بیعت کے بغیر مرنا جہالت اور کفر کی موت مرنا ہے (اللّٰهم نعوذ بك من هذه العقيدة الباطلة)۔

پھر آپ نے موطا امام مالک مترجم وحید الزمان ص۷۹۴ مطبوعہ اصح المطابع کراچی سے یہ عبارت پیش کی کہ محققین اہل سنت والجماعت یزید کی بخشش کے بھی قائل ہیں، اور صواعق محرقہ ص۱۳۲ سے قولِ غزالی پیش کیا۔ کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ عند اہل سنت مومن ہے۔ جب مولوی دوست محمد قریشی اور مولوی محمد صدیق نے شور مچایا کہ یہاں لفظ خلیفہ ہے امام نہیں۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اوّلاً تو شرح فقہ اکبر کے اس ص

پھر دیکھو اماماً کا لفظ موجود ہے۔ اس بارہ والی روایت کی تمہید [illegible] شرح ملا علی میں بھی ہے
والروافض توالی بدلاً لعشرة المبشرة بالجنة اثنا عشر اماماً وهم لم یأت ذکر الائمة الاثنی عشر الا علی صفة ترد قولهم وتبطله۔

______ کہ روافض نے عشرہ مبشرہ کے بارہ اماموں کی جگہ تجویز کر دی ہے۔ حالانکہ ذکر آئمہ اثنا عشر نہیں کیا۔ مگر ایسی صفت پر جو ان کے قول کی تردید کرتی ہے اور اس کو باطل کرتی ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ بتاؤ لم یأت ذکر الائمة الاثنی عشر کے بعد الا استثناء کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ حدیث بقول ملا علی قاری شیعوں کے بارہ اماموں کی صفت ہوئی نہ سنیوں کے۔ اگر یہاں ذکر نہیں ہوتا تو بھی آپ کے نزدیک خلیفہ اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا قول الائمة من القریش شرح عقائد نسفی ص ۱۱۰ یعنی امام قریش سے ہوں گے اور بارہ خلفاء والی حدیث میں بھی لفظ قریش موجود ہے اور اثنا عشر خلیفہ کا ذکر بھی کتاب صحیح مسلم ص ۱۱۹ سے پیش کر چکا ہوں اور وہاں بھی لفظ آئمہ ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک لفظ آئمہ اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو آپ کے امام ہیں وہی آپ کے خلیفے ہیں اور جو خلیفے ہیں وہی امام۔

آپ کا یہ کہنا۔ وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل السنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بارہ آپ کے امام نہیں ہیں غلط ہے۔

الحق ما شهدت به الاعداء میں بھی تو آپ کو سنانا چاہتا تھا کہ یہ امام نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ چونکہ ان بارہ میں پہلے تین ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی بادشاہ ہی ہیں امام اور خلیفے نہیں ہیں۔ اور ان کے بعد چونکہ یزید اور معاویہ کا ذکر ہے اور سارے ایک سلک میں منسلک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیسے معاویہ اور یزید بادشاہ ہیں ویسے ہی یہ بادشاہ۔ عجب آغاز ہی میں کہہ دیتا کہ یہ امام حق نہیں بلکہ بادشاہ ہیں تو اتنا وقت کیوں ضائع کیا۔ لیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ معاویہ اور یزید والی طرح ہی بادشاہ ہیں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تو ان کے خلیفے ہیں مگر ہمارے تو وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف

والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون۔ اولئک علیهم صلوٰة من ربهم ورحمة واولئک هم المهتدون۔ پ۲

جن کو خوف اور بھوک و پیاس سے آزمایا گیا۔ اور مالوں اور جانوں اور جگر کے پھلوں سے ان کی آزمائش ہوئی۔ مگر وہ نہ گھبرائے نہ پہاڑوں پہ چڑھے لاتحزن کی تسلی کے محتاج ہوئے بلکہ ہر چیز قربان کر کے صلوٰۃ و درود کے مصداق ہوئے۔ ان پہ خدا کی رحمت برسی وہی ہادی ہدایت یافتہ ہوئے۔ علم و حکمت، زہد و تقویٰ، عبادت و طہارت، شجاعت، سخاوت ان سے لوگوں نے سیکھی۔ ان کی نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوئیں۔ راہ حق میں شہید ہوئے۔ ان کا خوف ظہور مہدیؑ کے وقت امن سے بدل جائے گا۔ خلافت کے دونوں زمانے ان کو نصیب ہوئے اولاً خوف کا دوسرا من بعد خوفهم امنا کا۔ اہل السنت کا یزید خلیفہ ہے اور ہمارا حسینؑ خلیفہ ہے جس کی لاش اطہر پہ اس کی بہن نے فرمایا انت خلیفة الماضین وثمال الباقین۔

آخری تقریر مولوی محمد صدیق نے پانچ منٹ کی جس میں وہ کوئی نئی بات پیش نہ کر سکا وہی پرانے دلائل دہراتا رہا۔ جیسا کہ ان کی روئیداد کے ص۱۶ پر ذکر ہے کہ "آخری تقریر میں کوئی نئی دلیل پیش نہ ہو سکی"۔ سنیوں کے چہرے فق ہو گئے۔ شیعہ باوجود روکنے کے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ پبلک نے اندازہ لگا لیا کہ نہ تو ثلاثہ کے پلے حقائق تھے اور نہ ان کے مریدوں کے اگر ان لوگوں کو حقائق سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو اس قسم کے کھوکھلے دلائل دیکر سنیوں کی مٹی پلید نہ کرتے۔ محمد یعقوب سنی نے اور مولوی دوست محمد نے خفت مٹانے کے لئے مولوی محمد صدیق کو پانچ پانچ روپے دیئے اور چند آنے اور دونیاں اور بھی لوگوں نے محمد صدیق کو دیں جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ موٹی رقمیں بھی تھیں۔

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اک ضرب ید اللّٰہی اک سجدۂ شبیری

مناظرہ نمبر ۲

موضوعِ مناظرہ

اسلام و ایمانِ شیعہ

مدعی

مبلغِ اعظم مولینا محمد اسمٰعیل صاحب آف گوجرہ

معترض

مولوی محمد صدیق صاحب آف تاندلیانوالہ

تقریر مناظر شیعہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب

خطبہ کے بعد مبلغ اعظم نے آیۂ مبارکہ اِنَّ مِن شیعتہٖ لابراھیم پڑھا۔ والصّافات کہ تحقیق اُس کے تابعداروں سے البتہ ابراہیم ہے" تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرات! اس موضوع کا مطلب یہ دیکھنا ہے کہ شیعہ مومن اور مسلم ہیں کہ نہیں؟ سو یہ آسان بات ہے، ایمان اور اسلام کی تعریف کر کے دیکھ لیجئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جن پر ایمان ضروری ہے اور وہ کون سے ارکان ہیں جن کا نام اسلام ہے۔ وہ چیزیں اگر شیعہ میں پائی جائیں تو شیعہ مومن اور مسلم ہیں اور اگر نہ پائی جائیں تو نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شیعوں کے نزدیک واجب الایمان تین چیزیں ہیں توحید، نبوت، اور قیامت، سو بفضلہ تعالیٰ شیعوں کا ان تینوں پر کامل ایمان ہے۔

مبلغ اعظم نے کتب شیعہ سے توحید، نبوت اور قیامت کے متعلق عبارتیں پڑھ کر اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ مولوی محمد صدیق صاحب کو چاہیئے کہ وہ ہمیں ایمان اور اسلام سے خارج کرنے کے لئے ہماری کتابوں سے توحید، نبوت اور قیامت کا انکار دکھائیں۔ ہم اللہ کو وحدہٗ لاشریک، انبیاء علیہم السلام کو معصوم مبعوث من اللہ اور قیامت کو یعنی حشر بالاجساد مانتے ہیں یعنی قیامت کو انہی جسموں کے ساتھ اُٹھنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوقؒ ص ۱ سے اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ عبارت پڑھی۔

اعلم انّ اعتقادنا فی التوحید انّ اللہ واحدٌ احدٌ لیس کمثلہ شیءٌ قدیمٌ لم یزل ولا یزال سمیعًا بصیراً علیماً حکیماً حیًّا قیومًا عزیزاً قدّوساً عالماً قادراً غنیًّا لا یوصف بجوھر ولا حرکۃ ولا سکون ولا زمان فانہ تعالیٰ متعال عن جمیع صفات خلقہ خارج عن الحدین حد الابطال وحد التشبیہ و

شیٔ لا کالاشیاء احد صمد لم یلد فیورث ولم یولد فیشارک ولم یکن له کفوا احد ۔۔۔ ومن نسب الی الامامیة غیر ما وصف فی التوحید فهو کاذب۔

ترجمہ:- واضح ہو کہ ہمارا عقیدہ توحید میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ سننے والا دیکھنے والا اور دانا ہے۔ وہ ہر شے کو جانتا ہے [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ وہ زندہ ہے اسے زوال نہیں۔ وہ غالب ہے وہ پاکیزہ ہے۔ وہ عالم ہے۔ وہ قادر ہے۔ وہ محتاج نہیں۔ نہ وہ جوہر ہے اور نہ عرض۔ نہ وہ جسم ہے اور نہ صورت نہ وہ خط ہے اور نہ وہ سطح۔ نہ وہ ثقل ہے اور نہ خفت۔ نہ وہ حرکت ہے اور نہ سکون نہ وہ مکان ہے نہ زمان۔ وہ اپنی مخلوق کی صفتوں سے برتر ہے۔ اور وہ دونوں حدوں سے خارج ہے۔ نہ حد ابطال میں ہے (کہ اس کے کمال کا انکار ہو) اور نہ حد تشبیہ میں ہے (کہ اس کا کمال مخلوق کے مشابہ ہو) وہ شے ہے مگر اشیاء کے مانند نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کہ اسے اپنا وارث بنائے۔ نہ وہ کسی شے سے پیدا ہوا کہ اس کا شریک کہلائے۔ کوئی اس کا مثل و نظیر اور ہم رتبہ نہیں۔ جو شخص مذہب امامیہ کی طرف اس کے ماسوا کو نسبت دے جو باب توحید میں مذکور ہوئے وہ جھوٹا ہے۔

اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ اور دیگر صحیفوں سے توحید اور حمد کے خطبوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ آئمہ علیہم السلام کے کلام میں توحید اور حمد کے خطبے پڑھے [illegible] کی بجائے معرفت کے انوار ظاہر ہوں گے۔

عقیدہ نبوت

آپ نے فرمایا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں [illegible] اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافۃ للناس رحمۃ للعالمین خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ جلد اول ص ۱۸۵

سے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ کلام فاستودعھم فی افضل مستودع واقرھم فی خیر مستقر تناسختھم کرائم الاصلاب الی مطھرات الارحام کلما مضی منھم سلف قام منھم بدین اللہ خلف حتی افضت کرامۃ اللہ سبحانہ الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخرجہ من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرساً من الشجرۃ التی صدع منھا انبیاءہ وانتجب منھا امناءہ۔

ترجمہ:- انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا۔ بہترین امانت میں اور بہترین مقام میں ان کو قرار بخشا۔ ان کو شریف پشتوں، پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، ان میں سے جب کوئی بزرگ گذرا تو دینِ خدا کے قیام کے لئے دوسرا ان میں سے خلیفہ ہو گیا۔ حتّٰی کہ خدا کی کرامت نے ان تمام شرافتوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ پس آپ کو خدا نے بلحاظ منبع و مولد بہترین معادن یعنی خاندان اور بلحاظ پیدائش عزیز ترین خاندان میں پیدا کیا۔ وہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس سے اس نے اپنے انبیاء کو مخصوص کیا اور اپنے امینوں کو چنا۔

ختم نبوّت

مبلغ اعظم نے اس کے بعد فرمایا۔ کہ ہم حضور کے نور کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مولا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد انقطع بموتک مالم ینقطع بموت غیرک من النبوۃ والانباء واخبار السماء۔

ترجمہ:- یعنی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت سے وہ چیز قطع ہو گئی جو آپ کے غیر کی موت سے قطع نہیں ہوئی تھی یعنی اخبارِ وحی اور اخبارِ آسمانی۔ دیکھئے نہج البلاغت جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ مصر۔ پھر آپ نے اصول کافی مطبوعہ ایران ص۸ سے بقول صادق آلِ محمدؐ و باقر علوم انبیاء

علیہم السلام سے یہ حدیث پڑھی بقد ختم اللہ بکتابکم الکتب و ختم بنبیکم الانبیاء ۔ کہ اے اللہ کے بندو! اللہ نے تمہاری کتاب کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا پھر آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق ص۵ سے اعتقاد فی البعث بعد الموت اور اعتقاد فی الحوض الکوثر اور اعتقاد فی الشفاعت پیش کیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اب

مولوی محمد صدیق اور اس کے مذہب کا عقیدہ

بھی سن لیجئے ۔ ارشاد فرمایا کہ سنیوں کا نہ توحید ہی درست ہے نہ ہی معصوم ہیں اور نہ ہی یہ لوگ آقائے نامدار کی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور نہ ہی قیامت میں عدل خداوندی کے قائل ہیں ۔ ان کے تنزیہہ خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ بروز قیامت خداوند تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں ڈال دے گا ۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد۲ ص[illegible] اور کتاب الاسماء والصفات بیہقی کے ص۱۵۳ مطبوعہ الہ آباد ہند ، اور اس کی پنڈلی [illegible] اور اس کا بازو بالشت ، انگلیاں اور [illegible] سب موجود ہیں [illegible] کتاب الاسماء والصفات ص۲۳۰ اور عدل خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ [illegible] منسوب کر دیتے ہیں ۔ باقی رہا عصمت انبیاء کا عقیدہ تو اہل سنت کی تفسیر [illegible] میں ہے اس کے [illegible] کی عبارت سنئے کہ

فاعلم ان بعض الناس ذهب الى ان نبينا كان كافرا فى اول الامر ثم هداه الله وجعله نبيا قال الثعلبى [illegible] كافرا فى قوم ضلال فهداك للتوحيد وقال السدى كان على دين قومه اربعين سنة وقال مجاهد [illegible] فهداك لدينه ـ

یعنی علمائے اہل السنت سے بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ حضور ابتدائے امر میں کافر تھے (معاذ اللہ) پھر اللہ نے آپ کو ہدایت کی اور نبی بنایا اور ثعلبی نے کہا ہے کہ

ووجدک ضالاً کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضورؐ کو قوم گمراہ میں پایا۔ یعنی توحید کی ہدایت کی۔ اور حسن بصری کا قول ہے کہ حضورؐ چالیس سال تک اپنی قوم کے دین پر چلتے رہے۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ ووجدک ضالاً کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ کو ہدایت سے گمراہ پایا (معاذ اللہ) پس آپ نے دین کی ہدایت کی۔

مبلغ اعظم نے پوچھا حضور یہ سدی، کلبی، مجاہد وغیرہ کس مذہب کے ہیں اور تفسیر کبیر کس مذہب کی کتاب ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر حضورؐ اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف ہوتے آئے ہیں تو پھر تم حضورؐ کے آباؤ اجداد کو کافر و مشرک کیوں کہتے ہو؟ انما المشرکون نجس کی رو سے تو مشرک نجس ہیں۔ اور جو نجس ہوگا وہ طاہر کیسا؟ اگر کافر و مشرک نہیں کہتے ہو تو تمہاری ان کتابوں کا کیا مطلب ہوا؟ اگر اب بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو دیکھئے یہ فقہ اکبر ہے اس کے صفحہ ۱۳۰ کی عبارت سنیئے ووالدا رسول اللہ ماتا علی الکفر یعنی بقول امام اعظم ابو حنیفہ حضورؐ کے والدین کافر تھے (استغفر اللہ) کافر مرے۔

تفسیر کبیر جلد نمبر ۶ سے دیکھ آباؤ اجداد رسالتمآب شیعہ سنی کے اعتقاد کی عبارت بھی ذرا غور سے سنیئے:

قالت الشیعۃ ان احداً من اباء الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام و اجدادہ ما کان کافراً

یعنی شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضورؐ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا اس پر وہ قرآن کی دلیل دیتے ہیں۔ وہ اما اصحابنا فقد زعموا ان والد رسول اللہ کان کافراً لیکن ہم اہل سنت کے اصحاب کا یہ زعم ہے کہ حضورؐ کا والد محترم کافر تھا (معاذ اللہ)

یہ سنکر مبلغ اعظم نے باواز بلند فرمایا کہ یہ ہے مذہب سنی کا جس میں خاندان رسالت کی شرافت و طہارت کا یہ احترام اسلام ہے یہی ہے

ختم نبوت

آج بعض لوگ [illegible] ختم نبوت کے قائل [illegible] کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے [illegible] اصحاب حضورؐ [illegible]

کو بیان کرو اور کتب صحاح ستہ کو بھی پیش کرو کہ اسلام و ایمان کیا ہے تحقیق کر کے ختم

نبوت کیوں کرتے ہو۔ جواب آپ نے جو فرمایا تو ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے کہ

فلا ینا قض قوله تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انه لا یاتی نبی بعده

ینسخ ملته ولم یکن من امته

یعنی حضور کے بعد کسی نبی کا آنا خدا کے قول خاتم النبیین کے متعارض نہیں

کیونکہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو

منسوخ کر دے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

تو سنی علماء کے رنگ زرد ہو گئے۔ آپ نے فرمایا یا معشر العلماء باللہ۔ خبردار

اور اہل تعلیم کے عالمو! تمہارا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق ملا علی قاری حنفی

اور مرزا قادیانی کے ترجمہ میں کیا فرق ہے

اگر مرزا قادیانی کافر ہے تو ملا علی قاری کیا ہوا؟

یہ ہے تمہاری ختم نبوت جس کے بل پر عوام کو بھڑکا رہے ہو۔ بتاؤ تمہارا

ایمان ثابت ہو رہا ہے یا جا رہا ہے۔ کیا ایمان و اسلام کی تعریف [illegible] میں موجود

ہیں یا شیعوں میں؟ دیکھو آپ نے تعریف اسلام میں مشکوۃ شریف [illegible] حدیث

پیش کی عن ابن عمر قال رسول اللہ بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ

الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسوله واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج

وصوم رمضان۔

کہ حضور نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے [illegible] توحید، نبوت

نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا قائل ہو

آپ نے پوچھا کہ اگر شیعہ خارج از اسلام ہیں تو [illegible] اسلام میں

[illegible]

[illegible]

جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا

اور مذہب شیعہ کی ابتدا حضرت ابراہیم سے ہوئی ہے جیسا کہ [illegible]

بحوں کہ ان من شیعتہ لابراھیم یعنی بانی شریعت حضرت نوحؑ ہیں اور ان کے شیعہ حضرت ابراہیمؑ اور ہم ساری امتیں ملت ابراہیمؑ پر چلنے والے لوگ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مذہب شیعہ جب محمدؐ و آلِ محمد علیہم السّلام کا مذہب ہے تو ان لوگوں کے مومن و مسلمان ہونے میں کیا کلام ہے۔ کیا محمدؐ و آلِ محمد علیہم السّلام کے متبع بھی کافر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے اپنے دعوے کے اثبات میں مندرجہ ذیل ثبوت اہلِ سنّت کی کتابوں سے پیش کئے۔

۱۔ شرح مواقف ص۶۲۵ الفرقة الثانیة فی کبار الفرق الاسلامیة الشیعة الذین شایعوا علیا وقالوا انه الامام بعد رسول الله بالنص اما جلیا واما خفیا واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنه وعن اولادہ۔

یعنی اسلام کے بڑے فرقوں سے دوسرا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے علی علیہ السّلام کی پیروی کی ہے اور وہ اس امر کے قائل ہیں کہ بعد رسولؐ علیؑ امام حق ہے ساتھ نص کے۔ خواہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت علیؑ اور اولادِ علیؑ سے باہر نہیں جا سکتی۔

۲۔ الملل والنحل مطبوعہ بمبئی ص۸۲ میں بھی شیعہ کی یہی تعریف ہے۔

۳۔ تاریخ طبری جلد ۶ ص۳۴ مطبوعہ مصر ثبت علیه الشیعة فقالوا فی اعناقنا بیعة ثانیة نحن اولیاء من والیت واعداء من اعدیت۔

کہ جب علی علیہ السّلام کو اصحاب جمل اور اصحاب جنگِ صفین اور قوم خوارج نے چھوڑ دیا تو شیعہ حضرات علیؑ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کہا کہ اے امیرالمومنینؑ! ہماری گردنوں میں دوبارہ بھی آپ ہی کی بیعت ہے۔ ہم اُن کے دوست ہیں۔ جن کے آپ دوست ہیں اور اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔

۴۔ قاموس جلد ۳ ص۸۲ اور

۵۔ تفسیر مدارک مطبوعہ ہند ص۶ حاشیہ ۵ نے بھی شیعہ کی یہی تعریف پیش کی۔

پھر آپ نے فرمایا حضرات! اگر شیعہ اسلام و ایمان سے خارج ہوتے تو حضور [illegible] الزار۔

شیعہ کے حق میں پیشین گوئی

کیوں فرماتے کہ عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علی فقال النبی والذی نفسی بیدہ ان ہذا و شیعتہ لہم الفائزون یوم القیامۃ ۔

کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق ہم حضور کریمؐ کے پاس بیٹھے تھے ۔ پس حضرت علیؑ آئے پس نبی کریمؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ روز قیامت فیروز کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے ۔

دیکھئے تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ اور یہ ہے تفسیر در منثور جلد ۶ ص ۳۷۹ اور تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ ان میں بھی یہی روایت موجود ہے ۔ کیا آپ کو بھی شیعوں کے اسلام اور ایمان میں شک ہے ؟ ۔ دیکھئے صواعق محرقہ ص ۹۶ کی عبارت بھی سن لیجئے اور یہی عبارت فتح القدیر میں بھی ہے ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ قال رسول اللہ لعلی ہو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین

کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے وہ تمہاری دنیا سے بہتر ہیں ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین کو فرمایا کہ وہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں ۔ روز قیامت خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے ۔

حضرات ! یہ تھی اصل تقریر مناظر اعظم کہ جسے مولوی محمد صدیق [illegible] نے دو تین سطروں میں ہی ختم کر کے اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے ۔ شیعہ مناظر کی تقریر کے جواب میں سنی مناظر مولوی محمد صدیق صاحب نے جو تقریر کی یا بعد میں گھڑی اس کو ہم [illegible] مطبوعہ رشیدیہ [illegible] ص ۱۹ سے نقل کرتے ہیں ۔

مناظر اہل سنت کی تقریر

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ان من شیعته لابراھیم پڑھ کر لوگوں کو مغالطے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیونکہ بات موجودہ شیعوں کے ایماندار اور بے ایمان ہونے پر چل رہی ہے۔ حضرت ابراہیم شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ غلط بحث کر دی ہے۔

نیز حضرات! ابراہیم علیہ السلام بھی کسی کے تابعدار ہوں۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی بھی اپنے کو شیعہ نہیں کہا بلکہ کان حنیفاً مسلماً یعنی وہ پاک مسلمان تھا اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق وارد شدہ لفظ شیعہ سے شیعہ مذہب کی حقانیت کو تسلیم کر لیا جائیگا تو مولوی صاحب جواب دیں۔

آیت ملاحظہ ہو۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً منھم فی شیء۔

ترجمہ: جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ہو گئے شیعہ۔ اے محمد مصطفےٰ تیرا ان سے تعلق نہیں ہے۔

(اس کو مناظر صاحب نے پہلی اس آیت کا ترجمہ بھی غلط کیا تھا مگر مؤلف صاحب نے تو آیت ہی سرے سے غلط لکھ دی صحیح آیت اور صحیح ترجمہ ہماری جوابی تقریر میں ملاحظہ فرمائیے)

آیت ملاحظہ ہو۔ ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعاً۔

ترجمہ: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

آیت ملاحظہ ہو۔ فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جھنم جثیاً ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمٰن عتیاً۔

ترجمہ: پس مجھے تیرے رب کی قسم ہے کہ ہم ضرور ان کو اور شیطانوں کو قیامت کے دن اکٹھا کر دیں گے۔ اس کے بعد حاضر کریں گے دوزخ کے ارد گرد زانو کے بل۔ پھر ضرور نکالیں گے تمام شیعوں سے اس شیعہ کو جو کہ رب کا سب سے بڑا نافرمان ہے۔

مولوی محمد صدیق مناظر اہل سنت نے اس قسم کی متعدد آیتیں پڑھ کر یہ ثابت فرمایا کہ شیعہ سے مراد اگر مذہب شیعہ ہے تو پھر موجودہ مناظر صاحب کو چاہیے کہ قرآن آیات کا جواب دے۔

نہج البلاغہ مطبوعہ مصر میں منقول ہے۔ قال علی علیہ السلام و سیہلک فی صنفان محب مفرط یذہب بہ الحب الی غیر الحق

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو حد سے زیادہ محبت کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد اہل تشیع کے سوا اور کوئی نہیں معلوم ہوا کہ تم ہی وہ گروہ ہو جو مطابق ارشاد حضرت علی مرتضےٰ ہلاک ہونے والے ہو اور ناحق مذہب سے وابستہ ہو۔

شیعہ مناظر کی تقریر

مبلغ اعظم نے اپنے پیش کردہ دلائل کا سنی مناظر سے جواب نہ پاتے ہوئے اپنی دوسری تقریر میں بھی دوبارہ ان من شیعتہ لابراہیم کی آیت تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب نے میری پیش کردہ عبارتوں یا دلائل قاطعہ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر لیجئے میں ان کی ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب عرض کرتا ہوں۔

نوٹ از مؤلف:۔ حضرات یہاں پر مولوی محمد صدیق صاحب کی اصل تقریر اور روئیداد نقل کردہ تقریر کا اختلاف ہو گیا ہے۔ دوران تقریر تو مولوی محمد صدیق صاحب نے ان من شیعتہ لابراہیم کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت ابراہیم آزر کی پارٹی سے ہیں اور ان من شیعتہ میں ضمیر کا مرجع آزر ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گروہ آزر سے تھے اس پر مبلغ اعظم نے سنی تفاسیر کا انبار میز پر لگا دیا کہ دیکھو من شیعتہ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے۔ چونکہ مولوی محمد صدیق صاحب صاحب مناظر جو حضرت کیلیانوالہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں

کے جواب سے عاجز آ گئے ہوتے تھے اور اب اس مناظرہ میں بھی ان کلما خیر کے جوابات کی بجائے دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کے اپنے ہمنوا حتی احراری تبلیغی اور دیوبندی علماء نے بھی ان کی ملامت کی ۔ لہٰذا اپنی مرتب کردہ روئیداد میں اصل تحریر کو چھپا گئے ۔ تاکہ حلقۂ علماء میں آپ کی رسوائی نہ ہو سکے ۔

؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

یہ ہے ان حضرات کی دیانت لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

یہ جو لکھا ہے "بات موجودہ شیعوں کے ایماندار ہونے میں چل رہی ہے لہٰذا ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سُنی اس میں گفتگو نہیں ۔"

یہ میرے دوستوں کی چالاکی ہے ۔ بات اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سُنی ۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں اور ہمیں حکم خداوندی بھی ہے کہ فاتبع ملۃ ابراھیم حنیفا ۔ یعنی دیگر مذاہب سے بیزار ہو کر ملت ابراہیمؑ کا اتباع اور پیروی کرو ۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعان حیدر کرار حضرت ابراہیمؑ کی اصل ملت پر ہیں ۔ اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ و درود ، محمدؐ و آل محمدؐ اور ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ پر آیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ امامت و خلافت حضرت ابراہیمؑ سے لے کر محمد مصطفےٰؐ تک آل ابراہیم کا حق ہے اور محمد مصطفےٰؐ سے لیکر قیامت تک آل محمدؐ کا حق اور یہی عقیدۂ شیعہ ہے ۔

اصول و فروع میں کون سی بات موجودہ شیعوں کی ملت ابراہیمی کے خلاف ہے ؟ اور جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور شیعہ متبع کے معنی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے ۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت ابراہیم بھی کسی کے تابعدار ہوں" تو یہ مولوی محمد صدیق اور ان کے رفقاء کی بے علمی پر دال ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی بھی تھے اور تابعدار بھی ۔ نبوت اور اتباع میں کوئی تضاد نہیں ۔ فبھدٰھم اقتدہ حضورؐ کو حکم ہے کہ آپ سابقہ انبیاء کی اقتداء کرو اور فاتبع ملۃ ابراھیم میں بھی حضورؐ کو یہی حکم ہے کہ آپ ملت ابراہیم کی تابعداری کرو ۔ نبی ہونا اس کے منافی نہیں کہ دوسرے کا اتباع کیا جائے ۔ حضرت ابراہیمؑ

اپنی جگہ پر مستقل نبی بھی تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے تابعدار بھی تھے۔ یہی ترجمہ شاہ عبد القادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ نے کیا ہے اور یہی سُنّی تفاسیر میں لکھا ہے دیکھو درسی تفسیر جلالین ص ۲۷۶ وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم وان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینھما ھود وصالح ۔ ان من شیعتہ کا ترجمہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصول دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان بہت دراز عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال اور دو نبی ہودؑ اور صالح علیہ السلام بھی ان دونوں کے درمیان گذر چکے تھے۔ اور یہی دیگر اہل سنت کی تفاسیر میں بھی ہے۔ باقی رہیں مولوی محمد صدیق صاحب کی پیش کردہ آیات۔ سو ان میں بھی ان کی دیانت و خیانت اور جہالت کا نمونہ دیکھئے۔

آیت ۱ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعًا لست منھم فی شیء۔ اس کا مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اے محمدؐ تو ان میں سے نہیں ہے

حضرات! اس میں مولوی محمد صدیق صاحب کی خیانت یہ ہے کہ لفظ شیعًا جمع ہے۔ اور اس کا ترجمہ بن گئے شیعہ بصورت واحد کر دیا ہے۔ جمع کا ترجمہ واحد کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ بسا اوقات کسی شے کا واحد اچھا ہوتا ہے اور جمع بری جیسے ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار کی آیت صاف بتا رہی ہے کہ لفظ رب جو واحد ہے بہتر اور اس کی جمع ارباب بری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ارباب نہ بناؤ۔ تو رب بھی نہ بناؤ۔ لفظ رب واحد توحید پر دال ہے۔ اور ارباب شرک پر سورہ [illegible] ہے۔ اسی طرح لفظ شیعہ جس کے معنی ایک مذہب یا ایک ملت، ایک فریق اور ایک گروہ کے ہیں بہتر ہے، وحدت اسلامی پر دال ہے اور لفظ شیعا اس کی جمع جس کے معنی مختلف گروہ مختلف فرقے ہیں تشتت اور تفرق پر دال ہے ان الذین فرقوا میں باب تفعیل خود فرقوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ وحدت اسلامی اور اتحاد بین الملل کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی ترجمہ اس آیت کا اہلحدیث اور اہلسنت

کی مستند کتاب اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ مصر پر علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:-

بان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا وهولاء هم
اهل التقلید باعیانهم بخلاف اهل العلم فانهم و
ان اختلفوا لم یفرقوا دینهم ولم یکونوا شیعا بل
شیعة واحدة متفقة علی طلب الحق وایثارہ عند
ظهورہ وتقدیمه علی کل ما سواہ فهم طائفة واحدة
قد اتفقت مقاصدهم وطریقتهم فالطریق واحد
فالقصد واحد والمقلدون بالعکس مقاصدهم
شتی وطرقهم مختلفة فلیسوا مع الائمة فی القصد
ولا فی الطریق:

ترجمہ:- علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا سے مراد اہل تقلید ہیں جو جدا جدا اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہم برخلاف اہل علم کے۔ پس وہ باوجود اختلاف فی المسائل کے اپنے دین میں تفرق نہیں پیدا کرتے اور نہ ہی وہ مختلف فرقے بنتے ہیں بلکہ ایک شیعہ ہو کر طلب حق پر متفق رہتے ہیں اور حق کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں۔ فهم طائفة واحدة وہ ایک ہی مذہب اور گروہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔ ان کا طریق، طریق واحد ہوتا ہے اور اس کے برخلاف مقلدوں کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں اور راستے بھی مختلف۔ پس وہ آئمہ حق کے ساتھ نہ قصد میں اور نہ ہی راستے میں جمع ہوتے ہیں۔

حضرات! یہ ہے مطلب اس آیت کا کہ شیعہ واحد ہو نہ کہ متعدد مذاہب ہیں بہتر ہے؟ اور یہی مطلب ہے فرمان خداوندی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کا خدا نے اختلاف کرنے سے روکا ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب از راہ جہالت یا خیانت عوام کو مذہب شیعہ خیر البریہ کی رد میں یہ آیت سنا رہے ہیں

آیت ہے۔ ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا کا ترجمہ

مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک فرعون نے زمین پر تکبر کیا تھا، اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

واہ! عالم اہل حدیث اور پھر اتنے علماء میں منتخب شدہ مناظر کی یہ حالت

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حضرات! یہاں تو مولوی صاحب محمد صدیق اینڈ کمپنی نے تو کمال ہی کر دیا۔ مجھے تو ان کی علمیت اور عربی دانی میں بھی شک ہو رہا ہے اور حیرت کا مقام تو یہ ہے کہ اتنے قدیم احراری، دیوبندی اور تنظیم اہل سنت کے علماء ان کے اردگرد سٹیج پر بیٹھے ہیں وہ بھی انہیں نہیں سمجھا سکتے۔ اور اگر یہ سب کچھ عمداً ہی کیا یا کرایا جا رہا ہے تو یاد رکھو قرآن مجید کے ساتھ ایسا عمداً کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب ذرا سنیئے اھلھا کی ضمیر مونث ہے اور فرعون مذکر اور ترجمہ فرمایا ہے کہ "اپنے اہل وعیال" اور ضمیر ہا کو فرعون کی طرف پھیر دیا۔ حالانکہ وہ ارض یعنی زمین کی طرف پھر رہی ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ فرعون نے زمین کے لوگوں کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر دیا تاکہ باہم لڑتے رہیں اور اس کی شاہی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں، اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے۔ اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگوں کو اس نے فرقے مختلف۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ جعل اھلھا اہل مصر را از قبطیاں وسبطیاں شیعا گروہ گروہ ہر گروہے را بکارے نامزد کرد۔ اور تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۲ جلد ۲ میں ہے کہ او احزابا بان اغری بینھم العداوۃ کی لا یتفقوا علیہ یعنی فرعون نے اہل مصر کے کئی گروہ اور حزب بنا دیئے تاکہ ان میں عداوت رہے اور وہ اس کے برخلاف اتفاق کر کے اس کی حکومت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

حضرات! یہاں بھی حق تعالیٰ نے مختلف فرقے بننے اور بنانے کی مذمت کی ہے نہ کہ شیعہ واحدہ فرقہ واحدہ اور مذہب واحد کی اور ہمیشہ جب مختلف فرقے بنتے ہیں تو ایک فرقہ حق پر ہوتا ہے اور باقی مصنوعی نقلی اور کاذب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل مصر کے گروہوں میں بھی ایک گروہ حق پر تھا اور وہ حضرت موسیٰ کا گروہ تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے اسی آیت کے آگے ہی فرمایا ہے جیسے ہم پوری آیت پیش کرتے ہیں۔ ان

فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم یذبحون ابناءهم ویستحی نساءهم انه کان من المفسدین۔

یعنی تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے، اور کیا تھا اس نے لوگوں کو مختلف فرقے۔ ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو اُن میں سے اور ذبح کرتا تھا اُن کے بیٹوں کو تحقیق تھا وہ مفسدوں سے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب سے ہم پوچھ کر طائفہ کی ضمیر شیعًا کی طرف جاتی ہے یا نہیں۔ اگر جاتی ہے تو شیعہ واحدہ اور طائفہ واحدہ حق پر ہوا یا نہیں اور وہ فرقہ بنی اسرائیل کا تھا یا نہیں؟ اور اسی فرقہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں کہ "ودخل المدینة علی حین غفلة من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلان هذا من شیعته وهذا من عدوه فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه۔ پ سورہ قصص۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام شہر میں لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہوئے پس اس میں آپ نے دو آدمی لڑتے ہوئے پائے، یہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور یہ آپ کے دشمنوں میں سے ہے۔ پس فریاد کی اس نے جو آپ کے شیعہ سے تھا۔ اوپر اُس شخص کے جو آپ کے دشمنوں سے تھا۔ دیکھئے اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا کہ فرعون نے اگرچہ زمین میں بے شمار گروہ بنا دیئے تھے مگر سچا گروہ بنی اسرائیل کا تھا اور انہی کا نام شیعہ موسیٰ ہے۔ باقی خدا و رسولؐ کے عدو یعنی دشمن تھے۔ اور یہی مطلب ہے حضور رسالتمآب صلعم کی اس حدیث کا ستفترق امتی علی ثلاثة وسبعین فرقة کلهم فی النار الا ملة واحدة (ابن ماجہ باب افتراق الامم)۔ یعنی میری اُمت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، تمام دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک مذہب جنت میں جائے گا۔ اور دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں جانے والے علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ شیعہ ہیں بموجب اس حدیث کے یا علی انت وشیعتک فی الجنة (صواعق محرقہ ص۹۶)

آیت ۳۔ جو مولوی محمد صدیق صاحب نے پیش کی ہے کہ ثم لننزعن من کل

شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔ (پ۱۶۔ سورۃ مریم)۔

اس میں بھی مولوی محمد صدیق صاحب نے پوری خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوف خدا تک نہیں کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی پوری پوری کوشش کی ہے یا پھر اپنی بے علمی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت ہر امت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا جو جہنمی اور دوزخی ہیں۔ اور یہ کلی بھی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعۃ کا ترجمہ من کل امۃ ہے جیسا کہ بیضاوی شریف جلد ۲ صـ۴۱ پر مذکور ہے، لیجئے یہ بیضاوی میرے ہاتھ میں ہے غور سے سنیئے

من کل امۃ شایعت دینا ایھم اشد علی الرحمن عتیا من کان اعصی و اعتی منھم فنطرھم فیھا وفی ذکر الاشد تنبیہ علی انہ تعالیٰ یعفوا کثیرا من اہل العصیان۔

یعنی ہر امت میں سے جس نے کسی دین کی بھی پیروی کی ہے ہم نکالیں گے ان لوگوں کو جو رحمان کے بہت ہی نافرمان ہیں ۔ اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور بہت ہی نافرمان کی قید اس لئے ہے کہ خداوند تعالیٰ بہت سے گنہگاروں کو بخش دے گا۔ مگر جو ناقابل معافی ہونگے ان کو داخل جہنم کر دے گا۔

حضرات! اس آیت کا مطلب تو یہ بھی نہ نکلا کہ کل شیعہ یعنی ہر امت جہنم میں جائیگی۔ اور نہ ہی یہ نکلا کہ ہر گنہگار جہنم میں جائے گا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ از آدم تا خاتم علیہم السلام ہر امت کا نام باصطلاح قرآن پاک شیعہ ہے اور ہر امت داخل جنت ہوگی۔ مگر ان میں سے جن کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے وہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے سورۃ یٰسین کی آیت کا کہ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ رہا یہ سوال کہ جہنم کے گرد تمام امتیں جمع ہوں گی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی تفسیر تو ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے مگر مولوی محمد صدیق صاحب کو نظر نہیں آئی۔ لیجئے میں دکھا دیتا ہوں۔ ارشاد ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا (پ۱۶ سورۃ مریم) کہ اور نہیں کوئی تم میں سے مگر وارد جہنم ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ مگر جب نجات دیں گے ان کو جو پرہیزگاری کرتے رہا۔ اور

چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اسی میں گرے ہوتے اور یہی مطلب تھا من کل شیعۃ کا کہ روزِ قیامت شیعہ اور عتیا یعنی نافرمان علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

رہا نہج البلاغہ سے مولوی محمد صدیق کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی علیہ السلام

سیھلك فیّ صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔

تو اس عبارت سے امیر المومنین علیہ السلام نے اس حدیث کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے جو مشکوٰۃ کے ص ۵۱۵ پر بھی موجود ہے کہ :-

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسیٰ البغضۃ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلك فیّ رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس لی و مبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)۔

یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اے علیؑ تیرے اندر عیسٰیؑ کی صفات ہیں۔ اُن سے یہودیوں نے بُغض کیا۔ حتٰی کہ اس کی ماں پہ بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اُس سے محبت کر کے اُسے اُس مقام تک پہنچا دیا جو اس کی منزلت نہیں۔ پھر امیر علیہ السّلام نے فرمایا کہ میرے باب میں دو آدمی گمراہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح کرے گا جو میری نہیں اور دوسرا محب سے بُغض کرنے والا جس کو میری دشمنی میرے بہتان پر برانگیختہ کرے گی۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! بیشک علیؑ کے بارے میں تین گروہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسٰےؑ کے بارے میں ہیں۔ ایک وہ جو حضرت عیسٰےؑ کو گالیاں دینے والا ہے اور دوسرا ان کو ابن اللہ کہنے والا، تیسرا اُن کے اصلی منصب یعنی رسُول اللہ، روح اللہ کو باذن اللہ ماننے والا۔ اور اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے باب میں بھی تین گروہ ہیں۔ دو اہل سُنّت کے اور ایک شیعہ کا۔ اہل سُنّت کے دو میں سے ایک صوفیاء ہیں جو حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ جاتے ہیں۔ اور دوسرے ناصبی ہیں جن کے پیر و مُرشد حضرت معاویہ ہیں۔ وہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور تیسرے شیعہ ہیں جو آپ کو امام معصوم منجانب اللہ، خلیفۂ رسُولؐ اور صاحبِ معجزات باذن اللہ مانتے ہیں۔

وہی ان کو خدا کہتے ہیں اور نہ ہی آپ کے منصب حقہ سے نیچے گراتے ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم نے اولاً اس بات کا ثبوت دیا کہ صوفیاء حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں چنانچہ آپ نے تحفہ اثنا عشریہ اہل فارسی کے مقدمے سے یہ عبارت پیش کی کہ:

بعض کلمات مرتضوی را کہ در حالت سکر و غلبہ حال کہ اولیاء اللہ را می باشد مثل

انا حی ولا یموت انا باعث من فی القبور و انا مقیم القیامۃ۔

یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالتِ مستی اور غلبہ حال میں جو اولیاء اللہ کا ہوتا ہے، فرمایا کہ میں زندہ ہوں مجھے کبھی موت نہیں۔ اور میں اٹھانے والا ہوں قبروں سے مُردوں کو اور میں ہی قیامت قائم کرنے والا ہوں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! کیا یہ صفات خداوندی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو حضرت علیؑ کی طرف اس کو کس نے منسوب کیا؟ شاہ عبدالعزیز صاحب نے یا شیعوں نے؟ اگر شاہ عبدالعزیز نے تو بتاؤ غالی کون ہوئے؟ شیعہ یا سنی؟ اور مولوی جامی صاحب وغیرہ کا

بیت

زمیں آسماں عرش کرسی بحکمش
علیؑ وَاِنْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا

کتنا مشہور ہے اور کلیات میں موجود ہے عام صوفیاء کا تو کیا ذکر ہے۔

◆

وہابیوں کے پیر و مرشد اسماعیل شہید

دہلوی کی زبان سے صوفیاء کے انا الحق کے آوازے لگا رہے ہیں۔ دیکھو صراط مستقیم ص ۱۳ پر زمزمۂ انا الحق و لیس فی جبتی سوی اللہ۔ یعنی حضرت علیؑ کو خدا بیان کیا اور بہتان لگانا سو وہ بھی وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد معاویہ کی سنت ہے۔

مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸ خصائص نسائی ۔ طبرانی شریف اور عقد الفرید

جلد ۳ ص۳۲ سے یہ عبارت پیش کرو۔

قال امیر معاویہ بن ابی سفیان سعد فقال ما منعك ان تسبّ ابا التراب۔

کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ کیوں نہیں کرتا اور گالیاں کیوں نہیں دیتا اور۔

فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سھل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللّٰہ ابا التراب۔ (مسلم شریف جلد ۲ ص۲۷۸)۔

کہ معاویہ کے گورنر نے سہل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ و شتم کرو اور گالیاں دے۔ تو گورنر نے کہا کہ اگر فقط علیؑ کہہ کر تجھے گالیاں دینے سے انکار ہے تو لعن ابوتراب کردو۔ (معاذاللہ) خاکم بدہن۔ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرات یہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیرو مرشد کے کارنامے۔ لہٰذا بہتان لگانے والے جھوٹے ہیں اور خدا کہہ کر گمراہ ہونے والے بھی یہی ہیں یا ور۔

شیعہ کا عقیدہ

درباب امیرالمومنین علیہ السلام

یہ ہے کہ **اَشْھَدُ اَنَّكَ اخو رسول اللّٰہ ووصیہ ووارث علمہ و امینہ علی شرعہ وخلیفتہ فی امتہ۔**

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اے اللہ! امیرالمومنین آپ کے رسول اللہ کے بھائی اور آپؐ کے وصی۔ آپ کے علم کے وارث اور آپ کی شریعت پر امین اور آپؐ کی اُمّت میں آپ کے خلیفہ ہیں (مفاتیح الجنان ص۳۲۳ مطبوعہ ایران)۔

حضرت مبلّغ اعظم نے فرمایا۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا ایسے متوسط اور صحیح عقیدے کو افراط و تفریط سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی وہ عقیدہ ہے جو آپؐ کے منصب حقیقی کا آئینہ دار ہے۔

نوٹ از مؤلف:۔ کتاب عقد الفرید جب درباب سبّ و شتم پیش کی گئی

تو علمائے اہل سنت نے انکار کر دیا کہ یہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ اس پر تاریخ ابن خلقان مشہور بی۔ اے کورس عربی ص۴۲ سے اور خاتمہ عقد الفرید جلد ۴ ص۳۹۹ سے اس کی توثیق میں ابن عبد البر اندلسی کا مالکی المذہب ہونا پیش ہوا تو سنی علماء کی سٹیج پر سکوت طاری ہو گیا اور مبہوت ہو کر آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تقریر مناظر اہل سنت

نماز روزہ کا ذکر کر کے مولوی صاحب اپنے عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اگر اس پر اسلام کا مدار ہے تو تم ان کو بے ایمان کیوں کہتے ہو۔

شیعہ کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ اس کے لئے میرے پاس مستند شیعی کتب کی عبارتیں موجود ہیں۔

عبارت نمبر ۱:- الصافی شرح اصول کافی جزو ششم ص [illegible] میں ہے کہ اصلی شیعوں کا قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر مشتمل ہے۔

عبارت نمبر ۲:- رجال کشی ص [illegible] میں ہے۔ حضرت علی نے ابن سبا کو جلا دیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا سے شروع ہوا ہے جو کہ ایک یہودی تھا۔ جس نے دین میں مختلف فتنے ڈالے تھے۔ اصول کافی میں ہے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزا عظیما۔ دیکھئے شیعوں نے اس آیت میں لفظ بڑھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قرآن غلط ہے۔ اصلی قرآن مجید یوں تھا۔

عبارت نمبر ۳:- لقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم۔ یعنی قرآن مجید کی اصل آیت اتنی لمبی تھی۔ اب قرآن مجید میں یہ آیت ناقص ہے۔

تقریرِ مناظرِ شیعہ

مبلغِ اعظم نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! سنی مناظر کے دلائل تو ختم ہو چکے ہیں، اب ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار کر گزارہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس کی ہر بات کا جواب دینے کو تیار رہوں گا۔ سنیئے! معاویہ اور یزید کو ہم اس لئے بے ایمان کہتے ہیں کہ وہ منکر امامت اور قاتل امام ہیں اور امامت ہمارے اصولِ دین میں داخل ہے۔ تمہارے نزدیک تو عقیدہ امامت داخلِ ایمان نہیں ہے جس کا میں اپنی پہلی تقریر میں مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم شیعوں کو کس بنا پر کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ تمہارے مسلمہ اصول توحید، نبوت اور قیامت کے قائل ہیں۔ یا تو اپنا کوئی ایسا چوتھا اصول بتاؤ جس کے انکار پر شیعوں کو کافر کہا جا سکے یا پھر شیعوں کو مسلم و مومن مانو۔ باقی رہا یزید۔ ابھی وہ تو باوجود قاتلِ امام مظلوم ہونے کے آپ کا چہیتا خلیفہ اور مومن ہے۔ تمہاری اپنی مستند کتاب صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی کا فتویٰ موجود ہے جسے میں ص ۱۳۳ سے پڑھتا ہوں سنیئے۔

اما سب یزید ولعنہ فلیس شان المومنین وان صح انہ
قتلہ او امر بقتلہ وقاتل الحسین لا یکفر بذالک۔

کہ یزید پر لعنت اور سب کرنا شانِ مومن نہیں۔ اگرچہ صحیح ہو جائے کہ وہ قاتل امام حسینؑ ہے یا اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ قاتلِ حسینؑ کافر نہیں ہو سکتا یہ ہے آپ کی رواداری کہ امام مظلوم کے قاتل کو تو مومن بنا دیا اور آلِ محمد علیہم السلام کے ماننے والوں کو کافر بنا رہے ہو۔

ع
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

باقی رہا تحریف قرآن کا سوال تو یہ آپ کی ظاہراً شکست ہے کہ آپ اصل موضوع کو ترک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے، لہٰذا سنیئے۔

حضرات! اہلِ سنت کے ہاں قائلِ تحریف کافر نہیں۔ یہ ہے تفسیر اتقان میرے ہاتھ میں اس

کے صـ پر بالتصریح موجود ہے کہ:۔

بل بخبر الاحاد ولا یثبت بہ القرآن ولا یکفر جاحدہ ولکن ما صنع اذا جحدہ۔ جو قرآتیں باخبار احاد ثابت ہیں ان کے ساتھ قرآن ثابت نہیں ہوتا اور نہ ان کا منکر کافر ہے۔ ہاں ان کا انکار برا ضرور ہے۔ پھر آپ کے نزدیک تو ثابت اور منقول بالمصحف عثمانی کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان صـ جلد اول میں ہے کہ کان عبد اللہ ابن مسعود یحک المعوذتین من مصاحفہ و یقول انہما لیستا من کتاب اللہ اور ایسے ہی تفسیر ابن کثیر جو میرے ہاتھ میں ہے اس کی جلد ۴ صـ کی عبارت بھی قابل غور ہے۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود معوذتین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو اپنے مصحفوں سے مٹا دیا کرتے کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر اہل سنت کے فقیہ اعظم قاضی خان کا فتویٰ ہے و من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ لا یکون کافرا۔ دیکھئے فتاوی قاضی خان صـ یعنی جس شخص نے یہ زعم کیا کہ قرآن مجید کی پچھلی دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اور مزید برآں آپ تو منکر بسم اللہ کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک بسم اللہ کے آیت قرآن ہونے میں شک ہے۔ دیکھو نور الانوار صـ لکھا ہے کہ قولہ بلا شبہۃ احتراز عن التسمیۃ لان فیہا شبہۃ ولذا لم یکفر جاحدہا۔ یعنی بلا شبہ کی قید اس لئے ہے کہ بسم اللہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ اس کے قرآن ہونے میں شبہ ہے۔ اسی لئے اس کا منکر کافر نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چلو چھٹی ہوئی۔ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ مگر سنیوں کو ابتدا میں بھی شبہ اور انتہا میں بھی شبہ۔ نہ تو یہ اول کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ ہی آخر کے منکر کو۔ اور اسی پر موقوف ایمان بھی ہے۔

اسکے علاوہ اہل سنت کی کتب تحریف قرآن سے مملو ہیں۔ دیکھئے سب سے بڑی معتبر کتاب اصح الکتب بعد از کلام باری بھی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوسری صـ سے عبارت پڑھنے لگا ہوں غور سے سنئے۔

عن ابن عباس قال كانت عكاظ و مجنه و ذو المجاز اسواق الجاهلية فتأثموا ان يتجروا في المواسم فنزلت ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج

کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنابریں صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی المواسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تنظیم اللہ وصایا صاحب (جو وہاں براجمان تھے) سے پوچھتا ہوں کہ مواسم الحج کس قرآن میں نازل ہوا تھا اور کیا اب موجود ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے تو نزلت کے ماتحت کیوں؟ کیا تفسیر بھی نازل ہوتی ہے؟ اور منزول من اللہ کو قرآن سے کیوں نکالا گیا؟

حضرات بخاری شریف ص۷۰۲ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے۔

عن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين ورهطك منهم المخلصين۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین و رهطك منهم المخلصين الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا اے حافظو اور قاریو! بتاؤ رهطك منهم المخلصين کس قرآن کی آیت ہے۔ اگر منسوخ ہوگئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے تو نازل ہونے کے کیا معنی؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے حبر الامت اور ترجمان القرآن نے اس کی قرأت کیسے کی؟ اور كان عبد الله يقرأ والليل اذا يغشى والذكر والانثى کہ ابوالدرداء اور ابن عبداللہ مسعود والليل اذا يغشى کے بعد والذكر والانثى پڑھتے تھے اور وہ اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی سنا ہے کیا یہ موجودہ قرآن میں زیادتی ہوئی اور یہی دونوں روایتوں کے مطابق کمی ہوئی۔ کمی یا زیادتی ہے تو پھر کیسی؟۔

از روئے بخاری شریف قرآن پاک میں کمی یا زیادتی

نے قائل ہو گئے یا نہیں۔ اور پھر آپ کے نزدیک تو حضرت عائشہ کی بکری بھی کچھ یا شیعہ ہو گئی تھی دیکھئے ابن ماجہ ص۱۴۱ عن عائشۃ قالت لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشراً ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ وتشاغلنا بموتہ دخل داجن فاکلہا۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر کی ایک آیت نازل تو ہوئی تھی۔ اور وہ میرے صحیفہ میں لکھی تھی۔ لیکن صحیفہ میرے بستر کے نیچے تھا۔ پس جب ہم حضورؐ کی وفات میں مشغول ہوئے تو بکری داخل ہوئی اور اس نے اس کو کھا لیا حد ہو گئی

بکری بی بی عائشہ کی قرآن کھا گئی اور ایمان خراب ہو گیا شیعہ کا

کیوں مولوی صاحب! بی بی عائشہ کی بکری کا تعلق شیعہ سے ہے یا سنیوں سے؟ اور اگر بکری کے کھانے سے قرآن کم نہیں ہو گیا تو موجودہ قرآن میں آیۂ رجم دکھا دو؟

نوٹ از مؤلف:۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے مناظرہ حضرت کیلیانوالہ میں تو ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے۔ مگر جب مبلغ اعظم نے ثبوت طلب کیا تو شرم سے گردن جھکا لی اور اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لی تھی میرے خیال میں مولوی صاحب اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

——— کیونکہ میرے سامنے ہی یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور اس فاش غلطی کے بعد تو ایسے اُکھڑے تھے کہ اخیر مناظرہ تک پاؤں نہ ٹک سکے اور اختتام مناظرہ پر بغیر بتائے گھر کو جانے کا ورد کرتے ہوئے داخل الحجرہ ہو گئے تھے۔ (خادم بخاری)

مبلغ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے محققین تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہماری کسی مستند اور صحیح غیر مسئول روایت سے تحریف قرآن ثابت ہی نہیں۔

چنانچہ ہماری مستند کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون من التحریف والتغییر والزیادۃ والنقصان۔ کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے محافظ ہیں۔ تغیر سے، تحریف سے، زیادتی سے نقصان سے۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ جلد ۲ ص سے یہ عبارت پیش کی انما حکمنا القرآن هذا القرآن انما ہو خط مستور بین الدفتین۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس قرآن کے سوا جو دفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ کسی کو حکم نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قطب راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کے [illegible] سے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ القرآن الذی بین ایدینا الی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما دخلت الشبھۃ علی قوم لم ینکشف لھم وجہ اعجاز لتغافلھم وقد کشفنا ذالک کہ حضورؐ کا پہلا معجزہ قرآن کریم ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں اور لکھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں۔ کسی کو اس سے انکار کا امکان نہیں۔ یہ قرآن پاک وہی ہے جس کو ہمارے نبی کریمؐ لائے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حضورؐ کا معجزہ ہے اور شبہ اس قوم پر واقع ہوا جس نے اس کی وجہ اعجاز کو اپنی غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا۔ اور ہم نے مستقل کتاب میں اس کی وجہ اعجاز بیان کر دی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ لیجئے میں آپ کی پیش کردہ تمام عبارت کا جواب بالصواب عرض کرتا ہوں بگوش ہوش سے سنیئے۔

اوّلاً جو آپ نے الصافی شرح اصول کافی جز ششم [illegible] پیش کیا ہے کہ شیعوں کا اصل قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات قائم رہیں اور باقی منسوخ ہو گئیں۔ جیسا کہ آپ کی بھی تفسیر اتقان جلد۲ [illegible] پر آپ کے خلیفہ ثانی

حضرت عمرؓ کا بیان

بدیع ہے کہ اخرج الطبرانی عن عمر ابن الخطاب مرفوعا القرآن الف الف حرف وسبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرءہ صابرا محتسبا کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین۔

یعنی طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس نے ایک حرف صابر ہو کر بامید ثواب پڑھا اس کیلئے ایک حور ہوگی، حوران جنت سے۔

آپ فرمائیے! علامہ ابن کثیر کے حساب سے موجودہ قرآن کے تو صرف تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دو سو ساٹھ حروف کہاں ہیں؟ ان تمام حروف کو ملا کر دیکھئے۔ کیا ستر ہزار آیات بنتی ہیں یا نہیں اگر بنتی ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا؟ اگر یہ حروف منسوخ ہیں تو وہ آیات بھی منسوخ سمجھ لیجئے، کیا حرج ہے۔

باقی جو آپ نے اصول کافی سے ومن يطع الله في ولاية علي فقد فاز فوزاً عظيماً۔ اور لقد عهدنا الى ادم من قبل كلمات في محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين والائمة من ذريتهم پڑھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں لفظ "في" تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے۔ اس میں لفظ تحریف یا قرأت دکھلائیے ورنہ...... کیونکہ یہ ماتحت لفظ "في" مندرج ذیل ہے۔ جیسا کہ تفسیر صافی ص۱۱ پر صاف مذکور ہے کہ ان بعض المحذوفات كان من قبيل التفسير والبيان ولم يكن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کتب شیعہ میں ذکر ہے وہ از قسم تفسیر اور بیان ہیں اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں۔

لہٰذا آپ کے پیش کردہ حوالے آپ کے مدعا کی تائید نہیں کرتے۔ اگر ۲۰ ایسے زائدوں سے تحریف ثابت ہوتی ہے تو فرمائیے آپ کے نزدیک ان عبارتوں کا کیا جواب ہے:-

۱۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ ص۱۹۱ عن عبد الله بن مسعودؓ كان يقرءُ هذا الحرف وكفى الله المؤمنين القتال بعلي بن ابي طالب۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اس حرف کو اس طرح پڑھتے تھے۔

كفى الله المؤمنين القتال بعلي بن ابي طالب فرمائیے ان روایتوں میں لفظ بعلی بن ابی طالب بطور تفسیر واقع ہے یا اصل آیت میں داخل تھا؟

۲۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ ص۱۸۳ میں ہے کہ عن ابن عباس انه يقرء هذه الاية النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وهو اب لهم وازواجه امهاتهم۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت میں وهو اب لهم کا حرف زیادہ پڑھتے تھے۔ بتائیے یہ بطور تفسیر تھا یا تنزیل؟

۳ - الاتقان جلد ۲ صـ۳ ـ عن ابن عباس انہ کان یقرء وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ۔ فرمایئے اس میں لفظ یقول بطور تفسیر ہے یا تنزیل؟

۴ - تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صـ۵۲ عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربّک انّ علیاً مولیٰ المؤمنین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربّک انّ علیاً مولی المومنین۔ فرمایئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت میں انّ علیاً مولی المؤمنین کی زیادتی بطور تفسیر پڑھتے تھے یا تنزیل؟

۵ - موطا امام مالک صـ۴۲ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین میں لفظ والصلوٰۃ العصر بطور تنزیل واقع ہوا ہے یا تفسیر؟

۶ - تفسیر ابن جریر صـ۱۲۳ جلد ۳ مطبوعہ مصر ـ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ انّ اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراہیم وآل عمران وآل یٰسین وآل محمد میں لفظ آل یٰسین وآل محمد کے الفاظ تفسیر ہیں یا تاویل؟

اگر یہ سب کچھ تفسیر ہے تو اصول کافی کی دو روایتیں کیوں محمول بہ تفسیر نہیں؟ ذرا جواب تو دیجئے، اور پھر وہ الفاظ تو آپ کی کتابوں میں بھی آتے ہیں۔

سُنیئے ذرا غور سے سُنیئے تفسیر دُرِ منثور جلد ۱ صـ۶۰ سے پڑھ رہا ہوں :-

عن ابن عباس قال سألت عن رسول اللہ عن الکلمات التی تلقّٰہا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سأل بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین کہ وہ کلمات جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے وہ پنجتن پاک کے نام تھے۔ اور یہ ہے تفسیر کلمات کی جو کافی میں مذکور ہے۔ اگر یہ تفسیر ہے تو وہ بھی تفسیر ہے۔

باقی جو آپ نے پیش کیا ہے کہ ان القرآن الذی بین الدفتین الیس بتمامہ (تفسیر صافی) اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ ان روایات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ سب ضعیف اور ناقابلِ قبول ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا

دعویٰ ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ و قال انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون فکیف یتطرق الیہ التحریف والتغییر کہ کلام مجید ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ تو اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے نہ آگے سے۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ پس ان دونوں آیتوں کے ہوتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف و تغییر کیسے راستہ پا سکتی ہے۔ مولوی صاحب؟! افسوس کہ آپ اعتراض تو پڑھتے ہیں مگر جواب نہیں پڑھتے۔ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قرآن کو ناقص ماننے کا عقیدہ غلط ہے۔

آگے آپ نے جو عبارت مرآۃ العقول ص۱۷۱ سے ان الاخبار عن نقصہ متواترۃ پیش کی ہے اس میں بھی عجیب چالاکی، بے ایمانی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا ہے۔

اوّل:۔ تو یہ عبارت اگر مرآۃ العقول کے ص۱۷۱ پر دکھا دیں تو انعام کے قابل ہیں۔

دوسرا:۔ الفاظ بھی ہوں۔

تیسرا:۔ آگے اس کی تردید نہ ہو۔

چوتھے:۔ مطلب بھی ہو

معلوم ہوتا ہے
مولوی محمد صدیق نے مرآۃ العقول دیکھی ہی نہیں

ورنہ اس طرح قطع و برید نہ کرتے۔ لیجئے اس سارے صفحہ میں زیادتی علی کتاب اللہ اگر آپ دکھا دیں تو آپ مستحق انعام ہیں۔ باقی رہی کمی سو اس کا جواب آپ کی تفسیر اتقان سے دے چکا ہوں۔ رہا تغیر سورتوں کے آگے پیچھے ہونے سے یا بعض آیات کے تقدم و تاخر سے واقع ہوا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو تحریف کے باب میں تھا سو یہ روایات در باب تحریف ہیں۔ ابھی یہ وہ تغیر نہیں ہے جس کا ذکر بی بی عائشہ تفسیر اتقان جلد۲ ص۲۵ پر یوں فرماتی ہیں کہ:۔

قالت قرأ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما و

على الذين يصلون الصفوف الاوّل قالت قبل ان يغيّر عثمان المصاحف کہ مصحف عائشہ میں وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کا فقرہ بھی تھا۔ جو موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے قرآن میں ایسا ہی تھا گویا بی بی صاحبہ قرآن میں تغیر کی بھی قائل ہیں۔ یہ ہے آپ کے ہاں تغیر فی القرآن کی مثال مشتے نمونہ از خروارے۔ اگر جرأت ہے تو جواب دو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مرآۃ العقول ص ۵۳۶ جلد ۲ میں عبارت یہ ہے کہ:۔

عندی ان الاخبار فی هذا الباب متواتر معنیً اوّل تو لفظ عندی سے ظاہر ہے کہ یہ ملّا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کا انفرادی قول ہے جو سید المرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ صدوق اور شیخ مفید اور شیخ ابوجعفر طوسیؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰؒ فرماتے ہیں۔ کہ نقلوا اخبارًا ضعیفة ظنوا صحتها (تفسیر صافی ص ۱۱)۔ یعنی جتنے روایات درباب تحریف نقل ہوئے تمام ضعیف ہیں۔ جن کو لوگوں نے اپنی غلطی سے صحیح گمان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ هذا الباب سے کیا مراد ہے کمی یا زیادتی۔ اگر کمی ہے تو منسوخ آیات کے نکل جانے سے واقع ہو چکی ہے۔ اگر زیادتی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو باقی رہا تواتر تو وہ معنوی ہے لفظی نہیں۔ اور آپ تواتر معنوی کا خلاف کرتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر اتقان جلد ۲ ص ۸۱ میں ہے کہ فهذه الاحادیث تعطی التواتر المعنوی بکونها قرآنا منزلا فی اوائل السور۔

یعنی ان احادیث سے یہ بات بطور تواتر معنوی ثابت ہے کہ بسم اللہ قرآن ہو کر سورتوں کے شروع میں نازل ہوتی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ پھر بھی اس کو قطعی قرآن نہیں مانتے اور اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور نمازوں میں بھی بالجہر نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس کو تواتر معنوی کے علاوہ منقول فی المصاحف ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے سامنے تواتر معنوی کی قدر مشترک کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد ملّا محمد باقر مجلسیؒ کی یہ رائے اگر ہوتی بھی تو صائب نہ تھی۔ جیسا کہ قطبی کا یہ قول باوجود اہل سنت والجماعت ہونے کے درباب متشابہات غلط ہے۔ دیکھئے آپ کے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں لکل جواد کبوة ولکل عالم هفوة کہ ہر گھوڑے کو کبھی نہ کبھی ٹھوکر لگتی ہے اور ہر عالم سے کبھی نہ کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھئے اس مرآۃ العقول جلد ۲ ص ۵۳۶ پر اسکی رد موجود ہے انه یوجب رفع الاعتماد علی القرآن کہ یہ روایات اس لئے غلط

سے غلط ہیں کہ ان کے صحیح ماننے پر قرآن سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور ھذا القرآن والعمل بہ متواتر ہے اور حالانکہ قرآن کریم اور اس پر ائمہ طاہرین کا عمل کرنا تواتر سے ثابت ہے۔ لیکن ان کا تواتر معنوی عند المجلسی بھی غلط ثابت ہوا۔ باقی رہا آپ کا تفسیر فتح القدیر سے ان علیا مولی المومنین کے لفظ کو تفسیر کہنا۔ یہ غلط ہے کیونکہ وہاں لفظ تفسیر نہیں۔ بلکہ لفظ قرأت موجود ہے اور تفسیر قرأت میں داخل نہیں۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ کنا نقراء علی عہد رسول اللہ یعنی ہم حضور رسالتمآب کے زمانہ میں اس طرح اس آیت کو پڑھتے تھے۔ رہا

اصول کرخی کی نسبت آپ کا کہنا کہ عبارت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے آپ ہی صحیح عبارت پیش کر دیجئے اور جواب دیجئے تاکہ عوام کو حق و باطل میں تمیز کرنیکا اتفاق ہو اور اگر آپ کے پاس اصول کرخی نہیں تو ہم سے منگئیے۔

ان کل آیۃ تخالف قول اصحابنا فانہا تحمل علی النسخ۔ اب فرمائیے کہ اس میں کونسا لفظ ہے جس کو کاٹا گیا ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ آیت جو ہمارے صحابہ کے قول کے خلاف ہو منسوخ سمجھی جائیگی جس کی مثال شارح نے صاف لکھی ہے کہ

بقولہ تعالی ولرسولہ ولذی القربی فی الآیۃ ثبوت سہم ذوی القربی فی الغنیمۃ و نحن نقول تنسیخ ذالک باجماع الصحابۃ یعنی ولرسولہ ولذی القربی کی آیت میں ذوی القربی کے حصے کا ثبوت فی الغنیمۃ قرآن میں تو موجود ہے مگر ہم (اہل سنت) کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے صحابہ کے اجماع سے۔

سبحان اللہ! آپکے صحابہ میں کتنی طاقت ہے کہ مل کر قرآنی آیات کو بھی منسوخ کر سکتے ہیں!

نوٹ از مؤلف :- آج وہ مل کر کیا نہ کر سکتے تھے۔ سب کچھ کر سکتے تھے مل کر اجماع سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ مل کر اجماع سے سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو حق پدر سے محروم کر سکتے تھے اور مل کر اجماع سے ہی بیت رسول اکرم کے دروازے پر لکڑیاں لا کر دھمکیاں دے سکتے تھے۔ بلکہ سچ پوچھو تو خود رسولؐ کے قتل کے منصوبے بھی تو اجماع صحابہ کی شکل میں ظہور میں آئے۔

افسوس! مسلمان کیا جانیں کہ اس اجماع کی اوٹ میں مسلمانوں نے اولادِ رسولؐ پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے۔ حتیٰ کہ آئمہ معصومینؑ میں سے کسی کو بھی چین سے موت نصیب نہ ہوئی اور مسلمان بے گناہوں کے قتل پر اجماع کرتے رہے۔

کاش مسلمان غور کرتا

مبلغِ اعظم نے فرمایا۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ "بخاری شریف میں **بما سواہ من القرآن** کے جلانے کا ذکر ہے۔ جو کہ کھجوروں کے پتھوں پر لکھا ہوا تھا وہ بھی دھونے کے بعد" آپ کے اس ارشاد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ لیجئے میں آپ کے شکوک رفع کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں بخاری جلد ۳ ہے اس کے ص۷۴۶ کی یہ عبارت اب ذرا غور سے سُننا کہ **وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔**

اب اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا بلکہ آپ اپنے مترجم اعظم مرزا حیرت دہلوی کی زبانی سنیئے لکھتا ہے "اور جتنے جو قرآنی مسودات تھے ان کو جلانے کا حکم دے دیا (ترجمہ بخاری جلد ۲ ص۹۹۶ مطبوعہ کراچی) اور آپ کے بزرگوں نے تو اس فعل سے قرآن اور کتابوں کو جلانے کا جواز نکالا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف حاشیہ ۵ ص۷۴۶ کہ **رخص بعض فی تحریق ما یجتمع عندہ من الرسائل فیھا ذکر اللہ** کہ بعض نے ان رسائل کے جلانے کا جواز اس حدیث سے نکالا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔ اور سنئے آپ کے ایک اور بزرگ ابن بطال اسی صفحہ کے حاشیہ ۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا جلانا جائز سمجھتا ہوں جن میں اللہ کا اسم موجود ہو۔ اور طاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایسے رسائل روز جلایا کرتے تھے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی۔ اور صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد ۲ ص۲۴۳ تو ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ لکھا ہے کہ: **جواز احراق ورقۃ فیھا ذکر اللہ لمصلحۃ کما فعل عثمان والصحابۃ۔** کہ ان اوراق کا جلانا جائز ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو۔ جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے کیا۔ اور ان کے پیرو و دیگر صحابہ نے۔

اور پھر ان کے ہاں قرآن کی بے ادبی اور بے احترامی کا سلسلہ یہاں ہی ختم نہیں ہوتا
کہ ان کے بزرگوار فتاویٰ قاضی خان کے صفحہ پر یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ واقدی رعف
فلا یرقاء دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبہتہ شیئا من القرآن قال
ابو بکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ
شفاء لا بأس بہ۔

یعنی جس شخص کے نکسیر پھوٹے اور خون نہ ٹھہرے۔ پس اس نے ارادہ کیا
ہ اس کی پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے۔ تو ابو بکر اسکاف نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا
ہ اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابو بکر نے کہا کہ اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ افسوس، خداوند عالم تو اس پاک کتاب کے حق میں فرمائے کہ
لا یمسہ الا المطہرون یعنی قرآن مجید خدائے قدوس کی طاہر و مطہر کتاب ہے اس کو
اپاک مت چھوئے لیکن مذہب اہلسنت اسکو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس توہین قرآن کی روایت سن کر تو شیعہ وسنی انگشت بدنداں رہ گئے اور آپس میں
ہ میگوئیاں کرنے لگے کہ افسوس جس مذہب میں قرآن کی یہاں تک بے ادبی کرنی لکھی ہے اُس مذہب
کے ..... ہونے میں کیا شبہ باقی رہ گیا۔

باقی رہا جو آپ نے ابن ماجہ کی روایت کا جواب دیا ہے کہ قرآن سینوں میں محفوظ ہے
ہاں تک بکری پہنچ سکتی ہے نہ کھا گئے۔ تو فرمائیے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر والا قرآن کہاں ہے؟ و
س سینہ میں ہے۔ یہ ہے آپکے ایمان بالقرآن کی حقیقت۔

نہ تم مشق ستم کرتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مناظر اہل سُنّت

حضرات ! مولوی صاحب نے نہج البلاغہ اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتیں پیش
کرکے حقائق پر پردہ پوشی کی ہے ۔ اگر مولوی صاحب نے حقیقت کی ترجمانی کی ہے
مجھے بتائیں کہ تفسیر صافی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے ۔ ان القرآن الذی
بین اظہرنا لیس بتمامہ ۔ یعنی وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے پورا
نہیں ہے ۔

اسی طرح مرآۃ العقول ص ۱۷۱ ان الاخبار علی لقصہ متواترہ
کیا ان عبارتوں کی موجودگی میں آپ چالاکیوں سے جیت سکتے ہیں ۔ آپ کا نہ قرآن پر ایما
ہے اور نہ توحید پر ایمان ۔

لیجئے عبارت سنیئے ۔ تاریخ الائمہ ص ۵۳ میں ہے دعلی ذات فرشتے پہ
کیا اس شرک کے باوجود بھی تم اپنے کو ایماندار کہہ سکتے ہو ۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تم وہ ہو
کے لئے میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا تھا ۔ ھم شیعتک فسلم ولدک
منھم ان یقتلوھم کہ وہ تیرے شیعہ ہیں ۔ پس اپنے بچے کو ان سے بچا تاکہ وہ
قتل نہ کر ڈالیں ۔ فروع کافی ص ۲۰۶ جلد ۲ معلوم ہوا کہ حسینؓ کے قاتل بھی تم ہو

جلاء العیون ص ۳۸۲ میں ہے کہ شیعوں نے میری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ۔ جلاء العیو
ص ۴۳۱ میں ہے ۔ کہ قاتلین حسینؓ شیعہ تھے ۔

تقریر مناظرِ شیعہ

حضرت مبلغ اعظم نے بعد خطبہ پھر آیت (ان من شیعتہ لابراھیم) کی آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا کہ حضرات! مذہب شیعہ حضرت ابراہیم سے شروع ہوا جیسا کہ پہلی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں۔ اگر یہ یہودیوں کا مذہب ہوتا تو نبی کریم شیعوں کو جنتی نہ فرماتے۔ پھر دیکھو تفسیر فتح القدیر، صواعق محرقہ اور تفسیر ابن جریر کے حوالے۔

شیعہ تو کشتی نوحؑ میں سوار ہیں

بھلا کشتی نوحؑ کو دوزخ سے کیا واسطہ و باقی رہا عبداللہ بن سبا کا جلانا سو صحیح ہے کون انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کے صوفیاء کی طرح حضرت علی کو خدا کہا تھا جو انکی سنت پر چل کر انا الحق کے نعرے مار کر قتل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی شیعہ آج تک الوہیت کا دعویٰ کر کے قتل نہیں ہوا۔ سب آلِ محمد علیہم السلام کی حمایت میں ہی شہید ہوتے رہے ہیں انا الحق کا دعویٰ کرنے والا بفضلہ تعالیٰ شیعوں میں کوئی نہیں گزرا۔

رجال کشی میں لفظ "قال بعض" ہے کہ بعض مخالفین کا یہ قول ہے۔ سو مخالفین حجت نہیں۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ تاریخ الائمہ مسلک میں ہے کہ علی کی ذات [illegible] ت اور ہے۔ اس کی اصل عبارت پیش کرو (مگر مولوی محمد صدیق صاحب عبارت پیش نہ کر سکے) مؤلف

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ یہ تو تمہارے حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ ۔ شعر

عطائے داں علی کل شیٔ قدیرا

جیسا کہ میں خود پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ نیز آپ کا یہ قول کہ فعلم ولدت منھم ان یقتلو ھم یعنی اپنے بچوں کو ان سے بچاتا کہ وہ انہیں قتل نہ کر ڈالیں یہ تمہاری تمیز

چوری اور سینہ زوری ہے۔ امانت میں خیانت اور عوام کو دھوکہ دہی۔ اسی لئے آپ نے ساری روایت پیش نہیں کی تاکہ آپ کا دھوکہ کھل نہ جائے۔ لیجئے میں پوری عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل
فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین
فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم شیعتک
فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قول باری تعالیٰ میں اگر مردہ اصحاب یمین سے ہے۔ پس سلامتی ہے واسطے اصحاب یمین کے روز قیامت جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے۔ رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تیرے شیعہ ہیں۔ پس تیرے واسطے ان کی طرف سے سلامتی ہے۔ کیونکہ تیرے بچوں کے لئے وہ قاتل نہیں ہیں۔ بلکہ تیرے دشمن قاتل ہیں۔ تیرے شیعہ تو تیرے اہل بیت کے معاون و مددگار رہے ہیں۔ پس تیرے واسطے انہی کی طرف سے سلام ہے۔ کیونکہ تیرے اہل بیت ان کے ہاتھ اور زبان سے بچا دیئے گئے ہیں۔

اگر شیعہ قاتل ہوتے تو وہ

اصحاب یمین کیوں ہوتے

اور قرآن پاک میں اصحاب یمین کی اصحاب شمال کے مقابلہ میں تعریف کیوں آتی۔ فرمایئے اصحاب یمین تو شیعوں کا نام ہے۔ قاتل امام کا جنت کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر آپکا فریب دہی کے قربان۔ جس طرح آپ نے نصف روایت کو کھایا اور باقی نصف کا ترجمہ بدل دیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

باقی رہا جلاء العیون ص۴۲۱ سے آپکا یہ کہنا کہ قاتلان امام حسینؑ شیعہ تھے یہ بھی آپ کا دروغ بے فروغ ہے اور کھلی ہوئی بے ایمانی۔ اگر آپ وہاں یہ لفظ دکھا دیں

کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے؟ تو آپ کو مبلغ پانصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔ ورنہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اور اگر خط لکھنے سے استدلال ہے تو خدا کے لیے تو بتلائیے کیا حضرت امام حسینؑ کو تو شیعہ خط لکھ رہے تھے لیکن یزید کو کس نے خط لکھا کہ امام حسینؑ کوفے میں آرہے ہیں؟ کہیں یہ بزرگوار **آپ کے صحابی عشرہ مبشرہ والے کے فرزندِ ارجمند عمرؓ بن سعد** تو نہیں ہیں؟ اور مدینہ میں امام حسین علیہ السّلام سے بیعت طلب کرنے والا کون ہے کیا آپ کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ تو نہیں؟ جب دربارِ ابنِ زیاد میں امام مظلوم کا سرِ اقدس کٹ کر آیا تو آپ کے جلیل القدر بزرگ انس بن مالک جیسے لوگ کرسیوں پر جلوہ افروز نہ تھے؟ کربلا سے لیکر شام تک اور شام میں سرِ مبارک سیّد الشہداء علیہ السّلام کس کے دربار میں پیش ہوا؟ کیا اسی کے تو نہیں جس کی بیعت بقول آپ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر بن خطاب اللہ و رسولؐ کی بیعت ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ حکم یزید سے حسینؑ قتل ہوئے؟ یزید اگر شیعہ ہے تو شیعہ قاتل اور سُنّی ہے تو سُنّی قاتل۔ مگر شیعہ تو یزید پر لعنت کرتے ہیں بلکہ اس کے بزرگوں پر بھی۔ مگر آپ کے ہاں یہ کیوں لکھا گیا۔

؎

فلم یلعن یزید ا بعد موت
سوی المکثار فی الاغواء غالی
(قصیدہ ابی ستمر حنفی)

کہ یزید پر آج تک سوائے گمراہوں اور غالیوں کے کسی نے لعنت نہیں کی۔ اگر شیعہ قاتل تھے تو پھر وہ کون سے شیعہ تھے جن کو آپ کی تاریخ طبری یہ کہہ رہی ہے کہ وہ معرکہ کربلا میں حسینؑ کے مددگار رہے اور بعد قتل ان کے سر کٹ کر دربارِ یزید میں پہنچے۔ اور کون تھا جس کو عزرہ ابن قیس نے میدانِ کربلا میں کہا کہ یا زھیر ما کنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت اما کنت عثمانیا قال افلست تستدل بموقف ھذا انی منھم۔

کہ اے زہیر ہمارے خیال میں تو تو آلِ محمدؐ کا شیعہ نہیں تھا۔ تو تو عثمانی ہوا کرتا تھا۔ تو زہیر نے جواب دیا کہ تجھے میرے اس مقام میں کھڑا ہونے سے بھی معلوم نہ ہوا کہ

میں شیعان آلِ محمدؐ سے ہوں ۔ دیکھو یہ ہے میرے ہاتھ میں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۷ اور فرمائیے۔ یہ کون تھا جس نے معرکۂ کربلا میں نصرتِ امام میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ انا البجلی انا علی دین علیؑ کہ میرا نام بجلی ہے اور میں دینِ علیؑ پر ہوں اور وہ مزاحم بن حریث کون تھا جس نے اس کے مدِ مقابل یزید کی حمایت میں یہ کہا کہ انا علی دین عثمان۔ یعنی میں عثمان کے دین پر ہوں ۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ اور فرمائیے یہ کون تھے؟ جس کی نسبت آپ کی مستند تاریخ طبری کہتی ہے دیکھیے جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ کہ زحیر بن قیس نے یزید کو یوں خوشخبری سنائی کہ ابشر یا امیر المومنین بفتح اللہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیہ عشرہ من اهل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا علیہم الخ

یعنی بشارت ہو اے امیر المومنین اللہ کی فتح و نصرت کی۔ حسینؑ بن علیؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور ساٹھ اپنے شیعوں کے ہم پر وارد ہوئے۔ ہم نے ان پر سوال کیا کہ حکمِ امیر تسلیم کرو یا لڑائی کو اختیار کرو۔ پس انہوں نے تسلیم کی بجائے لڑائی کو ترجیح دی۔ ہم سورج کے طلوع ہوتے ہی ان پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا۔ حتّٰی کہ تلواریں ان کے سروں پر برسنے لگیں۔ وہ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لیتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شکرے سے پناہ تلاش کرتا ہے۔ پس خدا کی قسم اے امیر المومنین! اتنی دیر لگی ہوگی جتنے میں اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے یا دوپہر کا قیلولہ ہوتا ہے حتّٰی کہ ہم ان کے آخری کے سر پر آ گئے۔ پس اب! ان کے جسم برہنہ پڑے ہیں۔ ان کے لباس ریگ آلودہ اور رخسار خاک آلودہ ہو گئے۔ سورج کی دھوپ ان پر چمکتی ہے۔ ہوائیں ان پر چلتی ہیں۔ جنگل کے درندے ان کے زوار ہیں۔ پسر عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ کی بچیوں اور بیٹیوں کو برہنہ پشت اونٹوں پر سوار کرکے اور علیؑ بن حسینؑ کی گردن میں طوق پہنا کر آپ کے پاس بھیج دیا۔

الغرض مبلغِ اعظم نے تاریخ طبری سے امامِ مظلوم اور ان کے شیعوں کی شہادت کو کچھ ایسے طریقے سے ادا کیا کہ اپنے بیگانے سب متاثر ہو گئے ۔ (مؤلف)

پھر آپ نے تاریخ طبری کا یہ فقرہ پڑھا کہ ولما قتل الحسین بن علی جیء برؤس من قتل معہ من اهل بیتہ وشیعتہ وانصارہ - یعنی جب

حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ان لوگوں کے سر لائے گئے جو آپ کے ساتھ اہل بیت سے اور آپ کے شیعوں سے اور مددگاروں سے قتل ہوئے تھے ۔ طرف عبید اللہ بن زیاد کے ۔

جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضور ! شیعہ قاتل نہیں بلکہ مقتول ہیں ۔ قاتل تو یزید اور اسکے حامی ہیں جو آج ذکر حسینؑ اور آپ کی تعزیہ داری کو روکتے ہیں ۔ تاکہ کسی طرح لوگوں کو نواسہ رسولؐ کے قاتلوں کا صحیح پتہ نہ چل سکے ۔

تقریر مناظر سنی

حضرات ! آپ نے دیکھ لیا کہ مناظر اہل تشیع نے میری پیش کردہ عبارتوں کا قطعاً جواب نہ دیتے ہوئے مطاعن سے کام لینا شروع کر دیا ۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند ۔ پچھلے دلائل مولوی صاحب پر بطور قرض باقی تھے ہی کہ اب یہ بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت تک اس سے جواب نہ بن سکے گا ۔ خیر بہر حال ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی ہر بات کا جواب دیں ۔

فتح القدیر کی عبارت میں جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک قسم کے تفسیری نوٹ تھے ۔ وہاں یہ موجود نہیں ہے کہ وہ قرآن کی آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔

اصول کرخی کی آیت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے ۔ بخاری شریف میں ماسوا لامن القرآن کے جلانے کا ذکر ہے جو کہ کھجوروں کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا اور وہ بھی وصولی کے بعد جیسا کہ مسئلہ ہے ، نہ کہ بغیر الغسل ۔

ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے مناظر صاحب بڑے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ قرآن کو خدا نے سینوں میں محفوظ رکھ دیا ہے جہاں بکری نہ پہنچ سکے ، اور کیا ہمارے جہاں میں صرف وہی قرآن تھا ۔ مولوی صاحب کیا کچی باتیں کرتے ہیں ۔

اچھا اب پھر موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ تفسیر خلاصۃ المنہج میں ہے جو ایک دفعہ ختم کرے تو اس کو درجہ امام حسنؑ کا ملے اور دو دفعہ سے درجہ امام حسینؑ ، تین دفعہ ختم کرنے سے

درجہ مولا علیؑ کا اور چار متعے کرنے سے درجہ رسول مقبولؐ کا۔ سبحان اللہ زنا سے تم درجات علیا کو برابر کر دیا۔ کیا اب بھی تمہارے بے ایمان ہونے میں شبہ ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

بعد خطبہ مبلغ اعظم مدظلہ نے فرمایا، حضرات! سُنّی مناظر اصل موضوع کو ثابت نہیں کر سکا۔ لہٰذا ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اصل موضوع ہے "شیعہ کا ایمان اور اسلام"۔ مسئلہ متعہ موضوع نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب کے ہاتھ پہلے ہی جب کچھ نہیں رہا تو متعہ کا مسئلہ چھیڑ بیٹھے۔ مگر بجنے میں اس کا بھی جواب دیئے دیتا ہوں۔

اوّلاً تو متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے **فما استمتعتم به منهن فاتو هن اجورهن فریضه** (پ۔ سورہ نساء) یعنی پس جو متعہ کیا تم نے ساتھ اُس کے اُن عورتوں میں سے پس دیدو تم اُن کو اجر اُن کے جو مقرر ہو گئے۔

کتب اہلسنّت سے متعہ کے ثبوت

اہل سنّت کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت در باب متعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۳ صـ۱۹۵ کی عبارت پڑھتا ہوں سنئے! ان المراد بهذه الآية حكم المتعة کہ مراد اس آیت سے حکم متعہ ہے اور تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صـ۴۷۴ کی عبارت بھی سن لیجئے **قد استدل بعموم هذه الآية على نكاح المتعة** کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اوپر نکاح متعہ کے اور پھر دیکھئے تفسیر بیضاوی جلد ۱ صـ۲۱۱ **نزلت الاية فى المتعة** کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلم شریف جلد اوّل صـ۴۵۱ سے یہ حدیث پیش کی کہ **رخص لنا ان تنكح المرأة بالثوب الى اجل ثم قرء عبد الله يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔**

کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو کپڑا دیکر نکاح متعہ کرنے
کی اجازت دیدی۔ پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو!
جو ایمان رکھتے ہو۔ خدا کی حلال کردہ پاک چیزوں کو حرام نہ کہو۔ یا اللہ کی حدود سے
آگے نہ بڑھو۔ اب صحیح مسلم کی دوسری حدیث بھی سن لیجئے۔ کہ قال اخرج علینا
منادی رسول اللہ فقال ان رسول قد آذن لکم ان تمتعوا
یعنی متعتہ النساء۔
کہ حضورؐ کے منادی نے ندا دی کہ تحقیق رسول خدا نے تم کو متعہ کرنے کا اذن دیا
ہے یعنی متعۃ النساء۔ عورتوں سے متعہ۔

پھر مبلغ اعظم نے اہل سنت کی تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۹ مطبوعہ مصر سے حضرت علی
علیہ السلام کا یہ قول پیش کیا کہ قال علی علیہ السلام لولا ان عمر نھی عن المتعۃ
ما زنی الا شقی۔ کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا۔ تو سوائے شقی ازلی کے کوئی زنا نہ کرتا۔
اور فرمایا کہ آپ کا متعہ کو زنا کہنا غلط ہے۔ کسی تفسیر یا حدیث سے متعہ یعنی زنا دکھائیے؟
باوجود اصرار شدید کے مولوی محمد صدیق صاحب اس کو زنا ہی کہتے رہے اور مفسرین کو خواہ مخواہ
بے ایمان کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے رہے۔ (مؤلف)

مبلغ اعظم نے فرمایا، مولوی محمد صدیق صاحب! ذرا توجہ فرمائیے۔ میرے
ہاتھ میں تفسیر مظہری جلد ثانی ہے۔ اس کے صفحہ ۷۳ سورۃ نساء سے روایت سنیئے۔
روی النسائی والطحاوی عن اسماء بنت ابی بکر قالت
فعلناها علی عهد رسول اللہ۔
کہ حضرت اسماء ابو بکر کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے۔
اب فرمائیے مولوی محمد صدیق صاحب کہ حضرت ابوبکر کی بیٹیاں عہد رسول خدا
کے زمانے میں متعہ کیا کرتی تھیں یا زنا کیا کرتی تھیں۔ اگر متعہ کیا کرتی تھیں تو تم ان کے فعل کو زنا
کیوں کہتے ہو۔ کچھ تو شرم کرو خلیفہ اول کی بیٹیوں کی عصمت پر حملہ نہ کرو۔

آیت استمتعتم

اَب تو متعہ کو زنا نہ کہو گے!

بس پھر کیا تھا سُنی مناظر کے طوطے اُڑ گئے سب دنیا اس کی حماقت پر ہنسنے لگی اور تالیاں بج گئیں سُنی علماء ایک دوسرے کو خود ہی ملامت کرنے لگے ۔ ایک کہتا کہ جب پہلے ہی مولوی محمد صدیق نے کہا تھا کہ متعہ کا مسئلہ نہ چھیڑنا ۔ تو اس نے ایسا کیوں کیا دوسرا کہتا تھا کہ سخت غلطی کی ۔ تیسرا کہتا تھا ، خواہ مخواہ شرمساری اُٹھانا پڑی ۔ اور صدر محترم حضرت لال حسین صاحب اختر بعد رجحان تحریک ختم نبوت مارے شرمندگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ چھپانے کی بے سود کوشش میں مصروف نظر آرہے تھے ۔

اس روایت کے پیش ہونے پر سُنی مذہب کی عوام پر حقیقت کُھل گئی ۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لئے سُنی علماء نے شیعہ مناظر سے کتاب طلب کی ۔ جب کتاب بھیج دی گئی تو اس عبارت کو دیکھ کر رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے ۔ تاکہ کہیں سے چُلّو بھر پانی میسر آئے تو ڈوب کر اس ندامت سے خلاصی کرائیں ۔ مگر اُگلے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے ۔ بالآخر سُنی مناظر اپنے پرانے حربے یعنی ڈھٹائی کو بروئے کار لاکر ”مرتا کیا نہ کرتا“ یوں گویا ہوا ۔

تقریر مناظر اہلِ سُنّت

متعہ کرنا اور بات ہے ۔ اس کا درجہ درجات پاکیزہ کے برابر ماننا دین میں جسارت ہے اگر آپ کے پاس جواب ہے تو مولوی اسمٰعیل صاحب جلد بتا دیں ۔

لیجئے ! یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے ۔ اس میں متعہ تا قیامت حضور اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے ۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات ! سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ۔ میں پھر وہی بات بار بار عرض کرتا ہوں

کہ حضرت اسماء و مطہرہ متعہ کو پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں یا گناہ سمجھ کر ۔ اگر گناہ سمجھ کر کرتی تھیں تو پھر ان کی پاکدامنی کہاں ؟ اور اگر پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں تو اعتراض کیسا ؟ مولوی صاحب کی حالت پر مجھے خود رحم آتا ہے ۔ اب ان کو متعہ کے خلاف تو کوئی دلیل نہیں ملتی ۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ متعہ کرنا اور بات ہے اور پاکیزہ ماننا اور بات ہے ۔ یہ ان کے اوچھے ہتھیار ہیں اور صحابہ کرام کی بہو بیٹیوں پر حملہ ہے ۔ اگر یہ کام پاکیزہ نہ ہوتا تو کرتی کیوں ؟

مولوی محمد صدیق صاحب کے پاس اگر کوئی جواب ہوتا تو وہ ضرور دیتے ۔ باقی رہے متعہ کے درجات تو متعہ جو چیز بحکم خدا و رسولؐ و آئمہ طاہرین علیہم السلام ثابت ہوتا ہے تو اس کے درجات کیوں نہ ہوں ۔ اور خصوصیت ہے یہ کہ جب عمر نے اس کو مٹانا چاہا تو اس کے زندہ کرنے کا ثواب کیوں نہ ہو ؟ جب کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے (دیکھیے مشکوٰۃ شریف ص۳۰)

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید

کہ جس نے میری سنت کو پکڑا فسادات کے وقت پس اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہوگا ۔

باقی رہ گیا لفظ درجہ سو اس کا مطلب مولوی محمد صدیق صاحب کیا جانیں ۔

دیکھئے ترمذی شریف ص۶۱۹

ان النبی اخذ بید حسنؑ و حسینؑ و قال من احبنی واحب هذین وابا هما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة ۔

حضورؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں اور باپ سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا ۔

فرمائیے ! اس حدیث کا کیا مطلب ہوا ۔ کہ کیا وہ شخص رسولؐ بن جائے گا ؟ یا یہ مطلب ہے کہ وہ قرب رسولؐ میں ہوگا ۔ اگر اس کے معنے قرب رسولؐ کے ہیں تو پھر متعہ والی روایات میں قرب کا مطلب کیوں نہیں لیا جاتا ۔ کہ در باب متعہ عمر کو چھوڑ کر حکم متعہ کو ماننے والا شخص محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے قرب میں ہوگا ۔ کیونکہ اس نے ان کے مذہب کی تائید کی اور بدعت عمری کا ستیاناس کیا ۔ اور یہی مطلب حضور پر نور نے مشکوٰۃ شریف کے ص۳۰

پر صاف اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ من احب سنتی فقد احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)۔ کہ جس نے میری سنت سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

حضرات! یہ ہے درجے کا مطلب شاید اسی درجہ کی امید میں حضرت اسماء بنت ابی بکر نے متعہ کیا ہو۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسلم شریف میں ہے کہ متعہ تا قیامت حرام ہے۔ حضور! اوّل تو صحیح مسلم تمہاری اپنی کتاب ہے۔ اگر جرأت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے پیش کرو۔ کیونکہ دلیل ہمیشہ مسلمات خصم سے دی جاتی ہے۔ اصول مناظرہ کو کیوں چھوڑتے ہو۔ اگر مسلم شریف کے مطابق تا قیامت متعہ حرام ہوگیا تھا۔ تو رسول خدا کے بعد صحابہ کرام حضرت ابوبکر کے عہد میں اور نصف خلافت حضرت عمر تک متعہ مٹھی آٹے اور کھجوروں پر کیوں کرتے رہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر اپنی صحیح مسلم جلد اوّل ص۴۵۱ کی یہ روایت دیکھو۔ سنیے اخبرنی ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عهد رسول اللہ و ابی بکر حتی نهی عنه عمر فی شان۔

"کہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم زمانۂ رسول خدا اور خلافت ابی بکر میں برابر متعہ کرتے رہے۔ حتی کہ عمر نے اپنی کسی مصلحت سے اس کو منع کر دیا۔"

پس پھر کیا تھا۔ مولوی محمد صدیق صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخری پانچ منٹ بھی ملے۔ مگر یوں رحم و کرم کی اپیل کر کے بیٹھ گئے کہ بھائیو! مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہوگیا۔ خدارا نعرے نہ لگانا اور تالیاں نہ بجانا۔ مگر شیعہ جوش مسرت سے نہ رہ سکے نعرے لگائے اور قصائد پڑھے۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے گلے میں تقریباً تین صد روپیہ کا ہار پرو کر ڈالا گیا۔

اسی وقت مندرجہ ذیل افراد نے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سید مظفر علی شاہ صاحب بخاری دام اقبالہ باوجود سنی ہونے کے مولوی محمد صدیق صاحب کی لاجوابی، خفت اور بے اعتدالی دیکھ کر ان کو چھوڑ گئے اور شیعہ مناظر کی تہذیب، تعلیم اور مذہب حقہ کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ مبلغ اعظم کے گلے میں سادات ڈھڈھ اکبر شاہ نے مبلغ تین روپیہ کے نوٹوں کا ہار ڈالا۔ عوام نے فرط خوشی سے

فلک شگاف نعرے لگائے۔

۱۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب ساکن واہی جمن شاہ۔ فارغ التحصیل مدرسہ دارنی۔ ۲۔ جتھہ قوم کھواہرہ۔ ۳۔ غوثوں کھواہرہ ولد جندوڈہ۔ ۴۔ برکت علی پنجابی۔ ۵۔ الٰہی بخش ولد جام دین۔ ۶۔ جمال ساکن بستی گل محمد۔ ۷۔ جام مقبول ساکن واہی جمن شاہ۔ ۸۔ جام قابل ساکن۔ ۹۔ جام کبیر حسین ساکن باگوں۔ ۱۰۔ بڑے بڑے عالم اہل سنت والجماعت کے نام مصلحتاً نہیں دیئے گئے۔ علاقہ غازی پور۔ جتھہ محمد عباسیاں ریاست بہاولپور میں تقریباً ۲۰ گھر قبولیت مذہب حقہ کا اعلان کر چکے ہیں۔

اہلحدیث حضرات سے

ایک اور مناظرہ

یہ مناظرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام لامبڑے متصل بستی مریدکے ضلع شیخوپورہ میں جماعت اہل حدیث سے ہوا۔ گزشتہ سال ہی مولوی محمد صدیق صاحب کی شکست سے اہل حدیث طبقہ مایوس ہو چکا ہوا تھا۔ لہذا اب کی مرتبہ حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی بمعہ علماء اہل حدیث کی معیت میں اور اپنے شیخ الحدیث جناب مولوی عبداللہ صاحب روپڑی کے زیر سایہ شیعہ مناظر حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مگر آپ مخالفین کثرت کے باوجود مولوی محمد صدیق صاحب سے بھی پست ہمت ثابت ہوئے۔ مختصراً رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

موضع لامبڑے ایک گجروں کا موضع ہے جس کے واحد مالک چوہدری حاجی سلطان خان صاحب ہیں۔ اس مناظرہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ چوہدری دل محمد راجپوت ساکن بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کو عالی جناب معلی القاب حاجی سلطان خان صاحب گجر رئیس اعظم لامبڑے نے اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سست کہا۔ حتیٰ کہ اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ اور چوہدری دل محمد چونکہ بے علم تھا۔ لہذا مولوی صاحب کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اور کہا کہ میں کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اگر تمہارا

کوئی عالم ہوتا تو آپ کی ہر بات کا جواب دے دیتا۔ اس پر جناب چوہدری سلطان صاحب رئیس اعظم لامشر نے از راہِ مراسم شاہانہ و آدابِ خسروانہ فرمایا کہ لڑو جھگڑو نہیں۔ ہم اگرچہ سنّی ہیں لیکن ہم جانبین کا خرچہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے اپنے علماء کو بلا کر ہماری کوٹھی پر مناظرہ کر کے مسائل کا تصفیہ کروالو۔ ہم خرچہ بھی برداشت کریں گے اور انتظام بھی کریں گے اور انشاء اللہ انصاف بھی کریں گے۔ اس پر چوہدری دل محمد اور مولوی محمد بشیر امام مسجد اہل سنت نے اپنے اپنے علماء بلانے کا انتظام کیا اور روز ۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء تاریخ مقرر ہوئی جس پر اہل حدیث کے تقریباً درجن بھر علماء پہنچ گئے جن میں حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ عبدالقادر اور حافظ عبدالرحیم کے خصوصاً اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اور شیعہ کی طرف سے چوہدری دل محمد کی ہزار تگ و دو کے باوجود صرف مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب ہی میدانِ مناظرہ میں پہنچ سکے۔

اس مناظرہ کیلئے چار موضوع مقرر ہوئے تھے۔

۱۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ اور اعتراضاتِ شیعہ
۲۔ خلافت اصحابِ ثلاثہ
۳۔ مسئلہ متعہ
۴۔ مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام

وقت مقررہ پر علماء اہل حدیث جنگ جمل، اور سورۃ تحریم اور مسئلہ متعہ سے اپنی دور اندیشی کے پیشِ نظر ویسے ہی جواب دے گئے اور مسئلہ خلافت سے بھی بھاگتے تھے مگر مبلغ اعظم نے کہا کہ حضرات! کم از کم دو موضوع تو ہوں لیکن وہ اپنی درباب بدعت اور شرک خاص تیاری کے ماتحت صرف مسئلہ ماتم پر ہی بحث کرنا چاہتے تھے۔ مگر بمشکل لوگوں کے اصرار سے مسئلہ اصحابِ ثلاثہ زیرِ بحث آیا۔ مگر پھر ان کی خلافت کے اثبات سے پہلو تہی کرتے رہے اور صرف ایمانِ ثلاثہ پر بحث کرنا چاہتے تھے۔ مگ
مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! آپ ان کے ایمان کو کیوں زیرِ بحث لاتے ہو۔ اگ
خلافت راشدہ ثابت ہوگی تو سب کچھ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خلافت کے لئے ایما
کامل شرط اوّل ہے (۱) اگر وہ خلافت پر قبضہ نہ کرتے علی علیہ السلام سے بجبر بیعت ن
مانگتے۔ (۲) سیدہ ناراض نہ ہوتی۔ (۳) واقعہ احراق۔ (۴) اور قرطاس نہ ہوتا تو ش

ہم ان کے اعمال سے تعرض بھی نہ کرتے۔ فساد و فتنہ کے سد باب کے لئے مسئلہ خلافت پیش کیا جو ہمیشہ سے لوگوں کے بصد اصرار سے ان کو منوایا گیا۔ مگر مجتہد صاحب ہی سے نہ وہ ٹھہرے تھے نہ ہی ایک بات بھی خلافت کی ثابت نہ کر سکے۔ پھر اس بات پر بحث ہوئی کہ مسئلہ ماتم پر بحث مقدم ہے یا مسئلہ خلافت پر علمائے اہلحدیث اس پر بضد تھے کہ پہلے ماتم پر بحث ہو۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ پہلے مار دو تو ہم! رونا پیٹنا بعد میں۔ مسئلہ ماتم کسی طرح بھی مسئلہ خلافت پر مقدم نہیں ہو سکتا نہ طبعاً نہ شرعاً نہ اصولاً نہ تمہاری سابقہ فہرست کے مطابق۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ خلافت مانا اور مقدم کیا۔ ۲۶ دسمبر بوقت پونے گیارہ بجے مناظرہ شروع ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ صدر مناظر منتظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ حسب ذیل تقرر ہوا۔

مناظر از جانب اہلحدیث حافظ عبدالقادر صاحب۔ حافظ ابراہیم صاحب معاون حافظ عبداللہ صاحب۔ مناظر از جانب شیعہ مبلغ اعظم مدظلہ العالی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب صدر مولوی دین محمد صاحب واعظ ساکن اچھرہ لاہور۔ منتظم حاجی سلطان خان صاحب کے فرزندان گرامی۔ خصوصاً چوہدری خدا بخش صاحب اور منتظم اوقات چوہدری فضل احمد صاحب مقرر ہوئے۔ اس مناظرہ میں جو قابل ذکر باتیں ہوئیں وہ یہ ہیں۔ چوہدری صاحبان کا عدل و انصاف اس قابل ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ہمارا خیال ہے جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں باوجود سنی ہونے کے ایسے منصف اور عادل مہمان نواز منتظم زمیندار ہم نے نہیں دیکھے۔ شیعہ سنی کو ایک ہی جگہ بٹھایا اور کھانا کھلایا۔ عزت و احترام سے پیش آئے۔ دوران مناظرہ کسی غیر ذمہ دار کو چون و چرا نہ کرنے دیا۔ حالانکہ مجمع ہزاروں کی تعداد میں تھا اور پولیس کی پوری تسلی کرا دی اور مناظرہ اپنے حسن انتظام سے ختم کروایا آخر پر اہلحدیث مولوی شیعہ مناظر کی آخری تقریر سے گریز کرنا چاہتے تھے اور اعتراضات کے جوابات سننے میں شور مچانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ اکبر خدا کے بندوں کا انصاف فوراً دوبارہ سب کو اپنا بٹھایا کر ایک گھنٹہ آٹھ دس کا اور پوری تقریر کرنے کا حق شیعہ مناظر کو دیا۔

اور آخر فیصلہ بھی فرما دیا کہ اگرچہ ہم سنی ہیں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مناظر اہلسنت غیر مستقل اور غیر مدلل گفتگو کرتا رہا اور شیعہ مناظر نے تمام جوابات دے دیئے اور ہر دو مضمونوں میں شیعہ کامیاب رہے۔ بس پھر کیا تھا۔ علمائے اہلحدیث میں صف ماتم بچھ گئی۔ پھر سے ماتم کرنے لگے انہیں سکوت میں بھلا ہو گئی۔ اس وقت شیعہ سنی کی زبان پر تھا کہ شیعہ کا مولوی نہایت مدلل و معقول

عالم اور شیر دل ہے۔ ایسے عالم سے مناظرہ کیلئے کوئی خاص عالم چاہیئے۔ یہ معمولی ملاں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علمائے اہلحدیث نے جو اس مناظرہ میں بے اصولیاں بے اعتدالیاں اور بے علمیاں کی کریں وہ یہ ہیں۔ اوّل اصول کو چھوڑ کر فروع کو مقدم کرنا چاہتے تھے۔ دوم یہ کہ خاص میں شرائط نہ ذکر سکے۔ بلکہ آخر پہ سرعام رعب عامہ اور زمانہ نے ان کو مجبور کر دیا کہ مسئلہ خلافت پر بحث کرو۔ پھر مسئلہ امامت پر جس قدر زور شور کر رہے تھے، آخر کار کچھ بھی زور دکھلا سکے۔

اپنے مسلمات سے انکار کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی سر الشہادتین کے ماننے سے انکار کیا۔ حدیث غریب اور حدیث ضعیف میں فرق نہ کر سکے۔ لفظ سقیفہ کو بجائے غیر منصرف کے منصرف کہا اور اپنے علم ہونے سے انکار کیا اور حوالجات مسلمات خود کو بلا جواب چھوڑ گئے۔ فروع کافی میں ام کلثوم کی نسبت بنت علی کا ایک ذرہ دکھلا سکے۔ آخر شرمسار ہو گئے۔

الغرض مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کچھ ایسے فیل ہوئے کہ اپنے معاون مولوی عبداللہ صاحب کو پیش کر کے بیٹھ گئے۔ مناظر شیعہ کی روانی، حدیث خوانی شیرانہ تقریر صحیح استدلال مؤثر انداز قابل دید تھا۔ بنا بریں اس تمام علاقہ میں مذہب شیعہ کی صداقت کا سکہ بیٹھ گیا آئندہ انشاءاللہ نہ یہاں مناظرہ کی ضرورت ہوگی نہ شیعہ سنی تصادم ہوگا۔ کیونکہ عوام صداقت مذہب شیعہ کی مقبولیت کے قائل ہو کر رہ گئے ہیں اور چوہدری صاحبان کے انصاف نے ہر شخص کو دم بخود کر دیا۔ مبلغ اعظم کی ہمت سے یہ مناظرہ بھی فتح ہو گیا۔ مذہب شیعہ کی اتمام حجت اس علاقہ میں ہو چکی ہے۔ اب انشاءاللہ تا دیر مناظرہ کی ضرورت نہیں۔

نازک چوٹ

یعنی

مناظرہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا مانع لحکمہ ولا ناقض لقضائہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی سید انبیاءہ و سند اولیائہ محمد و اوصیاءہ و خلفاءہ ولعنۃ اللہ علی اعدائہ۔

اما بعد، حضرات! ماہ جنوری ۱۹۹۵ء میں تین مناظرے ہوئے۔ مورخہ ۱۸ جنوری کو مناظرہ علاقہ کلاچ والا ضلع بہاولپور میں مولوی عبدالستار تونسوی سے توحید نبوت رسالت پر ہوا۔ کھلے میدان میں آمنے سامنے جس میں چالیس آدمی کلمہ اشہد ان علی ولی اللہ پڑھ کر منبر پر چڑھ کر عبدالستار کے سامنے شیعیت کا اعلان کر گئے اور بیشمار آدمی اس کے اثر سے بعد میں ہو گئے۔

اور مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء کو گوجرانوالہ میں مسجد اہلحدیث کے اندر مولوی عبداللہ محدث مدرس بخاری شریف دال بازار گوجرانوالہ وغیرہ سے مذہب شیعہ کی صداقت اور ماتم حسین علیہ السلام کے جواز پر مباحثہ ہوا جو بہت کامیاب ہوا۔ ٹیپ ریکارڈ ہوا۔ اور اہلحدیث کے علماء بوجہ ناکام ہو جانے کے بعد ازاں شرمسار ہو گئے اور تمام شہر اور علاقہ میں مذہب شیعہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

اور مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۵ء کو مناظرہ سیالکوٹ جناب محمد صدیق صاحب جعفری کے مکان میں نہایت حسن انتظام سے ہوا۔ جس میں مولوی ساجد حمید، مولوی فضل الرحمٰن اور مولوی منظور احمد دیوبندی پیش تھے۔ ان سے مسئلہ آل اور عصمت انبیاء کرام پر مناظرہ ہوا۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ مذہب جعفریہ کو دونوں مسائل میں بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ اپنوں اور بیگانوں نے تسلیم کیا۔ صبح تمام سیالکوٹ میں شیعوں کی فتح کا چرچا تھا

وات مناظرہ میں علماء اہلحدیث کی حالت قابلِ دید تھی۔

اگرچہ اس تمام شرارت کے بانی مبانی مولوی منظور احمد صاحب جھگڑالو تھے۔ مگر وہ پہلے ہی بحکم اعظم صاحب مدظلہ کی صورت دیکھ کر راہِ فرار اختیار کر گئے اور دیگر علماء اہلحدیث اس میدان کے مرد نہ تھے۔ بہرحال ان کو بہت ہی شکست ہوئی۔ جس کو خود اہلحدیث اور اہل سنت مان گئے جس کا اعتراف انہوں نے خود اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

چنانچہ رسالہ کشف الغمہ ص۱۱ حاشیہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ مگر اگلے روز چیلنج کرتے ہیں بہت افسوس ہوا کہ چند اہلحدیث افراد فریق اہل السنت کے اہل حدیث مناظر سے ذاتی عداوت و حسد کی وجہ سے اس کا ساتھ دے رہے ہیں اور شیعہ فریق کے اس جھوٹے پراپیگنڈے کو اپنے ہاتھوں خود ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اہل السنت مناظر تو میدان سے جلدی ہٹ گیا اور دوسرے کو بھی کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی الخ۔ الحق ما شہدت بہ الاعداء

دیکھئے! ان کی اس اپنی تحریر میں خود اہل حدیث اور اہل السنت کا بیان موجود ہے۔ کہ مولوی منظور احمد صاحب تو فرار ہو گیا اور دوسرا کامیاب نہ ہوا۔ اب اس سے زیادہ شیعوں کی فتح اور کیا نشانی ہو سکتی تھی کہ اپنے اور بیگانے مان گئے۔ مگر انہوں نے اپنی خفت اور شکست کو مٹانے کے لئے بعد میں ایک رسالہ بنام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل و عصمۃ الائمۃ" لکھ دیا جس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مناظرہ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب رسائل و کتب سے بات اونچی ہو جاتی ہے اور رسائل و کتب سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پبلک کے سامنے مناظرہ ہوتا ہے اور لوگ سن کر حق و باطل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر رسائل شروع ہو جائیں تو دور اور تسلسل لازم آتا ہے۔ جو باطل ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مناظرہ میں جو علماء شامل ہوئے وہ اس میدان کے مرد نہ تھے۔ ویسے تمیس مار خان بننے کہلانے کو تو ہر کسی کا دل چاہتا ہے مگر اس فن میں بالکل اناڑی تھے۔ نہ دعویٰ و دلیل کا پتہ نہ موضوع کی خبر نہ یہ پتہ کہ اس مسئلہ میں شیعہ سنی کا اختلاف کیا ہے؟ جانبین کے دلائل کیا ہیں حقیقت کیا مجاز کیا؟ مبادی اور وسائط اور مسائل کیا ہیں۔ مناظرہ کی ترتیب بھی کیا جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ جو لکھنے میں آیا لکھ دیا۔ اور ستم گروں کو شیعوں کے علاوہ علم کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ جتنا علم میں بڑھتے ہیں حقیقت کا ادراک ہوتا جاتا ہے۔ شیعیت قریب آتی ہے لہٰذا بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ [illegible] جتنا شیعوں کے خلاف ہوتا رہے اچھا ہے

خ ـــــــ جب غلط پروپیگنڈہ سے بھی بات نہیں بنتی تو سیاست میں چلے جاتے ہیں کہ لوگو خبردار، اٹھو تنظیم کرو، جمع ہو جاؤ، حکومت کو تاریں دو، جلسے کرو، ریزولیوشن پاس کرو، عظمت صحابہ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کرنا یہ ہے جو حقائق کی دنیا میں اتر کر آل محمد کے مذہب کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اگر دنیا ایسا کر سکتی تو حدیث قرطاس پر یہ ہنگامہ پرشور شغب کیوں ہوتا؟ حسبنا کتاب اللہ کہہ کے حدیث رسالتمآب کا انکار کیوں ہوتا؟ سقیفہ میں خلیفہ کے تقرر پر اہل بیت کو کیوں چھوڑا جاتا؟ سعد بن عبادہ کو مارا کیوں جاتا؟ خاتون معظمہ کے دعویٰ کے خلاف قرآن کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کیوں ہوتا؟ دنیا انصاف کرتی تو ابوالحسن خلافت سے محروم کیوں ہوتے؟ آپ کی خلافت میں باغیوں کے معرکے کیوں ہوتے؟ صفین جمل کے معرکے، زہر حسنؑ، شہادت حسینؑ سب اسی بے انصافی کے مظاہرے اور کرشمے ہیں ورنہ الحق مع علی و القرآن مع علی مسلمہ فریقین حدیثیں ہیں۔

الغرض ان کا یہ رسالہ لکھنا ان کی خفت اور شکست کی نشانی ہے۔ ورنہ جو کچھ میدان میں ہوا لوگوں نے سن لیا، فتح کے بعد مکا کیا۔

مگر اب ان کے رسالہ کشف الغمہ سے غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے، بار بار خط آرہے ہیں کہ اس کا جواب دو۔ اگرچہ ہمیں فرصت نہیں ہے تاہم مومنین کی تسکین حق بین کی تلقین کے لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

الجواب

ان کے رسالہ کا نام کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل و معنی الاکتفاء ہے یہ رسالہ ادارہ تحقیق مذاہب سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے جو بہت غلط ہے۔ ان کا گھر بیٹھ کر لکھا گیا ہے۔ جو کچھ مبلغ اعظم صاحب نے شیعوں کی طرف سے پیش کیا اس کا جواب اس رسالہ میں عشر عشیر بھی نہیں۔ کتمان حق پیش نظر ہے۔ حق چھوڑا اور باطل جوڑا گیا ہے اور یہ اہل حدیث المعروف وہابیوں کے بعض عجیب ادارے ہیں جن کی سعی صرف آل محمد کے خلاف ہوتی ہے ایک منڈی کامونکی میں ادارہ شبان اہل حدیث ہے جس کی طرف سے عظمت خلفاء کی حمایت میں رسائل شائع ہوتے ہیں۔ یہ سیالکوٹ کا ادارہ ہے جو آل محمد کے فضائل کو [illegible]

ہے اور حضرت امام برحق کو مار رہا ہے۔

وہابی کی اصل خوارج ہے جن کو علی مرتضےٰ شیرِ خدا نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ متشدد اور متصلب فی الدین تھے مگر ان کی اصل مختلف فرقوں میں اب بھی باقی ہے جن سے بسا اوقات بغضِ علی مرتضےٰ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵ باب المعجزات فصل اول سے چند اقتباسات عرض کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

کہ رسالتمآب نے خارجیوں کے مورثِ اعلیٰ کے قاتل سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلقوم سے نیچے نہ جائیگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایک روایت ہے "یخرجون علیٰ خیر فرقۃ من الناس" کہ بہترین گروہ کے اوپر خروج کریں گے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کریں گے یعنی شیعہ کے دشمن ہوں گے۔

فی روایۃ اقبل رجلٌ غائر العینین ناتی الجبھۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال یا محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ فیامنی اللہ علیٰ اھل الارض ولا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلما ولیٰ قال ان من ضئضئ ھذا قوماً یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آیا، آنکھیں گہری، پیشانی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی گھنی، رخسار اونچے، سر منڈا ہوا۔ کہا اے محمد! خدا سے ڈر۔ حضورؐ نے فرمایا افسوس! اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس سے ڈرنے والا کون۔ اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے تو ایک صحابی نے اس کے قتل کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا

یہ اکیلا نہیں اس کی قسم اور نسل سے اور بھی ہیں جو اس کے مذہب پر ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مشرکوں، بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام سے لڑیں گے۔ اگر میں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں (قتل خوارج کا حق صرف علی علیہ السلام کو تھا اب نہیں ہے)۔

حضرات! ذرا خوارج کا عقیدہ، نظریہ، عمل، حلیہ بقول سرکار دو عالمؐ پڑھیے کہ کچھ ان بزرگوں کے مشابہ ہیں یا نہیں؟

لفذا! اگر یہ شیعہ کے خلاف رسائل نہ لکھیں اور پروپیگنڈہ نہ کریں اور یزید کی حمایت میں رسائل نہ لکھیں تو اور کیا کریں۔ منافقوں کو حضرت علیؑ سے بغض تھا کہ اس نے ہمارے بزرگوں کو اُحد، بدر، خندق میں قتل کیا۔ لہٰذا اس بغض کا اظہار اب تک ہوتا رہتا ہے۔

مذہب شیعہ کی تصدیق اور تحقیق

رسالہ کشف الغمہ کی پہلی سطر میں ہی شیعہ عقائد پر حملہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں سے ہے حالانکہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور قرآن حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور جنت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ رسولؐ بھی حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی معصوم اولاد کے ماننے والے مذہب کا نام ہے۔

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد غلب ہذا الاسم علی کل من یتولی علیًا واہل بیتہ حتی صار اسمًا لہم خاصًا۔

قاموس اللغات صـ[illegible] جلد ۳ مطبوعہ مصر کہ کسی مرد کے تابعدار اور مددگاروں کو شیعہ کہتے ہیں اور یہ اسم غالب ہے ان لوگوں کا جو حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے۔

مقدمہ فتح الباری صـ[illegible] جلد ۱ میں ہے: والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ

من قدمه على ابى بكر و عمر فهو غالٍ فى شيعته" کہ مذہب
شیعہ حضرت علیؑ کی محبت اور صحابہ کرام پر ان کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس جس شخص
حضرت ابوبکر اور عمرؓ پر بھی ان کو مقدم کیا وہ غالی شیعہ ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ ص۳ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

اوّل کسیکہ بشیعہ ملقب شدند جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشاں کہ مشایعت و متابعت حضرت مرتضےٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمت صحبت اختیار نمودند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع امر و نواہی ایشاں ماندند و ایشاں را شیعہ مخلص گویند و ابتدائے ایں لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت۔

ترجمہ:۔ کہ پہلے جو لوگ لقب شیعہ سے مشہور اور منسوب ہوئے وہ صحابہ کرام تھے مہاجرین اور انصار اور تابعین کی وہ جماعت جنہوں نے معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علیؑ کی تابعداری اور پیروی کی۔ جب جناب ان کے خلیفہ ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے امر و نہی کے مطیع ثابت ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔ اس لقب کی ابتدا ۳۷ ہجری میں ہوئی۔

یعنی حضرات! یہ ہے شیعہ کی ابتداء من حیث الجماعت ورنہ من حیث الاعتقاد و الاصول تو ابتدائے آفرینش سے مذہب شیعہ چلا آ رہا ہے۔ شرح مواقف ص۶۲۵ میں اہل السنت کے علم کلام اور عقائد کی معتبر کتاب "اَلْفِرْقَةُ الثَّانِيَةُ مِنْ كِبَارِ الْفِرَقِ الْاِسْلَامِيَّةِ اَلشِّيْعَةُ هُمُ الَّذِيْنَ شَايَعُوْا عَلِيًّا قَالُوْا اِنَّهُ الْاِمَامُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالنَّصِّ اِمَّا جَلِيًّا وَ اِمَّا خَفِيًّا وَاعْتَقَدُوْا اَنَّ الْاِمَامَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْهُ وَ عَنْ اَوْلَادِهٖ وَ اِنْ خَرَجَتْ فَاِمَّا بِظُلْمٍ يَكُوْنُ مِنْ غَيْرِهِمْ۔

ترجمہ:۔ کہ اسلام کے بڑے فرقوں میں سے بڑا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کی پیروی کی اور اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ علیؑ حق کا امام ہے بعد سرکار دو عالمؐ کے نص کے ساتھ خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت حضرت علیؑ اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر کبھی امامت باہر گئی ہے تو یا ظلم سے گئی یا تقیہ سے۔

مذہب شیعہ قرآن مجید میں

●

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ پ۲۳ - سورۃ الصافات ع۳

اور تحقیق تابعوں اس کے سے البتہ ابراہیم ہے۔	ترجمہ از شاہ رفیع الدین
وہر آئینہ از تابعان نوح بود ابراہیم۔	ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
وہر آئینہ از پیروان اوست ابراہیم۔	ترجمہ شیخ الہند فارسی ص۶۴۵
اور نوح کے طریقہ والوں سے ابراہیم بھی تھے۔	ترجمہ اشرفیہ ص۴۰۶

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے تھے یعنی متفق فی الاصول میں ابراہیم بھی تھے۔ تفسیر بیان القرآن ص۵۸۔ چھوٹی تقطیع مطبوعہ ۱۹۰۴ء تاج کمپنی اور تفسیر موضح القرآن ص۵۶۹ میں۔ تحقیق تابعداری کرنے والوں نوح کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ یعنی اصول شرع ایک ہیں اور طریقہ توحید کے تابعدار اس کا تھا۔

ہم نے آیہ شریفہ کے متعدد ترجمے اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ غلط تاویلیں کرنے والے کچھ شرما جائیں اور غلط تاویلات سے باز آجائیں۔ اب ہم اہل السنت کی مشہور معتبر تفسیریں اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں تاکہ ایک محقق کیلئے سامان تحقیق میں اضافہ ہو جائے۔

اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ کے متعلق عربی تفسیریں

●

وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراہیم وان طال الزمان بینہما وھو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینہما ھود وصالح - تفسیر جلالین ص۳۷۶

اور تحقیق شیعہ سے یعنی حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام

کی اصول دین میں تابعداری کی ۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان لمبا عرصہ گذر چکا تھا ۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال گذر چکے تھے ۔

تفسیر بیضاوی صـ۱۳۲ جلد دوم علی حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر ۔ وان من شیعتہ ممن شایعہ فی الایمان و اصول الشریعۃ کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام ایمان اور اصول شریعت میں تابعدار تھے ۔

حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ صـ۱۵۶ ممن شایعہ فی الشریعۃ اصولها وفروعها وشیعۃ الرجل اتباعہ و انصارہ من شایعہ شیاعاً اتبعہ ۔ کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں سے جو حضرت نوح کی شریعت ، اصول اور فروع میں تابعدار تھے اور شیعہ کے معنی تابعدار کے اور مددگار کے ہیں ۔

بقول صحابہ اور تابعین اس آیت کی تفسیر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ ۔

تفسیر ابن کثیر جلد چہارم صـ۱۲ حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے طریقہ اور سنت پر چلنے والوں میں سے تھے ۔

اہلحدیث کی مشہور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ شوکانی جلد چہارم صـ۳۸۹ میں ہے ۔

ثم سبحانہ قصۃ ابراھیم و بین انہ ممن شایع نوحا فقال وان من شیعتہ لابراھیم ای من اھل دینہ وممن شایعہ ووافقہ علی الدعاء الی اللہ والی توحیدہ والایمان بہ ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت ابراہیم کو ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح کی پیروی کی اور موافقت کی اللہ کی طرف

دعوت دیتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کی توحید اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

فضائل شیعہ اور حدیث شریف

اب ہم اہل حدیث اور اہل السنت کی مستند تفسیروں سے چند حوالے فضائل شیعہ خیر البریہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جن کو حق سے پھرے کہا جا رہا ہے قرآن و حدیث میں ان کی اصل کیا ہے۔

دیکھئے اہل حدیث کی معتبر تفسیر فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی ص۳۳۳ جلد دہم مطبوعہ مصر میں ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیؑ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ ان هذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین آمنوا الآیۃ فکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل قالوا قد جاء خیر البریۃ۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریہ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو صحابہ کرام ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کہ خیر البریۃ آیا۔ خیر البریۃ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور افضل۔ اس حدیث سے حضرت کی افضلیت اور شیعہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کا مذہب اور رسول اللہ کے فرمان کا مذہب ہے مقبول ہے۔ مگر باوجود مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

ا۔ جس طرح نبی معصوم اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں اسی طرح شیعوں کے امام بھی

معصوم ہیں اور نجات کے لئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔

اَلجوَاب

بیشک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین معصوم ہیں اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔

كما قال شيخنا الصدوق اعتقاديته نور الله مرقده

اعتقادنا ان حجج الله على خلقه بعد نبيه محمد صلى الله عليه وآله وسلم الائمة الاثنا عشر اولهم امير المؤمنين على بن ابى طالب ثم الحسن ثم الحسين ثم على بن الحسين ثم محمد بن على ثم جعفر بن محمد ثم موسى بن جعفر ثم على بن موسى ثم محمد بن على ثم على بن محمد ثم الحسن بن على ثم محمد بن الحسن الحجة القائم بامر الله صاحب الزمان وخليفة الرحمٰن فى ارضه الحاضرة فى الامصار الغائب عن الابصار صلوٰة الله عليهم اجمعين واعتقادنا فيهم انهم اولوا الامر الذين امر الله بطاعتهم وانهم شهداء على الناس وانهم ابواب الله والسبيل اليه والادلاء عليهم وانهم مهبط علمه وتراجمة وحيه واركان وحيه وانهم معصومون من الخطاء والزلل وانهم الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً وان لهم المعجزات والدلائل وانهم امان لاهل الارض كما ان نجوم السماء امان لاهل السماء ومثلهم فى هذه الامة كسفينة نوح من ركبها نجى او كباب حطة وانهم عباد الله المكرمون الذين لا يسبقونه بالقول وهم بامره يعملون ونعتقد فيهم ان حبهم ايمان بغضهم كفر وان امرهم امر الله ونهيهم نهى الله وطاعتهم طاعة الله ومعصيتهم معصية الله ووليهم ولى الله وعدوهم عدو الله ونعتقد ان الارض لا تخلوا من حجة الله على خلقه واما ظاهراً مشهوراً واما خائفاً مغموراً ونعتقد ان حجة الله فى ارضه وخليفة فى عباده فى زماننا

هذا هو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن على بن محمد بن على بن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب عليهم السلام وانه هو الذى اخبر به النبى عن الله باسمه ونسبه وانه هو الذى يملاء الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً وانه هو الذى يظهر الله به دينه ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون وانه هو الذى يفتح الله على يديه مشارق الارض ومغاربها حتى لا يبقى فى الارض مكاناً الا نودى فيها بالاذان ويكون الدين كله لله وانه هو المهدى اخبر به النبى وانه الذى اذا خرج نزل عيسى بن مريم يصلى خلفه ويكون المصلى اذا صلى خلفه كمن كان مصلياً خلف رسول الله لانه خليفة ونعتقد انه لا يجوز ان يكون القائم غيره بقى فى غيبة ما بقى ولو بقى غيبة عمر الدنيا لم يكن القائم غيره لان النبى عمر الدنيا لم يكن والقائم غيره لان النبى والائمة دلوا عليه باسمه ونسبه وبه نصوا وبه بشروا صلوات الله عليهم اجمعين وقد اخرجت هذا الفصل فى كتاب الهداية۔

باب الاعتقاد فى العصمة

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا فى الانبياء والاوصياء والملائكة انهم معصومون مطهرون من كل دنس۔ وانهم لا يذنبون ذنباً لا صغيرة ولا كبيرة ولا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون ومن نفى عنهم العصمة فى شئ من احوالهم فقد جهلهم فهو كافر واعتقادنا فيهم انهم معصومون موصوفون بالكمال والتمام والعلم من اوائل امورهم واواخرها لا يوصفون فى شئ من احوالهم بنقص ولا عصيان ولا جهل۔

ترجمہ :- اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجت خدا حضرات آئمہ اثنا عشر ہیں ۔ ان سب سے اوّل حضرت امیر المومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ پھر امام محمد باقرؑ پھر امام جعفر صادقؑ پھر امام موسیٰ کاظمؑ پھر امام علی رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ پھر امام علی نقیؑ پھر امام حسن عسکریؑ پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے (بارہویں امام) حکم خدا کو قائم کرنے والے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو ۔

ان بزرگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبانِ امر ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے ۔ اور یہ حضرات تمام آدمیوں کے گواہ اور علم الٰہی کے ابواب اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے راہ اور دلیل ہیں اور اس کے علم کے مخزن ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں ۔ وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جن سے خدا نے پلیدی کو دور رکھا ، اور جتنا چاہیئے تھا اتنے درجے کا ان کو پاکیزہ بنایا ۔ ان کے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں ۔ یہ حضرات تمام اہل زمین کے واسطے امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور ان بزرگوں کی مثال اس امت میں کشتیٔ نوحؑ کی مانند ہے اور یہ سب خدا کے بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں لے گئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی محبت ایمان ہے اور عداوت ان سے کفر ہے ۔ ان کا حکم خدا کا فرمان ہے ۔ ان کی مخالفت خدا کی مخالفت ہے ۔ ان کی پیروی خدا کی اطاعت ہے ۔ ان کی نافرمانی خدا کی معصیت ہے ۔ ان کا دوست خدا کا ولی ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے ۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو بندگانِ خدا پر اس کی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور رہے یا مخفی اور پوشیدہ ہو ۔

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر اس کا خلیفہ اس زمانہ میں حضرت قائم منتظر محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام ہیں ۔

اور یہ وہی جناب ہیں جن کے نام و نسب کی حضور نبیؐ نے خبر دی تھی اور آپ اس زمین کو عدل اور داد سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ۔

اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کر کے تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے گا ۔ اگرچہ مشرک اس سے کراہت کریں گے اور اللہ آنحضرتؑ کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح کر دے گا یہاں تک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ اس جگہ سے آوازِ اذان آئیگی اور ساری دنیا میں خدا ہی کا دین ہوگا ۔

اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جن کی خبر رسول اللہؐ نے دی ہے اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہوں گے تو اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے ۔ اور آنحضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اس نے رسول اللہؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہو ۔ کیونکہ وہ حضرت جناب رسول خدا کے خلیفہ ہیں ۔

(اور ہم) یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب ہیں اور آئمہ اہل بیت نے ان حضرات کے نام و نسب کو بتلا دیا ہے اور خلافت آنحضرتؑ پر نص فرما دیا ہے اور ان کے ظہور کی بشارت دی ہے ۔ خدا کا درود ان پر نازل ہو ۔ میں نے اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے ۔

عصمت کے متعلق عقیدہ

شیخ ابو جعفر نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں ۔ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں ۔ انہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا ۔ نہ صغیرہ کے یہ حضرات مرتکب ہوئے اور نہ ہی کبیرہ ان سے سرزد ہوا ۔ یہ حضرات حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے موافق اس کے عمل کرتے ہیں اور جو شخص ان کی عصمت کا کسی حال میں کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان سب کے رتبہ سے جاہل ہے اور جو شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے ۔

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ابتداء سے آخر تک کمال اور استقامت صفات اور علم سے موصوف ہیں کسی حال میں یہ حضرات کچھ بھی نقصان

اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (رسالہ جعفریہ اعتقادیہ شیخ صدوق مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۷۹ تا ۸۰)۔

اعتراض سُنّی و وَہابی

شیعہ عقائد (راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں کے دستور کے مطابق گزشتہ صدیوں سے کئی رنگ بدلتے رہے ہیں) مگر موجودہ مذہب شیعہ کا بنیادی عقائد پہ ہے ان میں درج ذیل دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

جوابِ شیعہ

حضرات! یہ ان سادہ لوح خالی الذہن بے مطالعہ کنوئیں کے مینڈک مولویوں کی قرآن اور حدیث و تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مذہب شیعہ خیر البریۃ وہی صراطِ مستقیم، سبیل اقوم، عروۃ الوثقیٰ، حبل اللہ المتین ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث کے مطابق ملتِ ابراہیم محمد و صراطِ مستقیم پر ہے۔ اس کے اصول و فروع ثابت از قرآن و حدیث ہیں۔ دیکھو من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ کہ بے وقوفوں کے سوا ملتِ ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ مذہب شیعہ کی بنیاد امام آل اور شیعہ پر ہے اور یہ تینوں لفظ شیعہ کے ثابت از ابراہیم بقرآن کریم ہیں۔

لفظِ امام

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۰

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا مدار استحقاق بالفضائل اور انی جاعلک للناس اماما کی نص پر ہے اور من ذریتی سے اختصاص

امامت باولاد حضرت ابراہیم اور "لاینال عہدی الظالمین" سے امامت کیلئے عصمت کی شرط ثابت اور یہی شیعہ کے اصول ہیں۔ مذہب شیعہ امامت کی وجہ سے امامیہ ہے۔ استحقاق بالفضائل کی وجہ سے افضل کو چھوڑ کر مفضول کی امامت کا قائل اور مجوز نہیں۔ آلِ ابراہیمؑ کے بعد آلِ محمدؐ کی امامت کا قائل ہے۔

اور غیر معصوم کی امامت کو نہیں مانتا جس کی نفی لاینال عہدی الظالمین سے ثابت ہو رہا ہے۔ یہی مذہب شیعہ ہے یہاں پر امام سے مراد نبی لینا خلاف معقول و منقول ہے۔ کیونکہ اعلانِ امامت سے پہلے ابراہیمؑ نبی تھے۔ یہ امامت کا محل محلِ ثانی ہے۔ نبوت حضور پرنور سرکارِ دو عالمؐ دُرِّ یتیم پر ختم ہے۔ امامت باقی ہے جس کا پہلا امام خلیفۃ الرسول، زوجِ بتولؑ، شاہدِ نبوت، مالکِ ولایت، پیکرِ شجاعت، عالمِ رازِ خفی و جلی مولانا علیؑ ولی ہے کرم اللہ وجہہ وایدہ اللہ بیدہٖ اظہر اللہ محاسنہ وعزّ اسمہٗ علیہ السلام۔ ؎

علیؑ امامِ من است و منم غلامِ علیؑ
ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علیؑ

بقول شاہ شمس علیہ الرحمۃ۔ ؎

سترِ خدا است رازِ من
عشقِ علیؑ نمازِ من

اقول فی مدحہ۔ ؎

علیؑ زورِ خدا ہے لم یزل کا ۔۔۔ علیؑ شاہِ ولایت بے بدل ہے
علیؑ نے جنگِ خندق میں مدد کی ۔۔۔ خدا کے دین کی اس نے تمام کی
علیؑ مظہر عجائب کا غرائب کا ۔۔۔ علیؑ مشکل کشا دافع مصائب کا
علیؑ قاتل ہے مرحب اور عنتر کا
علیؑ فاتح بدر کا اور خیبر کا

لفظ آلِ ابراہیم۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُہَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ پ۳ س۔ آلِ عمران۔

شیعہ آلِ محمدؐ کو اسی معنی سے آل سمجھتے ہیں جس معنی میں آل ابراہیم اور آل عمران آئی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اگر آلِ عمران میں حضرت مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسٰی داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حضرت فاطمہ اور ان کے بیٹے داخل ہیں۔ اگر آلِ ابراہیم میں اسماعیل اور اسحاق داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حسنینؑ داخل ہیں کما قال رسولؐ اللہ۔

قولہ:۔ گزشتہ صدیوں میں کتنی رنگ بدلے۔

الجواب:۔ بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ شیعہ خیر البریۃ وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تجدید کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے صاحبِ کتاب ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں اس کی وضاحت فرمائی۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا تم پر گواہ کر کے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اس کو بھیجا تھا۔ (سورۂ مزمل)

معلوم ہوا حضورؐ مثیلِ موسیٰؑ ہیں اور اسی سبب سے قرآن مجید میں ہزار بار حضرت موسیٰؑ کے قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے اندر زندگی بسر کی یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور بالآخر حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کرنا پڑی۔ جس طرح ہجرت کے دوران حضرت موسیٰؑ کے اصحاب فرعون کا تعاقب دیکھ کر گھبرا گئے۔ فلمّا ترآء الجمعان قال اصحاب موسیٰ انّا لمدرکون قال کلّا انّ معی ربّی سیھدین۔ پ۱۹۔ الشعراء۔

پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسیٰؑ کے اصحاب ہمراہی اور ساتھی گھبرا کر کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ مجھے دریا سے پار جانے کا راستہ دکھلائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے حسبِ حکم ربّ العزت دریا میں عصا مارا، دریا پھٹ گیا، دروازے ہو گئے اور اصحابِ موسیٰؑ پار چلے گئے۔ گھبراہٹ بوجہ عدم عرفان اور عدم اطمینان تھی۔ اس طرح حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور کفار

آپ کا تعاقب کیا اور آپ کا ساتھی بھی بتقاضائے بشریت مضطرب ہوا اور گھبرا گیا اور
نے لگا۔ اس کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَنَا۔" پ۔ س توبہ۔ کہ کچھ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ظاہری اضطراب اور
راہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمراہی کو خدا کی معیت پر ایمان اور یقین نہیں۔ لہٰذا غیر منکر کو
کر تصور کر کے معیت خداوندی کی تصدیق "اِنَّ اللّٰهَ" کے حرف "اِنَّ" کی تحقیق سے کی گئی
" منکر کے انکار کی تردید کیلئے آتا ہے "کما فی المطول" باقی بارد۔

(ناصر حسین ناصر حسین مناظر)

مناظرہ کوٹ نامدار

ضلع شیخوپورہ

حضرات! مومنین ویسے تو برادرانِ اسلام نے اپنی شکست اور شیعہ کی فتح کا کبھی اقرار نہیں کیا خواہ قرآن، حدیث، تاریخ سب شاہد اور گواہ ہوں۔ چنانچہ احد، بدر، خیبر، خندق کے تمام معرکے شاہد و عادل ہیں۔ کہ شاہِ لافتیٰ حیدرِ کرار کامیاب ہوئے اور بعض بزرگانِ دین اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ۔ (پ۴) کے مصداق ہوئے میدان چھوڑ گئے "یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" بخاری شریف ص ۵۰۵ ج ۲ فتحِ خیبری پر مہرِ تصدیق ثبت ہے۔ مگر تاہم کبھی شکست مانی نہیں گئی اور فتحِ علیؑ کا اقرار نہیں کیا گیا۔ مگر پھر بھی حقائق اور حالات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شاید کوئی چشمِ بینا اور گوشِ شنوا سُن کر سمجھ کر حق کو تسلیم کرے۔ کیونکہ "الحق مع علیؑ" مسلّمہ فریقین حدیث ہے اور "اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ" فرمانِ پیغمبر ہے کہ حق اور قرآن مجید دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں حوضِ کوثر تک ساتھ ہیں۔

چنانچہ یہ مناظرہ ۲۲/۲۳ صفر مطابق ۲۹/۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء بروز بدھ جمعرات بمقام کوٹ نامدار ضلع شیخوپورہ متصل شرقپور شریف شرقپوری میاں صاحبان کی حمایت اور سرپرستی کے بل بوتے پر ہوا تھا۔ جس کے بانی مبانی اہلِ سنّت کی طرف سے میاں اللہ وسایا صاحب کھرل اور شیعہ کی طرف سے جناب کبیر خاں اور سرور خاں تھے جن کے انتظام میں جناب شہادت خاں صاحب رئیسِ اعظم کا نام نامی بھی قابلِ ستائش ہے۔

چونکہ میاں اللہ وسایا صاحب کا ایک لڑکا اہلِ حدیث تھا۔ خود میاں صاحب اہلِ سنت ہیں، شرقپور کے مرید ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث اور اہلِ سنت دونوں جماعتوں کے علماء تشریف فرما ہوئے۔ اس مناظرہ کے دو موضوع تھے، مسئلہ خلافت اصحابِ ثلاثہ بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ جس میں برادرانِ اہلِ سنت و اہلحدیث نہ حدیث دکھلا سکے نہ آیت نہ اہل بیت کی تصدیق اور صداقت یعنی آیت حدیث نہ دکھا سکی۔ حضرت علیؑ خلیفہ ہوئے بلا

ظاہرہ سیدہ فاطمہؑ ناراض ہو کر مر گئیں۔ خلافت ثلاثہ تو ثابت ہو گئی سبحان اللہ یہ ہیں ثبوت اور فتوحات برادرانِ اسلام بمقابلہ شیعیانِ امیر علیہ السلام، دوسرا مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام تھا جس میں شیعہ کا دعویٰ ماتم حسینؑ کے جائز موجب ثواب بخصوصیت ہونے کا تھا۔ جس میں برادرانِ اسلام کے دونوں مناظر وہابی اور سنی دونوں دن نہ ماتم کی حرمت از قرآن دکھلا سکے نہ ماتم حسینؑ کی خصوصیت مٹا سکے اور نہ پسماندگانِ اہل بیت یعنی نبی زادیوں کے ماتم قبل شہادت، وقت شہادت کربلا کوفہ شام مدینہ میں ماتم کرنے کا کوئی صحیح جواب لا سکے۔ دونوں دن ہار گئے، بار بار ہار گئے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہار گئے۔ مگر بعد میں سنا ہے کہ گھر جا کر فتح کے شادیانے بجانے لگے کہ شکر کرو [illegible] جیتے آئے یعنی پروپیگنڈہ سے اپنی شکستوں کو چھپانے لگے۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اللہ اکبر، دوسری شکست، دونوں گھروں کی شکست، اگر جھوٹ نہ بولیں تو اور کریں کیا بیچیں کیسے!

اجمالِ مناظرہ کوٹ نامدار:۔

پہلے دن مولوی محمد عمر صاحب مناظر اہلسنت تو ویسے ہی غائب رہے میدان میں ہی نہ آئے۔ مگر جب اہل حدیث علماء مولوی محمد صدیق اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی مع اپنی پارٹی کے مناظرہ کرتے ہار گئے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ بنصِ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ثابت نہ کر سکے۔ اجماعِ امت یعنی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین ہمامین کی رضامندی اور شمول بروایت صحیح نہ دکھلا سکے۔ ضعیف روایات کام نہ دے سکیں الٹا جب خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ بخاری شریف ص ۱۰۰۹ جلد ۲ کہ حضرت علیؑ مخالف رہے اور غَضِبَتْ فَاطِمَۃُ صحیح بخاری جلد اول ص ۴۳۵ کہ جناب سیدہ ناراض رہیں اور ناراض ہی مر گئیں حَتّٰی تُوُفِّیَتْ اور حسنین ہمامین اماموں نے شیخین کو مسجد میں جا کر کہا اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّیْ تم ہمارے نانا کے منبر سے نیچے اتر جاؤ۔ جب صواعق محرقہ سیرت حلبیہ تاریخ بغداد طبقات ابن سعد سے دکھایا تو بہت ہی کھسیانے ہو گئے اور ماتم میں حرمت ماتم کی کوئی آیت نہ لا سکے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت سارہ پ ۲۶ اور حضرت رسالتمآبؐ کے ماتم فتح الباری جلد ۵ اور حضرت عائشہ کے ماتم کا مسند احمد بن حنبل ص ۲۷۴ جلد ۶ اور

مخدرات عصمت وطہارت کے ماتم بعد شہادت بر سرِ نعش حسینؑ کا کوئی جواب نہ ہو سکا اور شکستِ فاش ہو گئی۔ اور شکست کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ عوام اہلِ سنت متا اور منفعل نظر آئے تو دوسرے دن اس شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے مولوی محمد عمر صاحب خلافِ قرارداد یوم مناظرہ گذر جانے کے بعد گیدڑ بھبکیاں دینے لگ کہ شاید شیعہ چلے جائیں تو میری فضیلت بن جائے اور کہنے لگے وہ وہابی ہی تھے جو ہار گئے ۔ میرے مقابلہ میں آئیں تو جانوں ۔ واہ شیخے مغرور روزِ اوّل سچ ہے ، جنگ ختم ہوئی ت غازی نکل آئے ۔ جب تمام عذر بہانے چل نہ سکے تو تشریف لا کر وہ شکست کھائی ک لوگوں کو اہلِ حدیث کا کل کا گذشتہ مناظرہ ہی غنیمت معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ وہ تو دلائل ک شکست تھی ۔ یہ اصول کی بیخ کنی تھی ۔ کیونکہ مولوی محمد عمر صاحب کی بے علمی کو دیکھ کر اصول امانت و دیانت ، شرم و حیا سب میدان چھوڑ گئے ۔ دعویٰ دلیل میں تطابق تو کجا مناسبت بھی نہ رہی ۔ سوائے گھر میں بیٹھ کر لکھی ہوئی کاپی کے کچھ پڑھ ہی نہ سکے اور گھر کے طاق ط خط میدان میں کام نہ آیا۔

مولوی محمد عمر نے اصولِ مناظرہ اصولِ حدیث اصولِ تفسیر اور اصولِ تاریخ کو ک اس طرح پامال کیا کہ شکست تو شکست مناظرہ میں بیٹھے ہوئے اہلِ سنت مارے شرم ک کے اٹھ کر جانے بھی لگے۔

مبلغِ اعظم صاحب نے فرمایا کہ حضرات میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھ کہ مولوی محمد عمر اس میدان کا مرد نہیں۔ کیونکہ ختم درو محفلِ میلاد کا ماحول اور ہوتا ہے وہاں مرید اور معتقد ہوتے ہیں جو طبلے کی تھاپ پر ہلائے جاتے ہیں ، سارنگی کے سُر پر بھی وجد میں آجاتے ہیں ۔ ان کے لئے تو داتا دربا کی قوالیاں بھی کافی ہوتی ہیں ۔ مولوی محمد عمر صاحب کی سُر لَے تو ماشاءاللہ اچھی خاصی ا خاندانی ہے مگر مناظرہ مقامِ وعظ نہیں جدل ہوتا ہے ۔ علم ہدایت کتابِ منیر کے بغیر ک نہیں چلتا ۔ جیسا کہ فرمانِ خالق ہے ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ۔

مناظرہ علماء کا کام ہے فضلاء کا کام ہے مذہب کے وکلاء کا کام ہے حاضر جوابوں کا کام ہے ۔ ترنم کی لَے ، خطابت کی طراوت ، عقیدت کی حسن ظنی کا کام نہیں

یہاں دعویٰ و دلیل میں تطابق، دلیل میں تقریب، نقل میں تصحیح، منع و نقض، معارضہ و ملازمت دلائل کے مقدمات و شواہد، بحث کے اجزائے ثلاثہ، مبادی اور اوساط اور مقاطع کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بریلویت میں یہ مکان بے دلیل عقیدت کے بنا پر خلافِ قرآن و حدیث طبلے اور ستار اور کہ و مہ کے مقبرہ اور مزار خلافِ سنت بدعات کے انبار ٹھوس دلائل کا بار کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ پیرانِ طریقت کے عرس میں تو بلّھے شاہ کی کافیاں بھی کام دے جاتی ہیں۔ مگر میدانِ مناظرہ کو ان پر قیاس کرنا سادگی اور خام خیالی ہے۔ بہر حال مولوی محمد عمر نے حضرات اہلِ سنت کو وہ شرمندہ و شرمسار کیا کہ لوگ ثابت کی شکست کو ہی غنیمت سمجھنے لگے۔

الغرض یہ دونوں پارٹیاں نوبت بنوبت باری باری مبلغ اعظم صاحب کے سامنے کچھ اس طرح ہاریں کہ علم و فضل، عقل و نقل، اصول و ضوابط، صداقت اور دیانت سب کو خیرباد کہہ کے چلیں، اپنے دلائل کا دیوالہ نکال کے چلیں۔ شیعہ کے امام منصوص اور اور معصوم نظر آئے۔ ان کے ہزار ثبوت نظر آئے۔ اپنے خلفاء کی خلافت دلائل سے کوری نظر آئی۔

مظلومیتِ حسینؑ عالمگیر نظر آئی۔ صداقتِ مذہب، امامتِ علیؑ، طہارتِ زہراؑ سب کچھ شیعیت کے دامن میں نظر آئی۔ اب ہم مبلغ اعظم صاحب کا اعلانِ مباہلہ ان کے اپنے الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔

اِعلانِ مباہلہ اَز حقیر محمد اسماعیل

حضرات! چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص قطعی فیصلہ اور مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی جھگڑا کرے اور نہ مانے اس سے مباہلہ کرو اور فرمانِ امام معصوم بھی یہی ہے کہ جب کوئی نہ مانے تو ہمارے نام پر مباہلہ کرو۔ کما فی الکافی باب الایمان۔ سو میں چونکہ دونوں دن مناظرہ کر کے ہر دو پارٹیوں کو شکست دے چکا ہوں اور وہ موقعہ پر بالکل شکست کھا کے آئے ہیں اور بعد میں غلط جھوٹ بولنا شروع کیا ہے۔ لہٰذا میں مولوی محمد عمر اور مولوی محمد صدیق کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جس مقدس مقام میں چاہیں شاہی مسجد میں یا

کربلا گامے شاہ میں جاہیں اپنے بیٹے لیکر چلے آئیں میں بھی چلا آؤں گا اور سروں پر قرآن رکھ کر اعلان فرمائیں کہ ہم نے بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حسب شرائط نامہ ثابت کر دیا ہے اور مولوی محمد اسماعیل جواب نہ دے سکا۔ یا ہم نے قرآن کریم سے بنص صریح ماتم حسینؑ کو حرام ثابت کر دیا اور مولوی محمد اسماعیل ماتم حسینؑ قرآن و حدیث عمل اہل بیت سے رونا پیٹنا ماتم کرنا نہ دکھلا سکا۔ تو ہم دونوں فریق مل کر فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے مطابق جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں گے۔ ایک سال کی مہلت ہوگی۔ اگر یہ پھر بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں تو میں مان لوں گا کہ یہ سچے ہیں یا میں عذاب کے نیچے آجاؤں گا۔ میں پنجتن پاک کا نام لیکر جھوٹے پر لعنت کرنے کیلئے ہر میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے شکست کے بعد جھوٹ بولا ہے۔

(محمد اسماعیل)

ناشر: ناصر حسین ناصر معین مناظرہ۔ درس آل محمد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

مناظرہ جھوک دایہ

ضلع جھنگ

۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء

مناظرہ جھوک دایہ

- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں درجنوں دیوبندی اور بریلوی علماء کی معاونت کے باوجود تنظیم اہلسنت کے مبلغ مولوی دوست محمد قریشی، حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ شیعہ مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں پیر سیال شریف کی موجودگی اور ان کی کرامات بھی مذہب اہلسنت کو نہ بچا سکیں۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کی تمام سابقہ شکستوں کی تصدیق ہو گئی۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کو اپنے کسی بھی صدر پر اعتماد نہ رہا اور بار بار انہیں تبدیل ہی کرتے رہے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں علماء اہلسنت ہر نشست کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مناظر اہلسنت اپنے مسلمات سے ہی انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بخاری شریف اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے منکر ہو گیا۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں سنی بانی مناظرہ حاجی گھنا خاں کے بھتیجے محمد خاں اور غلام رسول خاں گاڈی بلوچ نے میدان مناظرہ میں ہی شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مبلغ اعظم مدظلہ سے شکست کھا کر ندامت اٹھاتے ہوئے بریلوی علماء نے سیال شریف اور دیوبندی علماء نے جامع محمدی میں جا کر دم لیا۔

روئداد مناظرہ جھوک دایہ ضلع جھنگ

وجہ انعقاد شیعہ مناظر مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر اہلسنت کے ہر فرقہ کو میدان مناظرہ میں عبرتناک شکست ہوئی چک نمبر ۱۱ تارڑ ضلع جھنگ میں مولوی احمد بخش ضیائی اور مولوی قطب الدین صاحب کی ناکامی آجتک علاقہ میں مشہور ہے ہر سہ شیخ ولیشیاں ضلع جھنگ میں مشہور کج بحث سنی مناظر مولوی پرامدین زیتروی کی شکست ضرب المثل بن چکی ہے ۔ وادی سندھ میں اہلحدیث کے [illegible] مناظر مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی تو ایسے حواس باختہ ہوئے ۔ کہ غلط حوالے دینے شروع کر دیئے ۔ گزشتہ مباحثہ میں سندھ کی خفت مٹانے کے لئے کمر ہمت تو باندھی مگر ایسی رسوائی نصیب ہوئی کہ آجتک مناظرہ کا نام نہیں لیتے ۔ کرپالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت اہلحدیث کے نوجوان مناظر مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی تو پہلی ٹرن میں ہی فیل ہو گئے ۔ اس شکست کو اپنی ناتجربہ کاری اور ابتدائی منزل سمجھتے ہوئے اپنے بزرگوں مولوی احمد دین صاحب گکھڑوی ، مولوی محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی ، مولوی محمد سلیمان صاحب اور مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کی معیت میں حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے میدان میں پھر طبع آزمائی کے لئے تشریف لائے مبلغ اعظم کے سامنے ایسے عاجز ہوئے ۔ کہ اہل السنت بانیان مناظرہ کی ہمت بھی ٹوٹ گئی ۔ عبدالعزیز ملتانی کی طرح حواس باختہ ہو کر غلط حوالے دینے شروع کر دیئے میزان الاعتدال کا غلط حوالہ سر میدان واپس لینا آج تک دنیا کو یاد ہے ۔

صدر تنظیم اہل سنت مولوی نور الحسن صاحب مدیر دعوت گول باغ لاہور میں مناظرہ کے لئے شرائط تو طے کر بیٹھے ۔ تاریخ کا اعلان بھی ہو گیا ، مگر گھر بیٹھے ہی شکست قبول کر لی ۔ اور اعلان کر دیا کہ میں تو مناظر ہی نہیں ۔ بلکسر تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مولوی اللہ یار صاحب چکڑالوی کو ایسے چکر آئے ۔ کہ بسم اللہ پر ہی اپنا ایمان ثابت نہ کر سکا چنانچہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے تنظیم اہل سنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد قریشی کو ہمراہ لیکر حشمت مرالی تحصیل کبیروالا ضلع ملتان مناظرہ کے لئے تشریف لائے اور شکست کھا گئے ۔ اور اس شکست کو چکڑالوی صاحب مولوی دوست محمد قریشی کی بزدلی کا عذر

بیان کرتے رہے۔ چنانچہ کالووال ریحاناں ضلع جھنگ میں قریشی صاحب کی بجائے جامع محمدی ضلع جھنگ اور مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے علماء کو لے کر قسمت آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ لنگر مخدوم کے بزرگوں کا سایہ بھی تھا۔ مگر ایسی رسوائی ہوئی کہ مولوی نورالحسن صاحب تک انکی کم علمی سے واقف ہو گئے۔ اسی لئے تو اخبار دعوت میں اب انکے مضامین قبول نہیں ہوتے۔ ان شکستوں کو مجلس احرار نے بھی محسوس کیا ادھر محمد صدیق صاحب تاندلوی کو پے در پے شکستیں گھن کی طرح کھائے چلی جا رہی تھیں چنانچہ اہل حدیث مناظر نے اپنے بزرگوں کو نااہل سمجھتے ہوئے اہلسنت اور مجلس احرار کا سہارا لیا۔ اور ایک مشترکہ محاذ بنا کر جس میں بیسیوں تنظیمی علماء کے علاوہ مجلس احرار کے کرتا دھرتا مولوی محمد علی جالندھری اور مولوی لال حسین اختر بھی شامل تھے۔ کوٹ سمابہ ریاست بہاولپور میں نبرد آزما ہوئے۔ ہزار جدوجہد کے بعد بھی منہ کی کھائی اور سُنی عوام انکی مناظرانہ خدمات سے سبکدوش ہو گئے۔

ان مناظروں کے علاوہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صداقت مذہب شیعہ پر مبلغ اعظم کی تقریروں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا الحمدللہ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں اہلسنت شیعہ مذہب قبول کر گئے اسکے سدباب کی خاطر تنظیم اہل سنت نے مذہب شیعہ پر فتح حاصل کرنے کی خاطر ایک شاطرانہ چال چلی۔ چنانچہ موضع جھوک دایہ ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خانصاحب بلوچ سے سازباز ہوئی۔ کہ وہ اپنے گاؤں میں شیعہ سُنی مناظرہ کا انعقاد اس طریق پر کرائیں کہ کہا تو یہ جائے کہ باہمی فہم تفہیم ہے۔ جانبین سے ایک ایک مناظر بلا لیا جائے۔ عام مناظرہ نہیں ہو گا۔ خانصاحب نے ملحقہ بستی کے شیعہ ملک غلام باقر کھوکھر سے فیصلہ کر لیا۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء تاریخ مقرر ہوئی۔ جب ضیغم پاکستان مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پروگرام کے مطابق اکیلے ہی وہاں پہنچے۔ تو درجنوں علماء کے علاوہ نوابزادہ قمر الدین صاحب آف سیال شریف کی سرپرستی میں ہزاروں سُنی عوام جمع ہو چکے ہوئے تھے۔ خدا زندہ و سلامت رکھے

حضرت مخدوم المخادیم پیر سید خضر حیات شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت شاہ جیونہ رحمۃ کو جنہیں بر وقت اس سازش کی اطلاع ملی تو۔ انہوں نے رات ہی رات سارا انتظام فرما لیا۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ کو آن واحد میں بلا لینا بھی مخدوم

صاحب کی کرامت تھا۔ صبح ہوتے ہی ہزاروں کی تعداد میں ضلع جھنگ اور سرگودھا کے شیعہ عوام قومی کارکن اور رؤساء جھوک وارہ پہنچ گئے منظم مناظرہ ہوا اور تنظیم اہلسنت کی عبرتناک شکست ایک تاریخ کی حیثیت اختیار کر گئی۔

سید بشیر حسین بخاری

سرگودھا

موضوعات مناظرہ

۱ شیعہ مناظر شیعوں کا ایمان بالقرآن باقوال آئمہ الکرام وغیرہم ثابت کرے گا۔ سنی مناظر اس کی تردید کرے گا۔

۲ اثبات خلافت حضرات ثلاثہ از آیات قرآن مجید و کتب معتبرہ شیعہ بذمہ سنی مناظر تردید بذمہ شیعہ۔

۳ شیعہ مناظر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل بآیات قرآن ثابت کرے گا۔ اور سنی مناظر تردید کرے گا۔

۴ سنی مناظر بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ اور فدک کے مستحق نہ ہونے کو قرآن اور کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت کرے گا۔ اور شیعہ مناظر اس کی تردید کرے گا۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

شیعہ مناظر:۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل

صدر:۔ مولانا مرزا یوسف حسین۔

ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سنی۔

سنی مناظر:۔ مولوی دوست محمد قریشی

صدر:۔ مولوی احمد شاہ چوکیروی۔

مبلغ اعظم نے فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد یہ آیہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ پ ۱۴ تلاوت کرتے ہوئے تفسیر صافی سے ثابت کیا کہ خدا نے

تعالیٰ اس قرآن مجید کا تحریف و تغییر۔ زیادتی اور نقصان سے محافظ ہے۔ نہج البلاغہ
ص۳ ج ۲ سے جو حفظ مسطور بین الدفتین پڑھ کر بقول جناب امیرالمومنین علیہ السلام ثابت
کیا کہ قرآن وہی ہے۔ جو بین الدفتین ہے اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی سے ثابت
کیا کہ شیعہ کا ایمان قرآن اور آل محمدؐ پر ہے۔ اصول کافی ص۵۹، ص۲۶۹ اور حقائق سے
بروایت رسول خدا امام جعفر الصادق امام موسیٰ کاظمؑ اور امام رضاؑ سے یہ ثابت کیا کہ جو روایت
مخالف کتاب اللہ ہو، وہ دروغ بے فروغ اور قابل رد ہے۔ اعتقادیہ شیخ صدوق ص۲۴
سے شیعہ کا اعتقاد بالقرآن اور آخری فقرہ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فھو
کاذب پیش کیا کہ جو شیعوں کی طرف قرآن مجید کے متعلق زیادتی منسوب کرے۔ وہ جھوٹا اور کذاب
ہے۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی ان چیزوں کا تو کوئی جواب ہی نہ دے سکے۔ اور
کتب شیعہ سے بعض اخبار ضعیفہ اور ظنیہ پڑھ کے بعض آیات میں تحریف ثابت کرنے
کی کوشش کی۔ جس کو مبلغ اعظم نے با اصول سابقہ اور تفسیر صافی ص۱۰ سے نقل اخبار
ضعیفہ پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب روایات بقول السید مرتضیٰ علم الہدیٰ ضعیف اور
ناقابل قبول ہیں قرآن مجید کی صحت قطعی ہے۔ اور قطعی کے سامنے ضعیف و ظنی کی کوئی
حقیقت نہیں۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو خلاف
موضوع علی علیہ السلام کا ثلاثہ کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ شیعہ
مناظر نے کہا خلاف موضوع نہ چاہیئے یہ قصے اگلے موضوع میں پیش کریں۔ آپ نے جب سنی
کتب سے (۱) بقول حضرت عمرؓ نوے پارے کا قرآن۔ تفسیر اتقان ص۷۲ ج اول
(۲) سورہ خلع اور سورہ حفد کا اضافہ۔ تفسیر در منثور ص۴۲۱ جلد ۶ (۳) معوذتین (سورہ فلق اور
الناس) کی کمی۔ تفسیر ابن کثیر ص۵۷۱ ج ۴ (۴) معوذتین کے انکار سے عدم کفر فتاویٰ قاضی خان
ص۴۸۲ (۵) فی مواسم الحج کی کمی بخاری شریف ص۲۷۷ ج ۲ (۶) "وزھطک منھم المخلصین" کی کمی
بخاری شریف ص۷۰۲ ج ۲ (۷) حضرت عثمان کا قرآن جلانا۔ بخاری شریف ص۷۴۶ ج ۲ (۸)
بی بی عائشہ کی بکری کا آیات رجم اور رضاعت الکبیر کو چر جانا (ابن ماجہ ص۱۴۱) (۹) آیت
مخالف قول صحابہ کا منسوخ تصور کیا جانا۔ اصول کرخی ص۳ اور فتاویٰ قاضی خان
ص۷۸۲ ج ۴ سے حنفی مذہب کے نزدیک قرآن پاک کا پیشاب سے لکھنا جائز پیش
کیا تو دنیا انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی کہ خداوندا! یہ سنی مذہب کیا بلا ہے۔ کہ جس میں

قرآن کو جلانا اور پیشاب تک سے لکھنا بھی جائز ہے۔ سُنّی صدر مولوی احمد شاہ چوکیروی نے جب دیکھا کہ مولوی دوست محمد قریشی کی حالت پتلی ہو چکی ہے اور سُنّی کیمپ پر مبلغ اعظم کے حوالہ جات سے وحشت طاری ہو رہی ہے۔ تو فوراً کھڑے ہو کر چلائے۔ کہ حنفیہ کا فتاوی نہیں ہے مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر ابوبکر اسکاف کا ذکر طبقات حنفیہ میں نہ ہو تو ڈاڑھی ڈاڑھی کی شرط رہی۔ بس پھر کیا تھا۔ چوکیروی حضرات بصورت بھاگ ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آخر مناظرہ تک اسٹیج کے قریب نہ آئے۔

خلافت حضرات ثلاثہ

ثبوت بذمہ سُنّی۔ تردید بذمہ شیعہ۔ اس دفعہ سُنّی صاحبان نے مولوی احمد شاہ چوکیروی کو صدارت سے معزول کر کے مولوی درویش محمد کو صدر بنالیا۔ مگر شیعہ کی طرف سے جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب ہی رہے سُنّی مناظر نے آیہ استخلاف تلاوت کر کے اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نہ ہی ان کا ایمان ثابت کر سکے اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی نص پیش کر سکے۔ نہ ان سے شرک و ظلم کی نفی پیش کرنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی مَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِکَ کا کوئی مفہوم پیش کر سکے۔ مبلغ اعظم نے آیہ استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ خلافت کا وعدہ تو اللہ نے خود کیا ہے۔ اور لَیَستَخلِفَنَّہُم کا فاعل بھی خدا ہے۔ لہٰذا سوائے خدا کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ قریشی دوست محمد صاحب نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ شیعہ کتب کی روایات میں کمی زیادتی کر کے حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کی نماز پڑھنا پیش کی۔ تو مبلغ اعظم نے احتجاج طبرسی ص۵۶ اور بحار الانوار ص۹۵ ج۸ سے پوری عبارات پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ قریشی صاحب ابوبکر کی تجویز قتل علی المرتضیٰ بمسجد علے للنقب کہ حضرت علیؑ کی انفرادی طور پر اپنی نماز پڑھنے کو کھا گئے ہیں۔ اور کہا کہ کسی جگہ پر نیت اقتداء بغیر ذکر قتل علیؑ کوئی روایت پیش کرو۔ تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

شیعہ مناظر نے جب مشکوٰۃ شریف ص۱۰۰ اور بیہقی ص۱۲۲ ج۲ سے امیر فاسق و فاجر

معاوضہ کام نہ آسکا۔

مبلغ اعظم نے مسلم شریف ص۱۲۰ ج ۲ سے بقول حضرت عمر یستخلف پیش کیا کہ رسول اللہ نے ہم کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور تفسیر ابن کثیر ص۵۹۵ ج اول حضرت عمر کی حسرت وافسوس کہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کے بعد کون خلیفہ ہے، تو قریشی صاحب سے تمام جرأت باطلہ چکنا چور ہو گئے۔ اس کے آپ نے

(۱) حدیث ثقلین۔ مشکوۃ شریف ص۵۶۹ (۲) انی تارک فیکم الثقلین۔ در منثور ص۶۰ ج ۲۔ (۳) ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا۔ تفسیر خازن ج ۵ ص۱۰۲ علی میرا بھائی ہے وصی ہے خلیفہ ہے اس کا حکم سننا اور اس کی تابعداری کرنا۔ (۴) انت خلیفتی من بعدی۔ (خصائص نسائی ص۔) اے علی تو میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد یا علی انت خلیفتی فی حیاتی وفی مماتی۔ اے علی تو میرا زندگی اور موت میں خلیفہ ہو۔ (۵) عممنی رسول اللہ یوم غدیر خم بکہ سرکار دوعالم نے بروز غدیر خم علی کے سر پر دستار بندھائی۔ مسند ابو داؤد طیالسی ص۲۳ پیش کر کے اختصاص خلافت بہ اہل بیت اور خلافت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ثابت کر کے فرمایا کہ قریشی صاحب! اگر جرأت ہے۔ تو اس طرح خلافت ثلاثہ پیش کرو۔ مگر قریشی صاحب کے طوطے اڑ چکے تھے، سوائے تخت پر قبضہ اور ملک گیری کے ان کے پاس دلیل ہی کوئی نہ رہی۔

شیعہ مناظر مبلغ اعظم نے کہا قریشی صاحب! ملک گیری بھی خلافت حقہ کی دلیل بن سکتی ہے؟ کچھ غور تو کرو۔ تخت پر قبضہ کر لینا ثبوت حقانیت نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے رسول اللہ بنی فلاں ینزون علی منبری نزو القردۃ کہا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بنی فلاں کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پہ کودیں گے۔ مثل بندروں کے۔

۱ تفسیر در منثور ص۱۹۱ جلد ۴
(۲) تفسیر در منثور ج ۶ ص۳۷۱
۳ تفسیر عزیزی سورہ قدر
۴ تفسیر ابن جریر سورہ قدر کی روایات سے ثابت ہوتا کہ حضور نبی اکرم کے منبر پر تو بندر ہی ناچیں گے فرمایئے بندر کون سے ہیں۔

تو قریشی صاحب نے جواب دیا کہ بندر یزید ہے۔ تو شیعہ مناظر نے کہا کہ اول

تو یہ صیغہ جمع ہے۔ اور باقی بندر بتلاؤ کون ہیں؟ اور یزید تمہارا چھٹا خلیفہ بھی تو ہے۔ دیکھو شرح فقہ اکبر ص۸۷ اور بخاری شریف ص۱۰۵۴ ج ۲۔ فتح الباری ص۸ ج ۱۳ صواعق محرقہ ص۱۲ پر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یزید ان بارہ میں سے ہے جن پر امت کا اجماع ہوا ہے فرمایئے کیا بندروں پر بھی اجماع امت ہوا کرتا ہے۔ اس پر نعرے بلند ہوئے اور قریشی صاحب بہت ہی کھسیانے ہو کر رہ گئے۔ حتی کہ پیچھے سے علمائے اہل سنت نے بھی ان کی ملامت کی کہ یزید کو بندر کیوں کہا ہے۔

دنیا حیران ہو رہی تھی۔ کہ سُنی مکتب میں جب یزید بھی خلیفہ ہے۔ تو پھر معیار خلافت کیا رہا اس کے بعد قریشی صاحب نے فتوحات ملکی کو معیار خلافت قرار دیا۔ تو مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ حضور فتوحات ملکی معیار نہیں۔ اس قسم کی تائید دین تو اللہ فاجر سے بھی کرا لیتا ہے، دیکھو بخاری شریف ص۴۲۰ ج ۱

ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔ اور قسطنطنیہ کا فاتح کون ہے؟ کیا یہی یزید تو نہیں۔ کیا اسی فتح پر فخر کرتے ہوئے آپ کے علماء نے اسے جنتی تو نہیں لکھ دیا؟ دیکھو موطا امام مالک مترجمہ ص۴۰۵

اس پر تو قریشی صاحب کے تو حواس اڑ گئے اور دنیا یزیدی یزیدی کا شور کرنے لگ گئی جب مبلغ اعظم نے فتوی عبدالحی جلد ۲ ص۱۲ سے خلافت ثلاثہ کی نفی اور خلافت جناب علی علیہ السلام کا اثبات بدیں الفاظ پیش کیا۔

قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیاً قال ذلک والذی لا الہ غیرہ ان بایعتموہ اطعتموہ ادخلکم الجنۃ۔

حضور نے ابوبکر و عمر کی خلافت سے منہ پھیر لیا۔ یہ بات موافق مزاج رسول نہ آئی۔ اور خلافت علی کے وقت قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر تم ان کی بیعت اور ان کی تابعداری کرو گے تو تم سب کو داخل جنت کر دیں گے۔ اس حدیث کا جواب قریشی صاحب آخری وقت تک نہ دے سکے۔ مناظرہ کی دوسری نشست ختم ہوئی۔ مبلغ اعظم

[illegible] اعظم

خلافت بلا فصل علی علیہ السلام بآیاتِ قرآن

ثبوت بذمہ شیعہ ——— اور ——— تردید بذمہ سنی

اس دفعہ سنی مدد پھر تبدیل کر دیا گیا۔ مگر شیعہ مدد بدستور رہا

مبلغ اعظم نے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرات اس عنوان میں ہمارے دعوے ہیں۔ دعویٰ اول کہ علی علیہ السلام نص کے خلیفہ ہیں۔ اجماع اور شوریٰ کے نہیں۔ دوسرا کہ وہ خلیفہ اول ہیں۔ ان سے پہلے کوئی نہیں۔ اور یہی بلا فصل کا مطلب ہے۔ جب تک فصل ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ بلا فصل ہیں اگر فصل ثابت ہو جائے پھر بلا فصل نہ رہیں گے۔ فصل سے مراد خلافت ثلاثہ ہے جس کی نفی کل ہو چکی ہے

قریشی صاحب اپنے ثلاثہ کی خلافت نہ قرآن سے ثابت کر سکے اور نہ حدیث سے آج میرے ذمہ خلافت علی علیہ السلام کا اثبات ہے۔ لیجئے میں حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے خلافت علی المرتضےٰ ثابت کرتا ہوں۔ یہ ہے زور صداقت مذہب شیعہ۔ کہ سنی تو اپنے بزرگوں کی خلافت حدیث سے بھی ثابت نہ کر سکے اور شیعوں کے امام کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہو رہی ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس موضوع کے تین حصے کر دیئے

اوّل۔ خلافت مطلقہ ——— دوئم۔ اختصاص خلافت با اہل بیت۔ سوئم خلافت علی بنص قرآن جس پر آپ نے بیسیوں آیات قرآنی پیش کیں۔ جو انشاء اللہ العزیز مفصل و مدلل میں طبع ہوں گی۔

اوّل۔ خلافت مطلقہ کا وجود آیہ استخلاف پارہ ۱۸ سورہ نور وعد اللہ الذین الخ سے ثابت کیا۔ اور خلافت کو عامہ اور اصول میں داخل کیا۔ اور پھر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ۲۲ سورہ فاطر اور وجعلنا للمتقین اماما پ۱۹ سورہ شوریٰ ومن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پ۹ سورہ اعراف ومن قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون سورہ اعراف سے ثابت کیا۔ کہ خلیفہ معصوم اور مصطفےٰ اور وارث کتاب اللہ اور ہادی بالحق و عادل بالحق ہوگا اور اس کے نہ ماننے والا فاسق و منکر ہوگا۔ اس کے بعد آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین پ۳ سورہ آل عمران۔ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ پ۲۵ سورہ جاثیہ۔ فقد

آل یعقوب ۔ پ۱۲ سورہ یوسف ۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت
پ۱۳ سورہ ابراہیم ۔ انما یرید اللہ ... پ۲۲ سورہ احزاب وغیرہ پیش کر کے آل انبیاء کا معصوم
و مختص ہونا [illegible] ثابت کیا جس کا قریشی صاحب اور خواجہ صاحب مل کر بھی
کوئی جواب نہ دے سکے ۔ بلکہ عذرات باطلہ شروع کر دیئے کہ اگر خلافت حضرت علی اور
اہل بیت کا حق تھا ۔ تو ثلاثہ کیوں قابض ہو گئے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور داؤد اور
رسول خدا کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا ۔ تو علی کے دشمن کیوں نہ ہلاک ہو گئے ۔ جس پر مبلغ اعظم
نے فرمایا حضرات انبیاء کی خلافت پر قبضہ نہیں بلکہ خلیفہ حق کا انکار اور مقابلہ ہے اور مقابلہ
مقابلے جیسے تم کہتے ہیں اللہ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو شیطان نے انکار کر دیا
حضرت آدم پر [illegible] شیطان کا [illegible] ابھی تک تسلط ہے ۔ کیا اس سے حضرت
آدم کی خلافت کا غصب ثابت ہوتا ہے یا خدا کے وعدہ کے خلاف ؟ بلکہ شیطان ملعون
ہو کر پھر رہا ہے ۔ حضرت موسیٰ نے اپنے بعد ہارون کو خلیفہ بنایا ۔ سامری نے خواہ مخواہ بچھڑا
بنا لیا ۔ اور حضرت ہارون [illegible] اس سے حضرت ہارون کی خلافت غصب ہو
گئی ۔ بلکہ قوم خلیفہ حق کا انکار کر کے گمراہ ہو گئی ۔ مگر ان کو قریشی صاحب نے ہاتھ تک
بھی نہ لگایا ۔ [illegible] شور سے چلانا شروع کر دیا ۔ کہ شیعہ اڑ رہے ہیں ۔ تو علی کا نام قرآن
سے دکھاؤ [illegible] مبلغ اعظم نے کہا ۔ لیجئے جناب میں علیؑ کا نام بھی قرآن سے دکھاتا ہوں اگر
علی کا نام قرآن میں [illegible] ہو گیا ۔ پھر تو ثلاثہ کی خلافت ہو گئی ۔ اس کے بعد فرمایا
حضرات خلافت کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں ۔ اصطفاء ، علم و حکمت اور نص ۔ میں چاروں چیزیں
علی کے لئے پیش کرتا ہوں [illegible] مبلغ اعظم نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ زخرف پارہ
۲۵ سے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ۔ ام الکتاب جو ہمارے پاس ہے ثابت ہے کہ البتہ
علی صاحب حکمت ہے ۔ اس پر [illegible] سنتے اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مریدوں و
درویشوں نے شور مچا دیا غلط ہے غلط ہے ۔ مولوی دوست محمد قریشی نے گلا پھاڑتے
ہوئے کہا [illegible] صداقت ہے ۔ تو کسی شیعہ تفسیر یا کتاب سے دکھاؤ کہ اس سے مراد نام علی
ہے ۔ اس پر مبلغ اعظم نے کہا لیجئے یہ میرے ہاتھ میں تفسیر قمی ہے ۔ اس کے صفحہ [illegible] پر اسی
آیت کی تفسیر میں ہے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم یعنی امیر المومنین مکتوب فی الحمد [illegible]
تعالیٰ [illegible] علیہ السلام ہو امیر المومنین یعنی علی سے مراد ہے ۔

الحمد اور اھدنا الصراط المستقیم جب سے بقول امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امیر المومنین علیہ السلام مراد ہیں۔ تفسیر صافی ص۱۷۔ ۲۔ دوم پیش کی وفی المعانی عن الصادق [illegible] ھو امیر المومنین [illegible] فی ام الکتاب کہ حضرت امام صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ [illegible] علی سے مراد امیر المومنین ہیں [illegible] قریشی صاحب نے ترجمہ مقبول کی طرف توجہ دلائی تو اس کے حاشیہ پر بھی بقول امام جعفر صادق علیہ السلام یہی تفسیر تھی۔ پھر سنی گروپ نے شور مچانا شروع کر دیا۔ [illegible] شور [illegible] کو بند کرا لیا گیا۔ مبلغ اعظم نے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین [illegible] کی تلاوت کرکے کہ لسان صدق کا امت آخری میں ہونا ثابت کیا اور بعد امام [illegible] لسان صدق علی سے جناب امیر المومنین کا لسان صدق ہو کر جملہ انبیاء کا ہونا ثابت کر رہے تھے کہ مخالف لوگ اپنے عوام کو شور مچانے پر ابھارنے لگے تاکہ آیات قرآنی کو کوئی نہ سن سکے۔ [illegible] پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ اے ظالمو! اقرار صرف و نحو کے میرے ترجمہ کو غلط کرو [illegible] سے کچھ نہیں بنے گا۔ مگر ملاؤں کا یہ گروہ جس میں مولوی احمد شاہ چوکیروی۔ مولوی [illegible] محمد احمد پور سیالوی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی۔ مولوی عبد الغفور [illegible]۔ مولوی حامد علی گجراتی وغیرہ کے علاوہ جو سلانوالی [illegible] اور دیگر [illegible] فراہم کئے گئے تھے۔ کوئی ایک بھی قاعدہ نحوی پیش نہ کر سکا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ ترجمہ کو غلط ثابت کرے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ علم علی منقول عن المعصوم ہے۔ اگر صفت اصلیہ کا اعتبار کیا جائے۔ تو اس نام کے معنے ہی عالیشان کے ہیں۔ مگر [illegible] جائے تو نام علی ہے۔ اور علم مراد لینے پر کوئی اعتراض نحوی پیش کرو [illegible] تو الزام ہے تو تفسیر آئمہ اطہار کا جواب دو۔ میں ترجمہ جعفر صادق [illegible] علیہم السلام کی موجودگی میں کسی ترجمہ کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چنانچہ تفسیر صافی میں صفت مراد لینے کا ضعف لفظ قیل سے ظاہر ہے۔ اور نام علی پر نص امام موجود ہے۔ یا تو کسی معصوم کی نص سے اس ترجمہ کو غلط ثابت کرو یا قرآن کی عبارت سے نص قول [illegible] یا عقلی یا معنوی استدلال پیش کرو مگر خواجہ قمر الدین سیالوی کی سرپرستی کے باوجود سنی گروپ عاجز آ گیا۔ اور کوئی جواب بن نہ آیا۔ اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔

۲ [illegible] اصول [illegible] سے [illegible] اس مسئلہ میں شیعہ سنی بلند ہو کر [illegible] ہوتے ہیں۔ مگر مبلغ اعظم نے اس موضوع کو اس طرح

پڑھایا جو علاقہ بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ چونکہ وراثۃ انبیاء کی نفی کے لئے قرآن مجید میں کوئی آیت موجود نہیں۔ حضرت ابوبکر سے لیکر آج تک سنی مولویوں کا گذارہ حدیث لا نورث پر ہی رہا ہے مگر قریشی صاحب نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے عدم وراثۃ انبیاء پر دو آیتیں پیش کیں۔ ولا تمدن عینیک کہ اے نبی تو اپنی آنکھوں کو کفار کے مال و متاع کی طرف دراز نہ کر۔ اور دوسری آیت زین الناس حب الشہوات من پیش کر کے ادھر ادھر کی بے محل باتیں جن کا موضوع سے کوئی تعلق تک بھی نہ تھا۔ بیان کیں۔ اور ثابت کیا کہ پیغمبر اسلام کی تو کوئی جائداد ہی نہ تھی۔ لہذا وراثت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مبلغ اعظم نے جوابی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت مولوی دوست محمد صاحب دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان آیات کا مطلب یہ نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کا جاہ و جلال اور مال و متاع آپ کو مرعوب نہ کرے۔ اور دوسری آیت کا اگر یہی مطلب ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے فریب دیا۔ کہ بچوں اور عورتوں کی محبت پیغمبروں کو نہیں ہوتی۔ اور یہ حکم بالعموم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبروں کے نہ ہی بچے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی بیویاں ۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ بیویاں اور اولاد ثابت ہے۔ فرمائیے اگر آقائے نامدار کو مال کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کہاں سے کھاتے تھے ازواج کو خرچ کہاں سے دیتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فان للہ وللرسول ولذالقربیٰ پارہ نمبر ۱۰ سورہ انفال وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ پ۲۸ ع۴ سے پیش کیا کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ اور مال فئے اللہ اور رسول اور پیغمبر کے قریبیوں کا ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے مسلم شریف جلد ۲ ص۹۲ شرح نووی سے تاجدار رسالت کی جائداد کی تفصیل یوں پیش کی کہ حضور کو جائیداد تین حقوق سے حاصل ہوئی تھی اول وہ جو مخیریق یہودی نے یوم احد اسلام لاکر حضور کو ہبہ کی اور بنی نضیر کے سات باغ اور جو انصار نے حضور کو زمینیں دی تھیں وکانت ھذہ املاکا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ حضور کی ملکیت خاص تھی۔ حق تعالیٰ نے ارض بنی نضیر جس کی جائداد منقولہ حضور نے تقسیم کردی وکانت الارض لنفسہ اور زمین حضور کی ذاتی جائیداد رہی۔ اسی طرح سے زمین فدک اس پر کانت خالصۃ لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ رسالت مآب کی خاص

ملک تھا۔ اسی طرح تہائی وادی قری کی اور خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم تحت ثالث خمس خیبر سے آپ کا حصہ اور فتوحات خیبر و غنیمت سے آپ کا حصہ فکانت هذا کلها ملکا لرسول الله خاصة لا حق فیها لاحد غیره کہ سب کچھ رسول خدا کی خاص ملکیت جس میں کسی غیر کا حق نہ تھا۔ آپ جس طرح چاہتے خرچ کرتے تھے یہ سننے کے بعد عوام پر قریشی صاحب کا فریب ظاہر ہو گیا شیعہ مناظر نے کہا حضرات کیا جناب فاطمۃ الزہرا آغوش محمد کی پلی دوست محمد قریشی جتنا قرآن نہ جانتی تھیں۔ جنہوں نے سرکار مدینہ کی وراثت کا دعویٰ کیا، اور ابوبکر نے انکار کے باعث اس پر غضب ناک ہو گئیں اور تا وفات معصومہ کونین غضب ناک رہیں۔ رات کو دفن ہوئیں علی علیہ السلام نے جنازہ پڑھا۔ اور ابوبکر کو جنازہ میں شریک نہ ہونے دیا اہلسنت کی سب سے بڑی مستند مشہور اور مایۂ ناز کتابیں بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۴۳۵ و مسلم شریف جلد دوم ص ۹۱ آپ نے جب انکی عبارات پڑھ کر ترجمے کئے۔ کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی صدیقہ وطاہرہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء دربار خلافت سے کس طرح خالی واپس آئیں۔ تو اس پر ایک رقت کا سماں پیدا ہو گیا۔ دنیا زار و قطار رو رہی تھی۔ قریشی صاحب نے کہا روتے کیوں ہو؟ شیعوں نے جواب دیا۔ ہم آل محمد کے مصائب پر رونا ثواب سمجھتے ہیں آپ بنت رسول پر جتنے حملے کر سکتے ہیں کر کے روح ثلاثہ سے خراج تحسین حاصل کر لو قریشی صاحب سے جب احادیث بخاری و مسلم کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ تو مولوی دوست محمد قریشی نے صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام باری کی صحت سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں بخاری و مسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتا ان کتب میں شیعوں نے بہت سی حدیثیں گھسیڑ دی ہیں۔ قریشی نے کہا غضبت والی حدیث کا راوی محمد بن مسلم ابن شہاب زہری ہے۔ اس پر مبلغ اعظم نے ہندوستان و پاکستان کے مایہ ناز محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ممتاز کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع کہ تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے۔ کہ بخاری و مسلم کی تمام حدیثیں قطعی طور پر صحیح ہیں وانہ کل من یہون امرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین جو بخاری اور مسلم کے امر کی توہین کرے۔ وہ گمراہ بدعتی اور سبیل مومنین کے خلاف کی اتباع کرنے والا ہے۔ آپ نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمائیے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضرات بہشتی اور خارجی ہونگے یا نہیں۔ جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو قریشی نے یوں گوہر افشانی کی کہ رجال وہم رجال شاہ ولی اللہ کی اپنی تحقیق ہے اور میری اپنی تحقیق ہے۔ میرے لئے وہ کوئی حجت نہیں۔ ان کا قول انہیں لوگوں کے لئے تھا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ مبلغ اعظم نے کہا کہ حضور اگر اسی طرح اپنے مسلمات سے انکار کرنا ہے تو پھر مناظرہ کی ضرورت کیا سنی کیمپ نے پھر آسمان سر پر اٹھانا شروع کر دیا۔ کہ زہری شیعہ تھا۔ مبلغ اعظم نے کہا کہ اگر کتب اہل سنت میں زہری کا امام اور حجت ہونا ثابت نہ کر لوں تو خواجہ قمر الدین صاحب کے ہاتھ پر ابھی بیعت کر لوں گا۔ آپ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۰۳ سے الزہری اعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم القرشی الزہری المدنی الامام اور قول امام مالک اسی تذکرۃ الحفاظ ص ۱۰۲ سے قال مالک بقی ابن شہاب وما لہ فی الدنیا نظیر بقول امام مالک دنیا میں زہری کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بس اس کے بعد قریشی صاحب و خواجہ صاحب اور ان کے حواری خاموش ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۴۸۸ سے عمر بن الخطاب کا سیدہ کونین جناب فاطمۃ الزہرا کی سند کو چاک چاک کرنا پیش کیا۔ تو حضور خواجہ صاحب سیالوی پھر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا یہ کتاب اہل السنۃ کی نہیں لیکن جب مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ کے سرورق پر بخط جلی مصنف کا نام برہان الدین الحلبی الشافعی لکھا ہوا دکھایا تو خواجہ صاحب کھسیانے ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن دوست محمد قریشی نے فوراً پینترا بدل لیا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ شافعی نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مناظرہ احناف سے نہیں بلکہ اہل السنۃ سے ہے شرائط نامہ پڑھو۔ جو خواجہ سیالوی کے دست ہائے مبارک سے ٹائپ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ مناظر نے جناب سیدہ کا صواعق محرقہ ص ۲۲ سے گواہ پیش کرنا تفسیر در منثور جلد ۴ ص ۱۸۳ ہبہ فدک اور فتاوی عزیزیہ جلد ۱۔ ص ۱۲۱ سے عبارت وثیقہ سیدہ اور اس پر حضرت ابوبکر کا انکار پڑھا۔ تو سنی ملاؤں کا ہزار شور بھی کام نہ آ سکا۔ اگرچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ مگر صداقت آشکار ہو کے رہی میدانِ مناظرہ میں ہی جناب خان غلام رسول خان بلوچ نمبردار محمد خان بلوچ ساکنان بھوک والہ نے معہ اپنے کنبوں کے مذہب شیعہ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے اعلان شیعیت کر دیا۔ مبلغ اعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اہل بیت المہد

کی شان میں قصائد خوانی سے عالم وجد کا سماں بندھ گیا۔ مرزا یوسف حسین اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کو گھوڑوں پر سوار کر کے جھوک دایا کے گلی کوچوں میں جلوس کی صورت میں شیعوں کی فتح و کامرانی کے ڈنکے بج گئے تو مولوی دوست محمد قریشی اور اس کی تنظیم اہل سنت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دیوالہ نکل گیا خواجہ قمر الدین سیالوی کا بنا بنایا علمی رعب ختم ہو کر رہ گیا۔ اس مناظرہ کی کامیابی کا بہرتق سہرا جناب فخر السادات مخدوم سید حضو حیات شاہ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونہ علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔

مبلغِ اعظم کے علمِ مناظرہ کا شاہکار

یعنی

مناظرہ مندراں والہ

میں

مرزائی شکست

یہ مناظرہ

ایک مرزائی مبلغ کی بے اصولیوں اور بے علمیوں کا

مُرقّع

ہے

وجہ تالیف مناظرہ ہذا

حضرات ! اس مناظرہ کو تحریری صورت میں لانے کی ضرورت بوجوہات ذیل پیش آئی :-

اوّل :- تو مبلغِ اعظم صاحب قبلہ نے تھوڑے وقت میں دلائل معقول اور منقول کے اتنے بیشمار موتی اور جواہر برسائے کہ ان کا ضائع ہو جانا اور مومنین اور مسلمین مخلصین تک نہ پہنچنا بڑا نقصان تھا۔

دوم :- مرزائی صاحبان غلط پروپیگنڈے کے بادشاہ ہوتے ہیں نہ معلوم اپنی اس ہار اور شکست کو چھپانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ کہاں کہاں پھرتے ہوں گے۔ کیا کیا پروپیگنڈے کئے ہوں گے اور اس کج گفتگو، غلط سلط باتوں کو اپنی کارکردگی بتایا ہوگا۔

اس رسالہ میں ہم وہ دلائل پیش کر رہے ہیں جو حضرت مبلغِ اعظم صاحب قبلہ نے مرزائی احمد علی کو مختلف موضوعات پر دیئے۔

مجادلۂ حقّہ اور مجادلۂ باطلہ

مناظرہ حقّہ وہ ہے جس کے دلائل علم سے پیش کئے جائیں اور مناظرہ باطلہ وہ ہے جس کے دلائل مطابقِ علم مناظرہ نہ ہوں۔ جیساکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے :-

ما ضربوہ لک الا جدلا۔ اور مناظرہ حقّہ وہ ہے جس کی نسبت فرمایا۔ وجادلھم بالتی ھی احسن (تفسیر کبیر ص۱۴۳ ج-۲)

تحقیق مقام

جادلهم بالتی هی احسن۔ حضرات ! مناظرہ حکمت اور موعظہ حسن
نہیں کیونکہ حکمت علماء محققین کا حصہ ہے جس کے دلائل قطعیہ اور یقینیہ ہوتے ہیں
موعظہ حسنہ عوام کے لئے ہوتا ہے جن کی فطرت سلامت ہے وہاں دلائل ظنیہ اور اقنا
بھی مفید ہوتے ہیں۔ عبرامثال قصے کہانیاں سن کر بھی وہ اثر لیتے ہیں۔ کیونکہ فطرت
سلیمہ میں مادہ انکار نہیں ہوتا مگر جدل مخالفین اور منکرین کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے
بھی احسن ہونا شرط ہے اور احسن کیلئے علم ہدایت کتاب روشن کی شرط ہے۔

مگر مرزائی حضرات ان ہر سہ امور سے کورے ہوتے ہیں۔ اپنا دعویٰ
بیان حکمت سے ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ مبنی بر حقائق نہیں۔ افتراء اور کذب ہے
مکر اور فریب ہے، دجل اور جدل ہے۔ اسی لئے ان سے علماء ختم ہوتے جا رہے
ہیں صرف کالج اور تعلیم دنیاوی پہ گزارہ ہے۔ مرزائیت کی ترقی اور استقامت ک
دارومدار صرف اچھی ملازمت دلانے اور اچھے خاندان میں شادی کرنے پہ منحصر ہو ک
رہ گیا ہے۔ علم القرآن پڑھانے سکھلانے کا ربوہ میں کوئی اچھا انتظام نہیں ہجا
مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری کے سوا اب کوئی پرانی قسم کا مولوی نہیں ر
اور قاضی نذیر وغیرہ کی نسبت مبلغ اعظم نے فرمایا، وہ تو عربی کی عبارت بھی مناظرہ عا
میں غلط پڑھتے دیکھے گئے ہیں۔ وہاں فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا۔ وہ لڑکا جس کے
مناظرہ ہوا مرزائی نہیں رہا۔ چنانچہ تحریری فیصلہ ان کے خلاف موجود ہے۔

یہ وجہ ہے علم الحقائق میں رہ کر بات نہ کرنے کی۔

حقائق و حکمت موعظہ حسنہ سے کام نہیں لے سکتے۔ کیونکہ قصص انبیاء اور آل ا
ان کی تصدیق نہیں کرتے۔ اقتداء بانبیاء نہیں کر سکتے۔ ملت ابراہیم آل ابراہیم م
موسوی تشبیہ ہارونی سب ان کے خلاف ہے۔ رہا جدل تو وہ بھی غیر احسن یعنی بغ
علم ہدایت اور کتاب روشن کرتے ہیں۔ ورنہ ایک مرزائی کا مناظرہ ایک شیعہ عالم
ہوتا ہے کہ مرزا اپنی نبوت کا دعویٰ مبنی بر صداقت کر سکے نہ مسئلہ امامت پر گفتگو کر س

ینۃ نہ آئمہ طاہرین کی منصوصہ مخصوصہ امامت کا دعویٰ کرسکے نہ مان سکے۔ صرف بنات رسول
کی تعداد کا مسئلہ جس کا نہ مرزائی اصول سے تعلق ہے نہ شیعہ اصول سے اور اس میں بھی
جناب فاطمہؑ کی شہرت تواتر عصمت طہارت میں غیر کو شریک نہ کرسکے اور تعدد میں
ایت محکم اور حدیث متواتر و مشہور نہ پیش کرسکے۔ صرف رطب و یابس قیاس مع الفارق
حالانکہ جدل احسن کی تعریف یہ ہے۔ ان یکون دلیلاً مرکباً من مقدمات
مشہورۃ عند الجمہور او من مقدمات مسلّمۃ عند الخصم ذالک
القائل وھذا الجدل ھو الجدل الواقع علی الوجہ احسن۔ کہ
جادلہ احسن وہ ہوتا ہے کہ دلیل ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ مشہور عند الجمہور اور مسلّم
ہوں یا کم از کم ایسے مقدمات سے دلیل مرکب ہو جو عند الخصم مسلّم ہوں ورنہ مجادلہ احسن
نہ ہوگا بلکہ غیر احسن ہوگا اور دلیل مقدمات باطلہ سے مرکب ہوگی۔ ایسے مناظر کا کام صرف
جھوٹے اور باطل مقدمات کی ترویج ہوتا ہے۔ سامعین کو بیوقوف بنانا حیلے بہانے
سے کام لینا دوران مناظرہ میں طرق فاسدہ یعنی فاسد راہیں اختیار کرنا، غلط روش
اختیار کرنا۔ (کما فی تفسیر کبیر ص۲۴۳ ج ۵)

جیسا کہ مرزائی اور اکثر جاہل مُلّاں کرتے ہیں کبھی ایسی دلیل نہ پیش کریں گے جو عند الجمہور
مشہور و مسلّم یا کم از کم عند الخصم مسلّم اور مشہور ہو صرف نوادرات ظنیات غیر مشہور اور غیر مسلّم
دلائل پیش کریں گے۔ ایسے جوڑ توڑ تو بے نماز اور بے شل بلکہ بے ایمان بھی قرآن سے
کرسکتے ہیں مثلاً لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن میں موجود
ہے

جدلِ احسن اور مرزائیوں کی بے اصولیاں

حضرات ناظرین! جب مرزائی جماعت کا وفد آیا تو انہوں نے چالاکیاں
بے اصولیاں شروع کیں تو مبلغ اعظم نے اس پر اچھا خاصا تبصرہ فرمایا۔ حضرات
اصول بات کرنی چاہیئے۔ مناظرہ کے اصولوں میں رہ کر بات کرنی چاہیئے۔ ورنہ جدل غیر احسن
قرآن مجید اور حدیث کی رو سے منع ہے، حرام ہے، دینی حیات کی موت کا باعث ہے
نقصان ایمان ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن الناس من یجادل

فی اللہ بغیر علم و یتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ ویہدیہ الی عذاب السعیر۔ پ۱۷ - الحج ۳۔

کہ بعضے لوگ دین خدا میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور شیطان پر یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کے پیچھے چلے گا اول تو وہ اس کو گمراہ کرے گا، دوم اس کو وہ عذاب جہنم کی طرف رہنمائی کریگا کہ بغیر علم اور بغیر اصول مناظرہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیمۃ عذاب الحریق۔ (پ۱۷ - الحج ۹)

کہ بعض لوگ وہ ہیں جو دین خدا میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور ان کے پاس نہ مناظرہ کرنے کی ہدایت ہے اور نہ ہی کتاب روشن کا ثبوت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دین خدا میں مناظرہ کرنے کے لیے اول علم دین کی ضرورت ہے۔ دوم ہدایت مناظرہ یعنی مناظرہ کے اصول، سوم کتاب روشن کا ثبوت یعنی اشارے کنایے جوڑ توڑ نہ ہوں کوئی روشن ثبوت چاہیے۔ مگر مرزائیوں کی نبوت صداقت اس کی متحمل کہاں کہ علم سے مناظرہ ہو اور اصول کی پابندی ہو اور کتاب منیر کا ثبوت ہو جس میں شک و شبہات نہ ہوں۔

ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منہم۔ (پ۲۱ - العنکبوت)

کہ اہل کتاب سے سوائے مہذب طریقہ کے بحث مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔

یعنی اصول مناظرہ کی حدیں پھاند جاتے ہیں اور بے محل گفتگو کرتے ہیں یہ مرزائی مبلغ اکثر بے علم ملاں **الا الذین ظلموا منہم** کے مصداق ہوتے ہیں بے اصول بے محل بات کرتے ہیں۔ ان کو ترکی بترکی جواب دینے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے چنانچہ آپ کو یہ مناظرہ پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی مبلغ نے جمہور کی راہ کو کیسے چھوڑا۔ متواترات سے منہ کیسے موڑا اور قواعد مسلمہ کو کیسے توڑا۔ ان چیزوں کے ظاہر کرنے سے ہمارا مطلب مرزائیوں کا کذب و افتراء جھوٹ طوفان غلط بیان

غلط دلائل وہمی اور ظنیات کو ظاہر کرنا ہے تاکہ عوام سادہ لوح کامل چیزوں پر ایمان رکھیں۔ ظنیات وہمیات مغالطات سے بچ جائیں۔ سچ ہے تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا۔ کہ اللہ کے کلمے پورے ہوتے ہیں ناقص نہیں ہوتے، سچے ہوتے ہیں مطابق واقعات ہوتے ہیں افترا نہیں ہوتے۔ مبنی بر عدل ہوتے ہیں پُر از انصاف ہوتے ہیں بے محل نہیں ہوتے۔

جیسے مرزائیوں کے دلائل اور دعوے نہ پورے نہ سچے نہ عدل نہ انصاف صرف لاف وگزاف چستی چالاکی اللہ سے بیباکی، نہ خوف نہ ڈر، نہ در، نہ گھر، نہ علم نہ اصول، جو چاہا مان لیا، جو چاہا چھوڑ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے نبی مرزا صاحب کے اقوال بھی چھوڑ جاتے ہیں جب وہ معصوم ثابت نہیں ہوتے تو دوسرے انبیاء کی عصمت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔

فنِ مناظرہ اور مرزائی مبلغ کی بے علمی

حضرات! مرزائی اصولِ مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے لہٰذا کسی علم کے قواعد وضوابط بھی مدِ نظر نہیں رکھتے۔ نہ تفسیر کے، تفسیر بالرائے کرتے ہیں نہ علم حدیث کے، لہٰذا صحیح وضعیف میں فرق نہیں کرتے نہ تاریخ کے، لہٰذا غلط روایات بے سند کا سہارا لیتے ہیں۔ نہ اصولِ مناظرہ کے قواعد وضوابط کی پرواہ کرتے ہیں۔ شترِ بے مہار کی طرح چلتے ہیں۔

مناظرہ مشتق من النظیر ہے

مرزائی مبلغ، مبلغ اعظم کی علم ومہارت میں نظیر ہی نہ تھا۔ لہٰذا گھٹیا دلائل دیتا رہا۔ ان کو اظہار صواب مطلوب ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ کرتے ہیں اور مجادلہ پر اتر آتے ہیں۔ یعنی اپنا بڑا پن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خفت نہ ہو۔ لہٰذا ان کو تکلف تصنع بناوٹ اور چستی چالاکی مکر وفریب سے

انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ کہ عالم امر میں جب کوئی ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً ثابت ہو جاتی ہے۔ صدور ارادہ عام اور ہر دو شخص کے رجس سے کہ وہ پاک ہو جاتے۔ یہ وہ ارادہ رجس کے ساتھ بلا فصل وا لفعال صرف ارادۂ ازلی سے یہ ہستیاں رجس سے دور رہیں گی اور تطہیر کا اعلان اور تطہیر کا تاج کرامت ان کے سر پر ہمیشہ رہے گا۔ کوئی ہزار کوشش کرے ان میں سے رجس ثابت نہ کر سکے گا۔ رجس سے مراد شیطانی اعمال ہیں۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان (المائدہ سپ) یعنی شراب، جوا، کھڑے ہوئے بت تیروں سے تقسیم سب رجس اور شیطانی ہیں" من " بیانیہ ہے یعنی شیطان کا ان پر تسلط نہ ہو گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مریم شیطانی نزغہ سے پاک ہیں کیونکہ فطرۃً اور پیدائشی پاک ہیں۔

چنانچہ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک اور یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک الخ (آل عمران)

لہٰذا ان کو یہ تطہیر حاصل ہوئی مگر محمد و آل محمد کی تطہیر کا علیٰ اور تامہ ہے۔ یطہرکم تطہیرا کا مفعول مطلق بتلا رہا ہے کہ اگرچہ وہ بھی معصوم و مطہر پاک ہیں مگر یہاں اکمال اور اتمام کی حد ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ مرزائیوں کا کہنا حضرت عیسیٰ اور جناب مریم پر بہتان لگا کر اس سے پاک ہوئے غلط ہے۔ جناب مریم قبل پیدائش عیسیٰ بھی پاک و مطہر تھیں اور آپ قبل پیدائش ہی " انی نذرت لک ما فی بطنی محررا۔ وقت سے پہلے پاک اور حضرت عیسیٰ انی لاہب لک غلاماً زکیا کا اعلان قبل ولادت سے پاک ثابت کرتا ہے۔ یعنی یہ وہ ہستیاں ہیں جو قبل پیدائش پاک ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ گند نکالنے کے معنی تو جب ہوتے جب اخراج ہوتا " یخرج عنکم الرجس" ہوتا کہ رجس کو نکالا، یہاں لفظ " اذہاب" ہے جس کے معنی لے جانے کے ہیں ۔ اور عن للبعد و التجاوز ہوتا ہے یعنی دور کے لئے تو مطلب یہ کہ اللہ کا ارادہ تم سے دور ہی دور رکھنے کا ہے۔ اور حضرات! اللہ رجس کو قریب نہیں آنے دیتا یہ خلاف ہے [illegible]

جن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا بنا چکا ہے سچ ہے اے عمر

سید آں است کہ بر مذہب اسد اللہ باشد

الولد سر لابیہ مشہور ہے اپنی قساوت شقاوت جہالت کی وجہ سے آیات اور حدیث سے گھبرا کر یہ جاہلانہ اعتراض کیا کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس کو اگر حسین اور فاطمہ اور علی کے متعلق سمجھے تو ہمیں ان کے اندر گند ماننا پڑے گا۔ کیونکہ گند نکلنے کا ارادہ ہے ازواج النبی میں وہ گند موجود تھا کیونکہ وہ کافر منافقوں کے گھروں سے آئی تھیں

مبلغ اعظم کا عالمانہ جواب

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات سامعین یہ ہے اس جاہل کا علم اور ایمان ادب اور عرفان کہ معاذ اللہ عنکم سے مراد ازواج النبی میں گند ثابت کرنے لگا اور آیت کا ترجمہ غلط کرنے لگا اور آل بیت کو طاہر ہونے کے باوجود گند کے اخراج کا الزام دھرنے لگا۔ ہم نہ معاذ اللہ ازواج النبی میں گند مانتے ہیں نہ آل محمد سے گند نکلنے کا دعوے کرتے ہیں نہ آیت خدا کا ترجمہ گندہ کرتے ہیں نہ خدا کی طرف اسکو منسوب کرتے ہیں۔

حقائق آیۂ تطہیر

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً

(پ ۲۲ احزاب) ۔ آپ نے بجا فرمایا ان حقائق کا سمجھنا آپ کی جماعت کا کام نہیں ہے آپکا کام صرف اپنے مرشدوں کی تحقیق اور اثبات اور اپنے غیر معصوموں کی غلطی چھپانا ہے۔ لہٰذا یہ اذہاب رجس اور اثبات تطہیر صرف ان کے لئے ہے جو اس میں داخل اور شامل ہیں نہ کہ غیر کے لئے۔ ارادہ سے مراد ارادہ محض تو نہیں بلکہ وہ ارادہ ہے جس کے بعد فوراً تطہیر کا تحقق اور تطہیر کا حصول ہوجاتا ہے

[illegible] کے علم کا حال [illegible] ہے

[illegible] بعضا [illegible] سے دائرہ کافی ہوتا ہے"

ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل سے ہے باب تفعیل یا ایجادِ فعل کے لیے ہوتا ہے جیسے قطعتہٗ یا نقطع میں نے اس کو قطع کیا۔ یعنی میرے کاٹنے نے قطع پیدا ہوئی پہلے نہ تھی۔

اور یا اعلانات نسبت فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے کبرہٗ تکبیرا اللہ کی کبریائی کا اعلان کرے۔ اللہ اکبر کہو۔ نہ اللہ کو بڑا کرے۔ معاذ اللہ۔ ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل کا مصدر ہے تطہیر نسبت فعل کے لئے ہے یعنی اللہ تمہاری طہارت کا اعلان کرے گا۔ تمہاری طرف پاک چیزوں کو منسوب کرے گا۔ معجزات آیات دلائل اور براہین سے تمہاری ایسی تطہیر ثابت کرے گا کہ کوئی مرزائی، عیسائی خارجی، وہابی تمہاری طرف رجس کو منسوب نہ کرسکے گا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے بھی یہ کہا ہے کہ

[illegible] صد حسین است در گریبانم

(مقدمہ خطبہ الہامیہ)

اور یہ بھی کہا ما بقی حسینہم من ظلم یزید

لیکن یہ لکھنے کے بعد کہنا پڑا کہ حسین وہ ہے جس کو خدا نے اپنے دست قدرت سے پاک کیا۔ مگر مرزائیوں کی بلا جانے کہ "یطہرکم تطہیرا" کے کیا معنی ہیں۔ عالم نور میں ان کی پیدائش کیسی ہے اور اعلانِ تطہیر سے کن پاک چیزوں کا اعلان اور اثبات مطلوب ہے۔ سچ ہے:

اللہم یا من خص محمداً و آلہ بالکرامۃ وحباہم بالرسالۃ وخصہم بالوسیلۃ وجعلہم ورثۃ الانبیاء و ختم بہم الاوصیاء والائمۃ وعلیہم علم ما کان وما بقی وجعل افئدۃ الناس تہوی الیہم۔ (صحیفہ سجادیہ)

ترجمہ:۔ اے اللہ تو نے محمد و آلِ محمد کو بزرگی کے ساتھ خاص کیا ان کے گھر میں رسالت بلاعوض رکھی ان کو مقام وسیلہ اور اپنے قرب اور [illegible] محبوبے خاص کیا اور انبیاء کے وارث بنایا اور ان کے ساتھ آئمہ اور اوصیاء کو

کر دیا۔ یعنی ان کے سوا نہ کوئی وصی ہو سکتا ہے نہ امام۔ اور ان کو علم ماکان ومایکون دیا۔ اور مومنوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکایا کہ ان کی محبت اور مودت کرتے رہیں جب چاہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

رب صلّ علی اطائب اھل بیتہ الذین اخترتھم لامرک و جعلتھم خزنۃ علمک وحفظۃ دینک وخلفائک فی ارضک وحججک علی عبادک وطھرتھم من الرجس والدنس تطھیراً بارادتک و جعلتھم الوسیلۃ الیک والمسلک الی جنتک (صحیفہ سجادیہ)

اے اللہ درود وسلام بھیج آپ ان ہستیوں کے جن کو تو نے ہر عیب اور نقصان سے پاک کیا اور اپنے امر کے لئے خود چن لیا اپنے علم کے خزینے بنایا اور اپنے دین کا محافظ کیا اور اپنی زمین پر خلیفہ بنایا ان کو وسیلہ اور مسلک بنایا اپنی جنت تک۔

یعنی جنت میں وہی جائے گا جس کا وہ وسیلہ ہوں گے اور ان کے مذہب اور مسلک پہ چلے گا۔ سیہ کر اپنے آپ کو سید کہلا کے مرزائی ہو۔ جو اپنے جد پاک محمد و آل محمد کو چھوڑ کر مرزا کے پیچھے ہو۔

سمجھا اے پیٹ تیرا برا ہو تو نے کتنے لوگوں کے ایمان ضائع کر دیئے کتنے مسافر آب کے بجائے سراب میں داخل ہو گئے۔ یحسبہ الظمان ماءً جس کو پیاسے پانی سمجھے مگر وہ سراب دھوکے آب کی ریگ تپاں میں جا کر [illegible] بغیر آب حیات ایمانی کے پیاسے مر گئے۔ ایمان کے قطرہ آب نے ان کو سیراب نہ کیا۔ ہائے چشمہ کوثر سے انہوں نے پانی نہ پیا۔ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (مشکوٰۃ شریف) باب مناقب اہل بیت یعنی قرآن پاک اور اہل بیت حوض کوثر تک متفرق اور جدا نہ ہوں گے۔ یعنی حوض کوثر تک نہ قرآن کی بجائے کوئی کتاب آئے گی نہ آل محمد کے سوا کوئی اور امام ہوگا۔ یعنی باب اور بہائی بھی جھوٹے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ قرآن منسوخ ہو گیا اور مرزائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں مہدی ہادی اہل بیت کی بجائے [illegible] آ گیا یعنی مغل مرزے امام اور نبی بن گئے جن کا آل محمد سے دور کا بھی تعلق نہیں [illegible] پاک و پاکیزہ ہستیوں کا تاج ابد تک آل محمد کے سر رہے گا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

تحقیق لفظ اہلبیت

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً۔ (پ۲۲)

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! اس پر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد اہل نبوت اور رسالت ہیں۔ کسی اور کے گھر یا اہل کا ذکر نہیں دو مرزائیوں کا نہ وہابیوں اور بہائیوں کا نہ ہمارے اسلامی بھائیوں کا نہ اس اہلبیت میں صحابہ کرام کے شمول کا کوئی دعویٰ ہے۔ ہاں البتہ ازواج النبی کے داخل وشامل ہونے کے بعض صحابہ اور تابعین قائل ہوئے مگر ان کا اصول قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں۔ کیونکہ "البیت" معرف باللام ہے اور الف لام برائے جنس یا استغراق نہیں بلکہ برائے عہد ہے۔

اور معہود جب تک اللہ و رسول نہ بتلا دیں کون جان سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی حدیث ازواج کے شمول میں وارد نہیں بلکہ بعض حدیثوں میں بی بی ام سلمہ کو حضور نے آیۂ تطہیر کے نزول پر اہل بیت میں شمول سے منع فرمایا۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر ص۴۸۳ جلد سوم میں ہے حضرت نے بی بی ام سلمہ سے فرمایا قومی فتنحی عن اھل بیتی اٹھ کر میرے اہل بیت سے علیحدہ ہو جاؤ۔

بقول رسول خدا

اہل بیت اور ازواج کا فرق

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ان ہذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس قالت و انا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اہل البیت فقال صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم انك على خير انت من ازواج النبي صلى الله عليه وآله وسلم (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۴۸۶)

ترجمہ :- بی بی ام سلمہ سے روایت ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور پرنور میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں۔ فرمایا تیرا انجام بخیر ہے۔ تو ازواج النبی یعنی رسولؐ کی بیویوں سے ہے۔

لیجئے ! حضور رسالت مآبؐ کی زبانی فیصلہ اور فرق ہوگیا کہ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حدیث کی کتابوں میں باب مناقب اہل بیت میں کسی بیوی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کا باب علیحدہ ہے۔ اگر کوئی عالم صحاح ستہ کے اندر اہلبیت کے مناقب میں کسی بیوی یا دیگر ہستی کا ذکر دکھلا دے تو قابل انعام ہے۔

اہل البیت کی تحقیق

مرزائی مبلغ نے موضوع سے منہ پھیرتے ہوئے اہل بیت میں بیویوں کے داخل یا نہ داخل ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ بیٹیاں کہاں اور بیویاں کہاں۔ اصل بات یہ تھی کہ مبلغ اعظم سے بات کرکے نام پیدا کرنے کا متمنی تو تھا لیکن اصول و قواعد علم و موضوع میں رہ کر بات کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا الغریق یتشبث بالحشیش کے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ہر طرف پاؤں مارتا رہا۔ آپ دیکھیں کہ بنات سے ازواج تک ازواج سے ختم نبوت پر حملہ کرکے ختم ہوگا اور [illegible] کے قریب گئے

مگر ع اذا فاتك الحياء فافعل ما شئت

ع شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں آید

مگر کیا کریں مدعیان کذب و افترا کا ان کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہو سکتا۔ صدق و سچ کہاں سے لائیں بنیاد ہی کذب و افترا پر ہے۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے مرزائی مناظروں کو اکثر دیکھا ہے کہ دوران مناظرہ

میں شاعرانہ چالوں، حیلوں، بہانوں، جھوٹوں فریبوں، غلط بیانیوں، حوالوں میں قطع و برید سے پرہیز نہیں کرتے۔ حوالہ دینے میں قوی و ضعیف صحیح و سقیم کا فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر ان کا گزارہ بھی نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کے مدعی ہیں جس کی قرآن و حدیث میں کوئی گنجائش نہیں اور کوئی مقام نہیں اور دین میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں۔

مرزائی مبلغ کی دلیل

برائے

شمول ازواج باہل بیت

مرزائی مبلغ مولوی احمد علی نے پرانا آموختہ دہرایا کہ اہل بیت سے مراد ازواج ہیں انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا میں سیاق و سباق میں ازواج کا ذکر ہے۔ اور "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت" میں اتعجبین میں صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ بی بی سارہ کو خطاب ہے۔ لہٰذا اہل البیت سے مراد زوجہ ہے اولاد نہیں۔

جواب مبلغ اعظم

حضرات! خدا کو حاضر و ناظر اور شاہد کر کے کہتا ہوں کہ مبلغ اعظم نے اپنی عادت کے مطابق روانی اور برجستگی سے اس کے جواب میں دلائل کی بارش کر دی۔ فرمایا حضرت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت کا ترجمہ خود قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

اور قرآن مجید میں وانذر عشیرتک الاقربین سے حضورؐ کے خاندان کے اقربا افراد مراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ کو خصوصیت سے خطاب کیا۔ دیکھو بخاری شریف، کتاب التفسیر ص۷۲۳ اور قرآن شریف میں

واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ و للرسول ولذی القربی

موجود ہے کہ خمس خاندانِ رسولؐ کا حق ہے چنانچہ حضرت علیؑ متولی خمس ہوئے۔ صحابہ کے اعتراض پر حضورؐ نے فرمایا علیؑ کا خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے اور قرآن مجید میں النبی اولی بالمومنین من انفسہم و ازواجہ امہاتہم و اولوا الارحام اولی بعضہم ببعض کہ حضورؐ ہم سب کے حاکم ہیں اور ازواج النبیؐ ہماری مائیں یعنی ہم میں شامل ہیں اور اہل بیت اولی الارحام رحمی خونی رشتہ داروں کا نام ہے ہر چند علامہ

اس کے بعد آپ نے مشکوٰۃ شریف کا تمام باب مناقب اہل بیت کتاب کھول کر مولوی احمد عیسیٰ کو دکھلایا کہ اس میں ازواج کا ذکر دکھلاؤ۔ مگر وہ خاموش بے ہوش۔ اور ترمذی شریف کا باب مناقب اہل بیت النبیؐ، کہ اس میں ذکر ازواج دکھلاؤ مگر بد مذہب الٹا فوراً کہا کہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ مبلغ اعظمؒ نے فرمایا کہ غیر مذکور کو مذکور میں شامل بھی نہیں پایا جاتا۔ الغرض قرآن اور حدیث کا کوئی جواب نہ دیا اور یہ مان لیا کہ باب مناقب اہل بیت میں نہ ازواج کا ذکر ہے نہ دیگر بیبیات کا۔

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضورؐ من امر اللہ تک ترجمہ واحد مؤنث مخاطب ضرور ہے مگر یہاں سلسلہ کلام رک جاتا ہے اور

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید کا جملہ معترضہ ہے۔ اس کے صیغے مؤنث کے نہیں بلکہ مذکر کے ہیں۔ رحمۃ اللہ و برکاتہ سے مراد نعمت نبوت و امامت ہے اور کوئی عورت نہ نبی ہوئی ہے نہ امام اور اس کا ترجمہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض میں آل کا ترجمہ ذریت خود موجود ہے۔

"انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین میں ذریتی" خود موجود ہے اور یہ

اَمْ یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ میں لفظ آل موجود ہے اور تلک حجتنا آتیناھا ابراھیم الخ - آباء ذریت اخوان موجود، خاندان بن گیا۔ بیوی کا لفظ موجود نہیں ہے ۔ آباء اخوان ذریت کا ترجمہ خدا نے اہل بیت سے کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ ازواج اصحاب کا اہل بیت آل عترت ذریت خاندان میں کوئی دخل نہیں ہے ۔

"کون سے ازواج اہلِ بیت میں داخل ہوتے ہیں"

مبلغ اعظم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مغالطہ ہے کہ بیوی صرف زوجہ ہونے یا صیغہ نکاح کے جاری ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہو جاتی ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن پر صدقہ حرام ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن کے لئے آیہ تطہیر آئی، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جو مباہلہ میں گئے یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کے ساتھ تمسک کا حکم ہے ۔ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں آیا، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کی مودت کا حکم آیہ مودت میں آیا ۔ اس کی تردید حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما چکے ہیں ۔ اور صحیح مسلم جیسی مستند کتاب میں آچکی ہے۔

فقلنا من اھل بیتہ نساءہ قال لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ ۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۰ مطبوعہ دہلی)۔

کہ حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی کہ حضورؐ نے فرمایا میں تمہارے اندر قرآن اور اہل بیت چھوڑنے والا ہوں ۔ تو راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں۔ فرمایا نہیں عورت کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے ۔ کچھ زمانہ مرد کے ساتھ گذارتی ہے ۔ پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے ۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت آپ کی اصل اور آپ کا خاندان ہیں

جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ صحابہ کرام کی زبانی ہی باتیں طے ہو گئیں۔ اب بیچارے مرزائی اصحاب ہمارے سامنے کیا کریں۔ پس ثابت ہو گیا۔

عورت صرف تین طرح سے داخل اہل بیت ہو سکتی ہے، ایک خاندان سے ہو جیسے حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد تھی۔

دوم۔ ام ولد یعنی بچے کی ماں ہو جیسے حضرت اسحاق کی ماں، یعقوب علیہ السلام کی دادی انبیاء بنی اسرائیل اصل۔
ام موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ حضرت فاطمۃ الزہرا کی ماں۔

سوم۔ معصومہ ہو جیسے حضرت مریم، حضرت سارہ جو فرشتوں سے ہمکلام ہوئیں۔ ام موسیٰ جن کو وحی ہوئی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا جو معصومہ، طاہرہ صدیقہ شہیدہ ہوئیں جن سے فرشتے ہمکلام اور خادم ہوئے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ جنہوں نے تصدیق رسالت کی اسی سے ان کا گھر شر و شغف سے پاک جنت الماویٰ بنا۔ کیونکہ وہ اہل بیت کی اصل ہیں۔

بیت سے کونسا بیت مراد ہے

اہل بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے بیت کا سمجھنا ضروری ہے کہ بیت سے مراد بیت اللہ ہے یا مسجد النبیؐ ہے یا خاندان رسالت ہے یا بیت المقدس۔ اگر بیت اللہ ہے تو وہ اہل بیت ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم نے فرمایا ہے

انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم

کریا اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسا دیا۔

لفظ ذریت صاف موجود ہے اور حضرت علیؑ بھی تو کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر بیت المقدس ہے تو بیت المقدس کی بنیاد وہ خیمہ ہے جو حضرت موسیٰ نے جنگل میں برائے عبادت لگایا۔ حضرت ہارون اور ان کی اولاد اسکے اہل اور متولی ہوئے۔ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اہل بیت ہوئے۔ اگر مسجد

نبوی سے دیگر صحابہ کے دروازے بند کرا کے حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔ اور خاندان کا انتخاب دلیل کا محتاج نہیں۔ حضورؐ نے بار بار فرمایا علیؑ منی وانا منہ اور یتلوہ شاھد منہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ اور سرکار دو عالم ایک دوسرے کے جزو اور ٹکڑے ہیں۔

"مسئلہ ختم نبوت میں مرزائی مبلغ کی حیل و حجت"

مرزائی مبلغ حسبِ عادت جب دیگر بنات کو مثل فاطمۃ الزہرا دلائل صحیحہ قاطعہ ساطعہ متواترہ مشہورہ سے سنتِ رسولؐ نہ ثابت کر سکا معارضہ میں اخبار صحیحہ نہ پیش کر سکا تو ازواج کو اہل بیت بنانے میں مشغول ہو گیا۔ اور جب ازواج کو بھی بدلائلِ صحیحہ داخل اہل بیت تطہیر نہ کر سکا تو مسئلہ ختم نبوت میں چلا گیا یعنی کسی موضوع میں رہ کر بات نہ کر سکا۔ مگر مبلغِ اعظم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سچ کہا کسی شاعر نے مناظرہ کورٹ سما بریں ۔

شیر نے پیچھا نہ چھوڑا بن کے ایٹم بم گرا
پہیہ پنچر ہو گیا باطل کی موٹر کار کا

مسئلہ ختم نبوت کے خلاف

مرزائی مبلغ نے چار چیزوں سے استدلال کیا۔

پہلا استدلال اس وقت کیا جب مبلغِ اعظم نے خطاب احد بلفظ الجمع پر یا ایہا الرسل کلوا من طیبت واعملوا صالحا کی آیت پڑھی۔ پ ۱۸ المؤمنون آیت ۵۱ کہ صرف صیغہ جمع سے تعدد بنات پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا ایہا الرسل کلوا من طیبت میں "رسل" جمع ہے "کلوا" جمع ہے۔ واعملوا جمع۔ حالانکہ حضورؐ کے وقت میں آپ کے ساتھ کوئی رسول نہیں اور قیامت تک کسی نئے رسول کے آنے کا امکان نہیں اور انتظار نہیں اور بالفرض کوئی آئے تو اس میں شمار نہیں۔ لہٰذا جمع سے استدلال غلط ہے۔

دوسرا استدلال:- ام یحسدون الناس علیٰ ما اٰتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکاً عظیما کی تفسیر میں اصول کافی کی ایک حدیث سے کیا۔

اور تیسرا:- انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین سے کیا۔

چوتھا:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیا۔ ان شبہات کے جو جواب مبلغ اعظم نے ترکی بترکی دیئے۔ انشاء اللہ ہم دلائل ختم نبوت جو اس وقت مبلغ اعظم نے اس وقت دریا کی روانی کی طرح بہائے ان کو نقل کرنے کے بعد نقل کریں گے۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی مغالطے

حضرات! ہم لوگ درسِ آلِ محمدؐ کے طالب علم ہیں۔ مبلغ اعظم کے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ فن تقریر اور مناظرہ کے اصول بھی سیکھتے رہتے ہیں۔ سفر اور حضر میں بھی حکمت موعظہ حسنہ جدالِ احسن کے اصول سنتے رہتے ہیں۔

قبل اس کے کہ وہ دلائل اور حقائق پیش کروں جو مبلغ اعظم نے اس مرزائی مبلغ کے سامنے پیش کئے۔ جن کا وہ تو کیا کوئی بھی مرزائی جواب نہیں دے سکتا۔ ختم نبوت کی مہر توڑنا، طلوعِ شمسِ نبوت کے بعد معنوی نبوت کی شمع جلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ حضورؐ پر نبوت ختم، نعمت تمام، دین کامل، شریعت پوری۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لے لیا۔ قرآن مجید کے اندر وہ تمام علوم و اصول رکھ دیئے ہیں جو قیامت تک کے لئے پیش آئیں گے۔ حدیث نبوی میں قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہو چکی ہے۔ آئمہ طاہرین اس کی الہامی تفسیر فرما چکے ہیں۔ علم الساعۃ کے طور پر آخری امام کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رجعی نزول کی تخصیص اور تعیین ہو چکی ہے۔

لہٰذا اجراء نبوت کیا، وحی جدید کیسی، قرآن کے بعد اللہ کی اور کلام کیسی۔ آلِ محمدؐ کے سوا امام کیسا۔ مرزا کا کلام اور بہاء اللہ کا بیان کیسا؟

اللہ کا قرآن آلِ محمدؐ کا امام تا حوضِ کوثر ساتھی و قرین رہیں گے۔ لن یتفرقا حتّی یردا علی الحوض۔ (ترمذی شریف ص۲۲۱ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۹)۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے دلائل محکم اور متواتر ہیں برہان اور استقراء سب اس پر شاہد ہیں۔ ختم نبوت حضورِ پرنور کا خاصہ ہے۔ دیگر کسی نبی کے لیے خاتم النبیین کا لفظ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہیں آیا من ادعی فعلیہ البیان و لہ الانعام ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

"تیس دجال مدعیانِ نبوت کاذبہ"

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کی مہر کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ بقول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدعیانِ نبوت کاذب اور دجال ہوں گے۔

عن ثوبان فی حدیث قال قال رسول اللہ وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وخاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔ (رواہ ابوداؤد ص۲۲۸ والترمذی ص۴۵ ج۲ نقل از مشکوٰۃ شریف ص۴۶۵ کتاب الفتن)۔

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں تیس جھوٹے مدعی ہوں گے۔ سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے ان کا نقصان نہ کر سکیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔

فوائد حدیث ہذا

پس معلوم ہوا کہ مدعیانِ نبوت تیس کے قریب ہوں گے، جھوٹے ہوں گے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل حضور کا خاتم النبیین ہونا ہے اور خاتم النبیین کا معنی بقول سرکارِ دوعالم لا نبی بعدی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت میں سے

ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ لوگ اس کی ہزار مخالفت کریں گے مگر ان کو حق سے نہ ہٹا سکیں گے۔

شیعہ یعنی گروہ کہنے والے لفظ طائفہ پر خود فرمائیں اور الحق مع علی کو یاد رکھ کے دیکھیں کہ وہ کونسا گروہ ہے حتیٰ کہ امر اللہ آجائے گا یعنی صاحب الامر کا ظہور ہوگا اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ

اس حدیث میں کاذب مدعیانِ نبوت کی پیشگوئی خاتم النبیین کے حق اور مذہب شیعہ کی حقانیت سب ثابت ہوگئی اور حضرت حجت کی آمد ثانی بھی ثابت ہوگئی الحمد للہ علیٰ ذالک

تفصیل مغالطہ و تناقض

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات مسئلہ ختم نبوت قرآنی جگہ پر ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس کے دلائل وہ پہاڑ اور حصار ہیں جن کو کوئی بڑے سے بڑا دجال نہ توڑ سکے گا اور مرزائی صاحبان جتنے دلائل اس باب میں پیش کرتے ہیں وہ سب باب مغالطہ کا اظہار اور اشکال ہوتے ہیں۔ اس میں پھنسنے والے مغالطہ کا شکار ہوتے ہیں۔

اسباب مغالطہ

اگرچہ بہت ہیں مگر خلاصہ ان کا صرف دو امر ہیں۔ سوءِ فہم اور اشتباہ الکواذب بالصوادق۔ لہٰذا یہ مرزائی لوگ ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو سوءِ فہم کا شکار ہوتے ہیں شیات کا فہم و ادراک نہیں رکھتے۔ قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کرتے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ سمجھ کے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

دوم:۔ حدیث کے مقابلہ میں ضعیف اور متواتر کے مقابلہ میں خبرِ واحد پیش کر کے ا اور جھوٹ کو ملا دیتے ہیں اور لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کبھی صحیح دلائل نہ پیش کر سکیں کے "عدم التمیز بین الشئ و شبیہہ سے دھوکہ دیتے ہیں یعنی شبہات پیدا

کرنے سے کام لیتے ہیں۔ لفظی اور معنوی غلطیوں سے فریب دیتے ہیں گاہے لفظ مشترک المعنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گاہے حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنانے میں تصریح کی بجائے استعارہ کنایہ سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ترکیب عبارت کا خیال نہیں رکھتے کہ غلام احمد کون ہے اور احمد کون۔ غلام کو حذف کر کے احمد کے مدعی ہو جاتے ہیں۔ ادلّہ معنویہ میں قید اور حیثیت کا خیال نہیں کرتے۔ دعویٰ کو دلیل بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اکثر دلائل مصادرہ علی المطلوب پر مبنی ہوتے ہیں۔

تناقض اور تعارض

ہیں ہشت وحدت در تناقض شرط دان کو نظر انداز کر کے سائل کو فریب دیتے ہیں وحداتِ ثمانیۃ وحدۃ الموضوع ، وحدۃ المحمول وحدۃ المکان وحدۃ الزمان ، وحدۃ القوۃ والفعل وحدۃ الشرط الجزء والکل وحدۃ الاضافیۃ۔

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدتِ شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یہ تفصیل ہم نے اس لئے لکھی ہے تاکہ ناظرینِ مناظرہ ہذا کو مرزائیوں کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے کہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ شبہات ہوتے ہیں اور مغالطے ہوتے ہیں۔

دلائل ختم نبوت

مبلغ اعظم نے مرزائی مبلغ کے خارج از موضوع بات ہو کہ ختم نبوت کے شبہات شروع کرنے پر مندرجہ ذیل دلائل قرآن اور حدیث سے پیش کئے اور شبہات کے

جوابات دیئے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پ۲۲ ع۱

نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین صفحہ ۴۸۲ پ ۲۲ احزاب)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (ترجمہ اشرفیہ صفحہ ۴۸۳ مطبوعہ تاج کمپنی)

ترجمہ آیت ہذا از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی جو انقطاع نبوت کا ہے

لفظ ختم اور قرآن مجید

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضور قرآن کریم میں لفظ ختم بند کرنے کے معنی میں آیا ہے جیسے ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ پ۱ سورۃ ع ۱

یہاں ختم اللہ ہدایت بند کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اللہ نے اس کا ترجمہ "ھم لا یومنون" فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

خود خدا نے فرمایا اور قرآن مجید میں آیا۔ اب اگر وہ ایمان لے آئیں تو کذب لازم آئیگا اور وہ نقص ہے "وھو محال علی اللہ" جب ختم کے بعد وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسے آسکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں حضور نے فرمایا "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری دلیل آپ نے معنی ختم پر "الیوم نختم علی افواھھم" کہ ہم ان کے منہ پر قیامت کے دن مہر کر دیں گے وہ منہ سے بول نہ سکیں گے۔ اس پر مرزائی مبلغ نے کہا کہ ہاں ایک ذریعہ کلام ختم ہوگیا دوسرا شروع ہوگیا۔ "تکلمنا ایدیھم" کہ ان کے ہاتھ پاؤں ہم سے کلام کریں گے۔ کلام جاری کا ذریعہ ختم ہوگیا۔ دوسرا شروع ہوگیا۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضور دنیا سے کلام خدا کے لانے کا جو ذریعہ ختم ہوا وہ ختم نبوت ہے کیونکہ خاتم النبیین ہے۔ لہٰذا یہ ذریعہ کلام اب دنیا میں نہ ہوگا۔

دوسرے ذریعہ امامت خلافت جاری ہیں مگر ان کا نام نبوت نہیں نبوت ختم کلام کا اصل ذریعہ صرف منہ ہے ہاتھ پاؤں کا یہ وظیفہ نہیں ان کی کلام قال نہیں حال ہے۔ حاشی نہیں فقط ہے اصلی نہیں عارضی ہے۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں کی کلام منہ کی کلام نہیں۔ لہٰذا خلفاء و اوصیاء کی کلام، کلام نبوت نہیں لہٰذا دلیل آپ کی ختم۔ ختامہ مسک اس کی مہر کستوری کی ہے۔ مہر اگر ٹوٹ گئی تو شراب خالص نہ رہے گی۔

مرزائیوں نے نبوت کی مہر توڑ دی اب ان کا دین اور مذہب خالص محمدی نہیں بلکہ اس میں مرزائی الہامات پیغامات اور دیگر دلیوں کی ملاوٹ ہے لہٰذا خالص اسلامی محمدی قرآنی نہیں کہلا سکتے۔

اور غیر خالص کا اپنا کیا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دین اور مذہب اختیار کریں جس پر خاتم النبیین کی مہر سلامت ہو امامت کی شہادت ہو۔

"معنی ختم نبوت بانقطاع نبوت از مرزا صاحب"

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے انقطاع نبوت کا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعنا من یوم نزل فیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

کہ نبوت تامہ کاملہ اسی دن منقطع ہو گئی جس دن خاتم النبیین کی آیت اتری تو ختم بمعنی قطع ثابت ہو گیا۔ (توضیح المرام ص۳۰)

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

الغرض مرزائی مبلغ قرآن کریم سے کوئی لفظ ختم نہ دکھلا سکا جس کے معنی بند کرنے کے نہ ہوں۔

خاتم المحدثین یا خاتم الشعراء وغیرہ کے الفاظ سے جو مرزائی دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ اول تو وہ لفظ کسی آیت یا حدیث کے نہیں۔ دوم بطور مبالغہ مجاز ہیں حقیقت نہیں۔ اور مرزائی مغالطہ کی یہ مثال مشہور ہے۔ کہ مجاز کو حقیقت بنا دیا کرتے ہیں۔

خاتم کے دو معنی ہیں یا "من ختمت علیہ الکمالات" یا "من لا یکون بعدہ نبی" حضورؐ پر دونوں صادق آسکتے ہیں۔ اگر کمالات ختم ہیں تو دوسرا (نبی) کیونکر اور "من لا یکون بعدہ نبی" کے بعد نبوت کیسی اور حضورؐ نے یہ ترجمہ "لا یکون بعدی نبی" خود فرمایا ہے لیت ولعل کیسی ؟ جو حضورؐ کا خود کردہ ترجمہ نہ مانے وہ مسلمان کیسا ؟

"حدیث رسولِ کریمؐ اور لفظ خاتم النبیین"

من ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ یتعجبون ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱ باب خاتم النبیین، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸، ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میری مثال اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر دیا۔ احسن و اجمل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ نہ تھی۔ لوگ آتے تھے اور اس مکان کے گرد گھومتے تھے اور دیکھ کر تعجب کرتے تھے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔

حضورؐ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین میں ہوں۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء ص ۲۴۸۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اس اینٹ کا مقام تھا میں آگیا پس میں نے انبیاء کو ختم کر دیا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:-

کمثل رجل ابتنی بیوتا فاحسنھا واجملھا واکملھا الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاھا۔ کہ حضور فرماتے ہیں میری مثال اور سابق انبیاء کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کئی مکان بنائے تھے احسن بنائے اجمل بنائے

مکمل بنا ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اور لوگ کہتے تھے یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی۔
(۲) اہلیت فختم بینا البنیان فیقال ہی جئت فختمت انا اللبنۃ — تا آخر عبارت پوری ہوجاتی۔
جنہوں نے فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں۔ وہ جگہ بھی پر ہوگئی جس کا اب کچھ نہ گیا۔ مرزائی غلط بہانے
کا در حقیقت سے نظریں چراتے ہیں۔

ختم نبوت از کلام مرزا صاحب آنجہانی

حضرات! یہ مسئلہ ختم نبوت ایسا متواتر اور ضروریات دین کا مسئلہ ہے کہ مرزائی نہ انکار کر سکتے ہیں نہ اقرار۔ اگر انکار کریں تو خطرۂ کفر ہے اگر اقرار کریں تو مرزا صاحب کی نبوت کا کچھ نہیں رہتا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ایسے تصریحات موجود ہیں جن سے معنی ختم نبوت ثابت ہوتے ہیں چنانچہ خطبہ الہامیہ ص۱۷۸ پر ویشابہ الخاتمۃ بالفاتحۃ تاکہ خاتمہ فاتحہ کے مشابہ ہو جائے معلوم ہوا کہ لفظ ختم فتح کی ضد ہے۔ ختم کے معنی بند کرنے کے معنی کشادن۔ تریاق القلوب ص۱۵۷ پر آخری خاتم الاولاد ہوگا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور خطبہ الہامیہ ص۲۳ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے۔ جعلہ خاتم انبیاءھم۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ختمہا بعیسیٰ کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میں خاتم النبیین کا بروز ہوں دیکھو ص۱۷۶ خطبہ الہامیہ۔ جب پیوند کے بعد کچھ نہیں تو اصل کے بعد نبی کیسا۔ چنانچہ فرماتے ہیں میں خاتم الخلفاء ہوں ص۹۰ دونوں سلسلے ختم ص۹۲ مسیح آخری اینٹ ص۲۲ آخر الخلفاء ص۹۵ مسیح پر سلسلہ بنی اسرائیل ختم ص۱۳۲ مرزا صاحب کے بعد قوم کی گنجائش نہیں ص۱۹۵ مرزا صاحب کا وقت عصر ہے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ص۱۹۲ خاتم دنیا (ختم) الایام ص۱۵۸ تین زمانے مسیح موعود کے بھی تھا۔ تریاق القلوب ص۱۵۸ زمانہ آخر خلیفہ آخر ص۱۶۲ الہامیہ۔

الغرض مسیلمۂ پنجاب نے مرزا صاحب کی کلام سے ہی ثابت کر دیا کہ ختم کے معنی آخری اور اتمام اور بند کرنے ہیں۔ الف سابقہ آخری اینٹ، نماز عصر سب خاتم کی معقول محسوس مثالیں ہیں۔ فقالوا ان هذا الرجل يدعي النبوة والله يعلم ان قولهم

هذا كذب بحت لا يمازجه شيء من الصدق والاصل له اصلا وما هتو الا ليهيجوا الناس على التكفير والسب واللعن والطعن ينهضوا هم العناد و الفساد ويفرقوا بين المومنين واني والله آمن بالله ورسوله آمن بانه خاتم النبيين ۔ سلسلہ تصنیفات جلد ششم ص ۲۹۷ حمامۃ البشریٰ ۔ کہ میرا دعویٰ نبوت نہیں میں خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہوں اور ختم نبوت کے منکر یعنی الفسدا ونبوت ما نا ہوں البتہ یہ کہتا ہوں کہ بالقوۃ محدث میں اجزاء ہوتے ہیں مگر بالفعل نہیں کیونکہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے لہذا خاتم النبیین کے بعد میری طرف جو نبوت بالفعل منسوب کرتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں ۔ فتنہ و فساد و تفریق بین المومنین کے بانی ہیں ، مجھے کافر ٹھہرانا یا مشہور کرنا چاہتے ہیں ۔

مُعاملہ صَاف ہُوا ہو

نحمده ونصلي على رسوله

(۱۸۱)

تنظیمی

ملاؤں کا غلط وطیرہ

شرائط وضوابط

مناظرہ ڈوچک ذخیرہ

حضرت مبلغ اعظم قبلہ کا بیان

حضرات!

عزیزم عبدالستار صاحب کوئی خاص مناظر نہیں ہے۔ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ہمہ تن جھوٹی ہے اور اس بزرگ کی گھر بیٹھ کر لکھی ہوئی ہے اور جن کتابوں کے اس میں حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو ان کے پاس اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور چھ سال تو اس نے میرے مناظروں سے ڈر ڈر کر بھاگتے ہوئے گزارے تھے اب باگڑ سرگانہ میں شکست کھا گیا اور گھر بیٹھ کر جھوٹی روئیداد لکھ دی۔ جس پر کسی سنی کی تصدیق لی نہ شیعہ کی حتیٰ کہ ان علماء کی بھی تصدیق نہیں جو اس کے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ اب اسی [illegible] اور بہانے سے جان بچا رہا ہے کہ میرے پرانے راز بھی نہ کھل جائیں۔ لہٰذا میں انہیں کو اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہے شیعہ کے ایمان بالقرآن پر بحث کرے۔ سب شرائط مساوی ہوں گے۔ الزامی تحقیقی جواب کا حق دونوں کو حاصل ہوگا۔ دوسرا اس نے جو کتاب مختصر شافی کی روایت پیش کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا شور مچا رکھا ہے۔ اگر وہ روایت صحیح ہو اور شیعہ کتب کے علاوہ سنی کتب میں موجود نہ ہو اور اس کا وہی مطلب ہو جو یہ کہتا پھرتا ہے تو ہم اہلسنت کو لکھ کر دے دیں گے کہ ہم ہار گئے۔ اور آئندہ کبھی میدان مناظرہ میں نہ آئیں گے۔ ورنہ ان کو سمجھا دو کہ جہاں بیٹھے بیٹھے کیوں خالی اور شور سے میدانوں میں نعرے لگاتا پھرتا ہے۔ جب میدان میں سوائے فرار کے کچھ نہیں جانتا اور میدانوں سے بھاگ بھاگ کر گھروں کو شیعہ بنا رہا ہے۔ چودہ آدمی اس کا فرار دیکھ کر بستی سیالکوٹ ضلع جھنگ میں شیعہ ہو گئے تھے اور ایک مولوی فتح محمد المعروف غلام مرتضیٰ باگڑ سرگانہ میں شیعہ ہو گیا تھا اور اب بھی اس کا فرار دیکھ کر مولوی کرم دین اور ناصر کے کئی ساتھی شیعہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ اہلسنت کی توہین نہیں جو یہ بزرگ کر رہا ہے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا مَانِعَ لِعَطَائِہٖ وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِہٖ وَالصَّلٰوۃُ

مُحَمَّدٍ سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ وَعَلٰی عَلِیٍّ سَیِّدِ اَوْلِیَائِہٖ اَللَّعْنُ عَلٰی اَعْدَائِھِمَا

حضرت [illegible]

میں نے آج تک سنی مولویوں کی شکست و فرار کے قصے، اشتہارات، اخبارات میں تو متعدد بار پڑھے سنے تھے مگر آج تک علماء فریقین کو بالمشافہ مابہ النزاع مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھنے اور سننے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اتفاقاً مجھے معلوم ہوا کہ ۲۲/۲۳ [illegible] کو موضع چک [illegible] تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں شیعہ و سنی مناظرہ ہو رہا ہے۔ میں بھی بصد شوق و اشتیاق وہاں پہنچا۔ علماء فریقین آئے۔ اپنے کتب خانہ سمیت ساہوے خان صاحب کی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ علماء شیعہ میں سے مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب آف لاہور۔ مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا۔ مولانا سید غلام حسین بخاری حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ عمدۃ الواعظین سید محبوب علی شاہ ہمدانی اور خود راقم الحروف اور مولوی ناصر حسین صاحب ناصر شاگرد مبلغ اعظم صاحب۔

اہل سنت مولوی صاحبان میں سے مولوی عبدالستار تونسوی۔ پروفیسر خالد محمود صاحب مولوی احمد شاہ اور مولوی منظور احمد چنیوٹی وغیرہم۔

یہ ظاہر و باہر ہے کہ باقتضاء الحق مع علی و علی مع الحق۔ حق ہمیشہ علی کے ساتھ رہے اور مخالف علی کے ساتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مولوی عبدالستار اور خالد محمود کے [illegible] چک مذکور کے [illegible] کچھ اس طرح پھونکا کہ [illegible] بھی بے حقیقت ہو کر رہ گیا۔ ہزار انکار اور فرار ہی کام آیا۔ آخر مولوی کرم دین صاحب نے شیعہ ہونے کا اعلان کر کے کمزوری اور فرار کی تصدیق کر دی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

انعقاد مناظرہ کی وجوہات

مولوی منظور احمد چنیوٹی کی امن سوز حرکات

[illegible] خان صاحب (سابق سنی) چونکہ اپنے علاقہ کی ایک معتمد شخصیت

اور انہوں نے کاروبار سُنیت میں مولوی منظور احمد چنیوٹی کے آباء و اقرباء کی مالی امداد بھی رائے صاحب کا کافی حصہ ہوتا تھا [illegible] چونکہ [illegible] مولوی منظور احمد چنیوٹی کے مقابلہ میں رائے صاحب کا [illegible] [illegible] رائے صاحب کے جذبہ غیرت ایمانی [illegible] مناظرہ کا چیلنج [illegible] شاطر [illegible] حسب منشا [illegible] مناظرہ [illegible] کر ڈالے [illegible] [illegible] [illegible] مناظرہ [illegible]

آغازِ مناظرہ

اور

ملاں خالد محمود کی چالاکیاں اور علمی کمزوریاں

چونکہ ضلع گوجرانوالہ میں [illegible] کا اتفاق تھا [illegible] [illegible] صفوں میں بیٹھے تھے۔ منجانب شیعہ (۱) مولانا محمد اسماعیل [illegible] صاحب صدر (۲) مولانا [illegible] منجانب اہلسنت مولوی عبدالستار تونسوی مناظر [illegible] صدر مقرر ہوئے [illegible] مناظرہ شروع [illegible] صاحب نے فرمایا کہ پہلے اصول و شرائط مناظرہ طے ہونے چاہئیں۔ لیکن مولوی [illegible] محمود صاحب [illegible] چنانچہ ایک کاغذ [illegible] [illegible] آپ کی طرف سے [illegible] [illegible]

- [illegible]

طے کرنا علماء کا کام ہے۔ اور پھر اس معاہدہ میں کئی ایک بنیادی اور فنی غلطیاں بھی ہیں۔ مثلاً اس میں موضوع لکھا ہے "ایمان بالقرآن" جس میں مدعی اہل سنت کو بنایا گیا ہے اور سائل شیعہ کو۔ حالانکہ ایمان بالقرآن کا لفظ مثبت ہے نہ کہ منفی۔ اس میں سنی علماء کی جتنی بھی گفتگو ہوگی وہ من حیث النفی ہوگی اور شیعہ کی من حیث الاثبات۔ اور مدعی ہمیشہ وہ ہوتا ہے جو اثبات کی جہت سے کلام کرے صـ۱۶۱ موضوع نمبر۲ سے موازنہ کیا جائے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے کتاب رشیدیہ سے یہ عبارت پڑھی المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم من حیث الاثبات الخ یعنی مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ اس حیثیت میں کہ وہ اثبات کر رہا ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں الٹ ہے اثبات ایمان بالقرآن کا تو ہم نے کرنا ہے اور نفی مولوی عبدالستار نے۔ اور نفی کرنیوالے کو سائل کہتے ہیں۔

چنانچہ رشیدیہ کے صـ۱۶۱ سے یہ عبارت پڑھی کہ والسائل من نصب نفسہ لنفیہ۔ یعنی سائل وہ ہے جو اس کی نفی کے لئے کھڑا ہو۔ اسلئے ضابطہ کی رو سے ہم مدعی ہیں اور مولوی عبدالستار سائل۔ لیکن عبدالستار، خالد محمود اور احمد شاہ جیسے علم کے دعویدار اس دیدہ دانستہ غلطی کو بھی تسلیم کرنے سے گریز کر کے اہل حق کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے۔

اس کے جواب میں مولوی خالد محمود نے احمد شاہ چکیروی کی مدد سے ان الفاظ میں اظہار بے علمی کیا کہ نفی کرنے والا بھی مدعی ہو سکتا ہے اور رشیدیہ سے یہ عبارت پڑھی کہ ان المدعی من قصد نفسہ لاداءة مطابقة النسبة الخبریة للواقع الخ۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا، حضرات! ذرا اپنے مناظرین کی علمیت ملاحظہ فرمایئے کہ رشیدیہ کی معمولی عبارت کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مدعی کی وہ تعریف ہے جو ملا عصام نے اپنے رسالہ عضدیہ کی شرح میں کی ہے، اور یہ ناقص ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ وفیہ نظر یہ تعریف محل نظر ہے۔ لیکن یہ سنی علماء صحیح کو چھوڑ کر عمداً غلط پیش کر رہے ہیں: اور دوسرا نسبت خبریہ میں دو احتمال ہوتے ہیں۔ نفی اور اثبات۔ اور رشیدیہ کا اصل متن کہتا

ہے کہ مدعی وہ ہے جو من حیث الاثبات کلام کرے۔

اس کے بعد مولوی خالد محمود صاحب فن مناظرہ کے ضابطہ کے تحت کوئی علمی جواب تو نہ دے سکے البتہ ایک نئی اٹکل آنکالی کہ لا الٰہ الا اللہ بھی تو ایک دعویٰ ہے جس کے مسلمان مدعی ہیں۔ حالانکہ اس سے بھی نفی الٰہ مقصود ہے۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ مشرکوں کے دعاوی کی رد ہے۔ الغرض مدعی کی تعریف میں بھی علماء اہل سنت کوئی علمی جواب نہ دے سکے الٹا شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں نہیں ہم تو آپ ہی پہ مناظرہ کریں گے جس کا عنوان پر لکھا جا چکا ہے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اس طرح فرار کے بہانے نہ بنائیے کیونکہ میرا سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ آپ لوگ صحیح طور پر اصول و شرائط طے کرنے کے بعد شیعوں سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ قرآن اور اہل بیت کا مذہب ہے اس پر اعتراض کرنا کار سے دارد۔

اس کے بعد کافی اصرار کیا گیا مگر علماء اہل سنت صحیح شرائط طے کرنے پر تیار نہ ہوئے کیونکہ ان کو اپنی کمزوریاں نظر آ رہی تھیں۔ جب سنی علماء راہ فرار اختیار کرنے لگے ہی تھے کہ مبلغ اعظم مدظلہ نے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے باآواز بلند اعلان کیا کہ اگرچہ یہ تو کوئی شرائط نامہ ہے اور نہ ہی ہماری طرف سے طے کرنے والا کوئی عالم تھا۔ لیکن ان بزرگوں کے فرار کو روکنے کے لئے میں اس غریب نامہ کے مطابق مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ہماری ایک بات مان لی جائے کہ فریقین کو تحقیقی جوابات دینے کے ساتھ ساتھ الزامی جوابات دینے کا بھی حق حاصل ہوگا جسے فریقین نے قبول کر لیا اور اول [illegible] دس منٹ کے بعد کی بات چیت کے اختتام کے ساتھ ہی مناظرہ شروع کیا۔

۱۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (قرآن مجید) یعنی جس خدا نے قرآن کو نازل کیا ہے وہی اس کا حفاظت کنندہ ہے۔

(۲) اصول کافی میں ہے کہ جبرئیل جو قرآن لایا تھا اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

۳۔ دیباچہ ترجمہ مقبول میں ہے کہ ہمارے ائمہ فرماتے ہیں کہ پورا پورا قرآن نہیں ہے سورہ احزاب سورہ بقرہ سے زیادہ تھی۔ لہٰذا اگر مولوی محمد اسماعیل جواب دینا چاہیں تو شروع

مرتسی، طوسی، شیخ صدوق وغیرہ علماء کا کام ثبوت میں پیش نہ کریں۔ صرف اقوال معصومین ہی سے ثبوت دے سکتے ہیں جیسا کہ میں نے اقوال معصومین سے ثبوت [illegible] دیا ہے۔

۲۴۔ علامہ کلینی تحریف کا قائل تھا۔ پھر بلا ثبوت تقریر شروع کر دی کہ موجودہ قرآن صحابہ نے دیا ہے اور شیعہ صحابہ کرام کو مانتے نہیں۔ حضرت علی نے صدیق اکبر کی بیعت کر لی۔

نوٹ: اس پر مبلغ اعظم نے ٹوکا کہ مولوی صاحب! مناظرہ کا موضوع ایمان بالقرآن ہے نہ کہ خلافت ثلاثہ۔ اگر تمہیں بیعت وغیرہ پر ناز ہو تو خلافت ثلاثہ کا موضوع رکھ لو تمہیں خود ہی اپنے دلائل کا بھی پتہ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ مولوی خالد محمود نے عبدالستار کو "یہ بات خلاف موضوع ہے" کہہ کر روک دیا تاکہ خلافت کے باب میں سنیت کی رسوائی نہ ہو۔

اسکے بعد مبلغ اعظم جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد ذَالِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الآية کو عنوان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پھر فرمایا کہ مولوی عبدالستار صاحب کا پیش کردہ ثبوت اور استدلال دونوں غلط ہیں کیونکہ موضوع کا عنوان ہے ایمان بالقرآن۔ چنانچہ ضابطہ کے مطابق عبدالستار صاحب کو پہلے ایمان کی تعریف اور پھر قرآن کی تعریف کرنا چاہیئے تھی۔ اور پھر ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ ایمان کن چیزوں سے ثابت ہوتا ہے اور کن چیزوں سے کفر لازم آتا ہے اور پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ جو روایات اصول کافی وغیرہ میں سے پیش کیں وہ اس معیار پر ٹھیک آتی ہیں یا نہیں۔

بعدہٗ مبلغ اعظم نے ایمان کی یہ تعریف فرمائی کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ قطعیات اور یقینیات سے حاصل ہوتا ہے اور قطعیات کیلئے آیت محکم اور خبر متواتر کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے قرآن مجید کی یہ تعریف کتب فریقین سے پڑھی۔

۱۔ اَلْقُرْاٰنُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُوْلِ الْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ (توضیح مع تلویح، نور الانوار ص وغیرہا) کہ قرآن وہ ہے جو رسول خدا پر نازل کیا گیا ہے اور دنیا بھر کے مکتوب قرآنوں میں لکھا ہوا ہے نقل متواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے۔ پھر شیعہ کی کتاب [illegible] جلد اول صفحہ ۲۹ سے یہ عبارت پڑھی کہ اَلْقُرْاٰنُ مُتَوَاتِرٌ فَمَا

تقسیم کا مطلب کسی ایک کا تقاضہ کہ تقسیمی مشہور ہیں کہ .....

یعنی قرآن مجید متواتر ہے اور صحیح ہیں اخبار آحاد سے نقل کی گئی ہیں وہ قرآن نہیں ہیں۔ مرکزی فکر یہ قرآن منقول بالتواتر ہے کیونکہ اس کی نقل کے اسباب کثیر تھے اور جو ایسا نہ ہو بالتواتر نہیں ہے تواتر کا تقاضا کرتی ہے اور متواتر بھی طبقاتی ہے۔

۳۔ پھر مبلغ اعظم نے تواتر کی اقسام پیش کیں تکملہ فتح الملہم جلد ۱ صفحہ ۶ سے یوں پیش کیں کہ تواتر چار قسم پر منقسم ہے۔

اوّل۔ تواتر اسناد دوم۔ تواتر طبقہ سوم۔ تواتر عمل چہارم۔ تواتر معنوی۔ یہ تواتر کی سب سے گھٹیا قسم ہے لیکن مولوی عبدالستار صاحب نے جو اتنی روایات پیش کی ہیں وہ ضعیف، منقطع، موضوع یا بے سند ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو صحیح مان بھی لیا جائے تو خبر واحد سے آگے نہیں بڑھتیں جو شیعہ روایت سے لیا وہ بھی تواتر معنوی ثابت ہوگا اور قرآن مجید متواتر طبقاتی ہے لہٰذا اہل علم حضرات انصاف سے بتائیں کہ جب تواتر معنوی بھی تواتر طبقاتی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تو اخبار آحاد کی کیا حیثیت ہے جن کو مولوی عبدالستار لغویں میں دہائی دیتے ہوئے نیرنگ کر کے اپنے الٹیل و شمن جہلا کو گمراہ کئے پھرتے ہیں۔

مبلغ اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب موجودہ قرآن مجید میں ہے کہ کس کا اس پر ایمان ہے اور کس کا نہیں۔ مولوی عبدالستار کا قرآن مجید کے متعلق آئمہ معصومین علیہم السلام کی تصدیق کا مطالبہ ہے تو میں آئمہ معصومین کے فرامین قرآن موجودہ کے متعلق پیش کرتا ہوں سنئے۔

تصدیق قرآن اور آئمہ معصومین

اوّلاً۔ نہج البلاغہ جلد اوّل میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ إنّا لم نحکّم الرجال وإنما حکّمنا القرآن هذا القرآن إنما هو

خطٌّ مستورٌ بین الدفتین الخ۔ یعنی ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مستور ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تصدیق بھی ہے اور موجودہ قرآن کی تعریف بھی ہے اور تحدید بھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ کلام حکمین کے بارے میں ہے اور حکمین کا معاملہ علیؑ اور معاویہ کے درمیان تھا اور اس میں لفظ ہذا اسم اشارہ بھی موجود ہے جو محسوس مبصر کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے وہی قرآن مراد ہو سکتا ہے جو حکمین کے درمیان موجود اور مسلم ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ فرمان قرآن موجودہ کے متعلق ہے جو بین الدفتین ہے۔

ثانیاً:۔ اس کے بعد احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان پیش کیا۔ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْکَرِیُّ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ قَاطِبَۃً لَا اخْتِلَافَ بَیْنَہُمْ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّ الْقُرْآنَ حَقٌّ لَا رَیْبَ فِیْہِ عِنْدَ جَمِیْعِ فِرَقِہَا فَہُمْ فِیْ حَالَۃِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَیْہِ مُصِیْبُوْنَ وَعَلٰی تَصْدِیْقِ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مُہْتَدُوْنَ۔ یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام امت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے۔ اور امت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بیشک مصیب اور درست ہیں اور مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ لیجئے مولوی صاحبان! میں نے اس موجودہ قرآن مجید کی جو تمام امت کے پاس ہے۔ اپنے آئمہ معصومینؑ سے تصدیق بھی پیش کر دی ہے کہ یہی قرآن واجب العمل والاعتقاد ہے جو تمام امت کیلئے ہے کیونکہ اس روایت میں عِنْدَ جَمِیْعِ فِرَقِہَا کا لفظ موجود ہے جو موجودہ قرآن پر دال ہے۔

تکذیب روایات تونسوی از آئمہ معصومینؑ

اس کے بعد مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ جو روایات مولوی عبدالستار صاحب

نے پیش کی ہیں اُن کا جواب ہمارے آئمہ معصومین نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

جواب روایات از آئمہ معصومین

اولاً۔ اصول کافی ص۴۳ سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا یہ قول پڑھا۔ فقال ابو الحسن اذا کانت الروایات مخالفۃ للقرآن کذبتہا۔ یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں تو میں اُن کی تکذیب کرتا ہوں اور اُن کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

ثانیاً۔ اصول کافی ص۔ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان پڑھا۔ اُطلقۃُ العالم علیہ السلام اعرضہما علی کتاب اللہ ما وافقہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فردوہ۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اُسے رد کر دو۔

ثالثاً۔ اصول کافی ص۳۹ سے حضرت امام جعفر الصادق سے یہ روایت پڑھی۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ ان علی کل حق حقیقۃ وعلی کل صواب نورا فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ۔ یعنی حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت الٰہی ہے اور ہر درستی پر ایک نور ہوتا ہے۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اُسے چھوڑ دو۔

رابعاً۔ مبلغ اعظم نے کتاب احتجاج طبرسی ص۲۳ سے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام فَاِذَا شَہِدَ الْکِتَابُ بِتَصْدِیْقِ خَبَرٍ وَتَحْقِیْقِہٖ فَاَنْکَرَتْ طَائِفَۃٌ مِنَ الْاُمَّۃِ عَارَضَتْہُ بِحَدِیْثٍ مِنْ ہٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ الْمُزَوَّرَۃِ فَصَارَتْ بِاِنْکَارِہَا وَدَفْعِہَا الْکِتَابَ کُفَّاراً ضُلَّالاً وَاَصَحُّ خَبَرٍ مَا عُرِفَ تَحْقِیْقُہٗ مِنَ الْکِتَابِ

ترجمہ :- یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کتاب اللہ کسی حدیث کی تصدیق اور تحقیق کرتی ہے اور امت کا کوئی گروہ پھر بھی اس کا انکار کرے اور جھوٹی حدیثوں سے اس کا مقابلہ کرے تو کتاب اللہ کو چھوڑنے اور حدیث کا انکار کرنے سے کافر اور گمراہ ہو جائے گا اور سب سے صحیح حدیث وہی ہوتی ہے جس کی تصدیق کتاب اللہ سے پہچانی جائے ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے اپنی مختصر تقریر میں آئمہ طاہرینؑ کے کلام سے قرآن مجید کی تصدیق اور مولوی عبدالستار کی پیش کردہ ضعیف اور موضوع روایات کی تکذیب بھی پیش کر دی ہے ۔ اب ایسی پختہ اور ناقابل تردید آئمہ معصومینؑ کی تصدیقات اور تصریحات کے بعد عبدالستار کے پیش کردہ رطب و یابس کی کیا حقیقت رہ گئی ہے ۔ مگر یہ تمام ہدایت تو اہل ایمان اور سلیم القلب حضرات کے لئے ہی ہو سکتی ہے ۔ جو ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق تو ضد اور تعصبیت کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے ۔ اور یہی جواب ایسے روایات کا اہل سنت کے محققین علماء تسلیم کر چکے ہیں ۔ شرح مواقف ص۷۴۲

الجواب :- ان ما نقل منہ احادا مردود ۔ ص۲۲ پر یہ ہے :- ان الاحاد لا تعارض القاطعة یرید ان اختلاف الصحابة فی بعض سورة القرآن مروی بالاحاد المفیدة للظن و مجموع القرآن منقول بالتواتر المفید للیقین الذی یضمحل الظن فی مقابلة فتلک الاحاد مما لا یلتفت الیہ ۔

ایسے روایات کا جواب یہ ہے کہ جو بطور احاد نقل ہوا وہ مردود ہے ۔ کیونکہ اخبار احاد قطعیات کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جو قرآن کی بعض صور قرآن میں اختلاف کیا وہ بطور اخبار احاد مروی ہے جو صرف مفید ظن ہوتے ہیں اور قرآن مجید منقول بالتواتر ہے ۔

مولوی عبدالستار اور خالد محمود کی تو کیا حقیقت پوری تنظیمی دنیا کے ملاں مل کر بھی قیامت تک میری پیش کردہ روایات اور استدلال کا جواب نہیں دے سکتے ۔

[illegible] القرآن في جلدتي [illegible] الجنب [illegible] فقد [illegible]

ولا شبهة تعتريه الخ۔ یعنی قرآن مجید جو آج کے دن تک ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے

اس کا تواتر بالبداہت ثابت ہے اور اس پر عمل واجب ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں اور نہ کوئی شبہ داخل ہو سکتا ہے۔

اب میں مولوی عبدالستار اور اس کے حواریوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ ہماری کسی بھی کتاب سے یہ ثابت کریں کہ شیعہ کو موجودہ قرآن شریف کی کسی آیت یا سورت میں شک ہے اور وہ کسی آیت یا سورہ کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تو مولوی عبدالستار منہ مانگا انعام حاصل کریں گے اور ہم اپنی شکست تسلیم کر لیں گے۔

اہلسنت کے موجودہ قرآن پر ایمان کی حقیقت

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ لیجئے حضرات اب میں اہل سنت حضرات کی کتب [illegible] سے ثابت کرتا ہوں کہ یہ لوگ موجودہ قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کو کامل اور مکمل نہیں سمجھتے۔ فرمایئے اس قرآن پر ان کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے جبکہ ان کو شبہات ہیں۔ مبلغ اعظم نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں مندرجہ ذیل کتب سے حوالہ جات پیش کئے۔

اولؔ:۔ نور الانوار ص۹ مطبوعہ مجتبائی۔ فعلم بهذا شبهة في [illegible] من التسمية لانه فيها
شبهة للخلف [illegible] بهذا الاكتفاء بها في الصلوة و [illegible]
تلاوتها للجنب الحائض والنفساء [illegible] الحرف [illegible]
جاء [illegible] الشبهة الخ

بلا شبہ کہ تعریف قرآن میں جو قول قرآن ہے یہ احتراز ہے۔ بسم اللہ سے کیوں کہ اس میں شبہ ہے۔ اسی لئے اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔ اور اس پر نماز میں اکتفا جائز نہیں اور اس کی تلاوت جنب حائض اور نفساء پر حرام نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ بسم اللہ قرآن کی جزء [illegible] اس کے منکر کو کافر اس لئے نہیں کہا جاتا کہ باوجود صحیح ہونے کے اس میں شبہ ہے

شبہ پھر بھی موجود ہے

لیجئے حضرات! ایمان بالقرآن کے دعویداروں کو بسم اللہ میں ہی شبہات شروع ہو گئے۔ اب اختتام قرآن کے متعلق بھی سن لیجئے۔ کہ قرآن کی آخری سورتیں معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورۂ والناس ہے اور دونوں کے متعلق سُنّی مذہب کے فتاوی قاضی خاں صفحہ ۹۹۸ پر یہ فتاوی موجود ہے۔۔

۲۔ مَنْ زَعَمَ اَنَّ المُعَوِّذَتَیْنِ لَیْسَتَا مِنَ القُرآنِ ذَکَرَ فِی النَّوازِلِ اِنَّہٗ لَا یَکُوْنُ کَافِراً۔

کہ جس شخص نے یہ زعم کیا۔ کہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۂ فلق اور سورۂ والناس قرآن نہیں ہیں۔ امام محمد شاگرد رشید امام ابو حنیفہ نے کتاب نوازل میں ذکر کیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ پس سنی کتب سے یہ دونوں روایتیں پیش کرنے کی دیر تھی کہ خالد محمود اور عبدالستار نے قبر سُنّیت کو تزلزل سے بچانے کے لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اگر کچھ دیر مناظرہ اور جاری رہا تو لوگوں پر سنیوں کے ایمان بالقرآن کی حقیقت پورے طور پر کھل جائے گی۔ بخاری مسلم سے قرآن جلانے کے قصے، سنن ابن ماجہ سے بکریوں کو چرانے کے واقعات الفخری سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی داستانیں مروج الذہب سے قرآن کو نیزوں کا نشانہ بنانے کی کہانیاں اور فتاوی قاضی خاں سے قرآن مجید کو خون اور پیشاب سے لکھنے کے جواز کے فتوے سامنے آجائیں گے۔ اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی خود نوشت داستان بے تصدیق اور خانہ ساز روئیداد کے مجموعہ کا بھانڈہ بھی پھوٹ جائے گا۔ چالاکی سے کام لیتے ہوئے عذر لگا کر بیٹھ گئے کہ اگر الزامی جواب دوگے تو ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔

مُلّاں خالد محمود کی تقریریں اور انکے جوابات

ملاں خالد محمود نے اس پر بہت شور مچایا۔ کہ یہ دوسرا موضوع ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ دوسرا موضوع تو اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب مسئلہ بھی دوسرا اور الگ ہو۔ اگر مسئلہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایمان بالقرآن۔ تو اختلاف موضوع کیسا آپ کو شیعوں پر اعتراض کرنے کا تب حق ہے جب کہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ط

یعنی ملاں خالد کے لئے یہ مصیبت بن گئی کہ اگر حقائق کو تسلیم کرتے تو مذہب ختم ہوتا ہے۔ بس ضد اور ہٹ دھرمی کی پناہ میں ہی خیریت تھی۔ حالانکہ جہان و دنیا بھر کے مناظرین مذاہب ہمیشہ سے تحقیقی الزام دیتے آئے ہیں۔ الزام سنتے بھی آئے ہیں۔

ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کے مناظرین میں سے کوئی بھی منصف مزاج مناظر یہ کہہ دے کہ شیعہ مناظر کا مطالبہ خلاف اصول مناظرہ تھا۔ تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن سنی ملاؤں کی ہٹ دھرمی۔ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی اور ملاں حضور بخش کی چالاکی۔ [illegible] ستار خان صاحب کی سادگی سے فائدہ اٹھانے کی ناجائز کوشش ثابت ہو جائے۔ تو خالد محمود اور عبدالستار تونسوی کو دوبارہ مناظرہ منظور کر کے اپنی پوزیشن صاف کر لینی چاہیئے۔ یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی جہالت کا اعتراف کر کے صف مناظرین سے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ کیونکہ عندالمحققین مسلمہ اصول مناظرہ سے ان کا فرار اور ان کی شکست پر مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے الزام کی تعریف میں بہت بری طرح شکست کھائی اور الزام کی تعریف بسیار تلاش کے باوجود بھی پیش نہ کر سکا۔

مبلغ اعظم نے رشیدیہ ص۱۲ سے الزام خصم دکھایا اور قسم ثانی الزام الخصم آئیہ پڑھ کر پوچھا کہ حضور یہاں لفظ الزام سے کیا مراد ہے؟ کیا الزام بمعنی اعتراض لے سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو فلاں ضابطہ مناظرہ سے پہلوتہی کر کے ہٹ دھرمی سے کیوں زور لگاتے رہے۔ فرار کیسا! اور اگر فرار ہی مقصود ہے تو کھلے بندوں بھاگ جاؤ۔

ملاں خالد محمود کی دماغی خلل کے جواب میں شیعہ کے صدر مناظرہ مولانا محمد حسین صاحب ذاکر پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا نے سنی صدر مناظرہ خالد محمود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ [illegible] ہے مناظرہ کا امام مناظرہ ہے۔ تو مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کیا ہے؟ اگر [illegible] آپ عالم دین ہیں۔ آپ کو علم اصول اور ضابطہ اخلاق کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے مگر یہاں تو ہم نے عجیب ہی منظر دیکھا۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس کے بعد موصوف نے قرآن وحدیث سے اخلاقیات کے موضوع پر انتہائی مختصر اور جامع اصلاحی تقریر کی۔ جس کا عامۃ الناس پر بہت اثر ہوا۔ اور سب مان گئے۔ کہ سُنی صدر مناظرہ سے شیعہ صدر مناظرہ علم واخلاق۔ شرافت اور تہذیب میں بلند پایہ۔ اور سنی صدر سوائے دھاندلی کے کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ ملاں خالد محمود کو بھی مولانا کے علم وفضل اور شرافت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ حضرات یہ الزامی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسرا موضوع ہے۔ جب اس پر گفتگو ہو گی۔ تو ہم کتابوں کے طبقات اور مراتب کی تفتیش کریں گے۔ اور پھر اس پر گفتگو کرنے کا حق دیں گے۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ پر الزام اور اعتراض دیتے وقت کیا آپ نے کتابوں کی تفتیش اور مراتب وطبقات کی تحدید کر لی تھی۔ اور آپ کے فریب نامہ میں کوئی شرط کتب کے مراتب طے کرنے کی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ یہ شور کیوں مچا رہے ہیں۔ تاکہ یہ نہ پتہ چل جائے۔ کہ تمہاری اوّل درجہ کی کتابوں میں قرآن جلانے کے قصے صحیح بخاری ص۷۴۶ موجود ہیں اور طبقہ اوّل کی کتاب ابن ماجہ ص۱۴۱ میں بکری کے قرآن کھا جانے کے قصے موجود ہیں اور مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری کتاب اتقان ص[illegible] میں حضرت عمر کی زبانی قرآن مجید منزل کا دس لاکھ حرف لکھا ہے۔ اسی لئے اپنی کتابوں کی شکل دیکھ کر چلاتے ہو اگر تمہاری کتابیں ان الزامات سے پاک ہیں۔ تو صرف دس منٹ تو پورے سن لو۔ بس پھر کیا تھا خالد محمود تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اور سب لوگ حیران تھے کہ جب شیعہ مولوی اپنی کتابوں کی صفائی دیتا ہے تو یہ کیوں اعتراض اور الزام نہیں سنتے کہ برابر کی چوٹ ہو جاتے۔

کہیں ملاں خالد محمود کا اونٹ کس کل سیدھا بیٹھتا ہے یا الٹا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ سُنی مناظر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کرنا چاہتے ہیں تو اہل دانش ان کی بے ضابطگی کو بھانپ گئے۔ سُنی عوام بے چارہ اگرچہ اپنے مذہب کی رسوائی کی وجہ سے کلمہ حق کہہ تو نہیں سکتے تھے لیکن بددل ضرور ہو گئے سُنی ملاؤں کا چور دروازہ سے فرار دیکھ کر ایک سُنی مولوی مسمی کرم الدین ولد میاں علاؤالدین سکنہ جسو کے ڈاک خانہ برالہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور جو محض تحقیق حق کے لئے ہزار مشقت بیک بینی و دو گوش پہنچا تھا۔ نے عین میدان مناظرہ میں ہی شیعہ

تبرّ نے کا اعلان کر دیا۔ اس کا اعلان ہوتے ہی سنیوں میں بوجہ شکست فاش صدمہ و غم ساری صف مناظرہ پیٹنے والا کوئی نہ رہا۔ لیکن شیعوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ایک نعرہ [illegible] مولوی کرم دین صاحب کی زیارت کی۔ مصافحے کئے گلے مل مل کر مبارک بادیاں دیں۔ اور استقامت علی الحق کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب کا مبلغ اعظم مدظلہ اور مولانا سید خادم حسین بخاری راقم الحروف (تاج الدین حیدر عفی عنہ) کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا گیا اور یہ سب منظر مولوی خالد محمود۔ عبدالستار تونسوی اور احمد شاہ چوکیروی وغیرہم نے خود آنکھوں سے دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ (پ ۲۴)

مناظرہ گھنگ شریف ضلع لاہور میں مذہب شیعہ کی فتح مبین

اور

مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھوں بریلوی ملّاؤں عنایت اللہ سانگلوی، عبدالرشید جھنگوی، عبدالتواب اچھروی کی شکست اور توہین

حضرات! میں مدت سے شیعہ سنی اختلاف کی تحقیق میں تھا۔ گھنگ شریف متصل کاہنہ نو ضلع لاہور میں ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۵۸ء کو مناظرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ شیعہ علماء کا علم و استدلال صحیح بیان اصول مناظرہ کی پابندی اور سنی بریلوی مولویوں کی دھاندلی، بے اصولی اور خلافت اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں کمزوریاں، غلطیاں اور بے انصافیاں دیکھ کر شیعہ ہو گیا ہوں۔ احباب میرے حق میں دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ میرے ساتھ اس علاقہ کے اور بھی بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ہیں جن کی فہرست عنقریب شائع ہو گی اور کچھ پہلے ہی شیعہ تھے

اشتہار میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ سب ان کی مذہبی کمزوری اور شور و دھاندلی دیکھ کر شیعہ ہو گئے ہیں۔ دیکھو لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور یہ اپنی فتح کے اشتہار چھاپ رہے ہیں۔ شرم کہاں ہے، حیا کس مقام میں رہتا ہے۔ اگر بریلویت انہی تین چار ملاؤں کے سہارے زندہ ہے تو اللہ مالک ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

حضرات ناظرین! حقیقت الامر یہ ہے کہ بریلوی مولوی یہ مناظرہ اصول و قواعد کی پابندی سے کر ہی نہیں سکے ہر طرح ہار گئے ہیں۔ اصول مناظرہ کی پابندی نہ کرنے میں اصحاب ثلاثہ کے خلافت راشدہ کا ثبوت نہ دینے میں اور خلافت بلافصل کے حوالوں پر خاموشی کرنے میں ہار گئے ہیں۔

اوّل:۔ انہوں نے شیعہ بانی مناظرہ سے دھوکہ کیا چنانچہ وہ غریب انتظام نہ کر سکا۔ مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ نے ان کو اس مکر کی یہ سزا دی کہ شیعوں کی طرف سے خود انتظام کرا دیا، عالم آگئے لاؤڈ سپیکر لگ گیا شیعہ کے مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب موقعہ پر پہنچ گئے۔

دوئم:۔ انہوں نے دھاندلی اور شور سے لوگوں کو مناظرہ سننے نہ دیا فاستمعوا لہ وانصتوا کے خلاف چلتے رہے یعنی شور کر کے مناظرہ سے بچنا چاہتے تھے حالانکہ حکم قرآن یہ ہے کہ خاموشی سے قرآن سنو اور سناؤ کیونکہ شیر پاکستان سے اصول مناظرہ کی ان کو طاقت کہاں؟ شکنجے میں آگئے تھے چیختے چلاتے رہے۔

سوئم:۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ اور حکومت جابرہ میں فرق ہی نہ کر سکے چنانچہ ملوکیت جابرہ کے ایسے آیات پڑھنے لگے جن سے نمرود، شداد، فرعون یزید، مروان، ولید وغیرہ سب کی خلافتیں ثابت ہوتی ہیں دیکھو تفسیر جلالین ص ۱۲۵ اگر اسی ملوکیت کا نام خلافت راشدہ ہے تو شیعہ کو اس سے انکار نہیں۔

مبلغ اعظم نے جو خلافت اصحاب ثلاثہ کی نفی کے دلائل پڑھے کہ خدا اور رسولؐ نے ان کو خلیفہ راشد بنایا ہی نہیں۔ بقول عمر لم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۶۲ صحیح مسلم ص ۱۲۰ ج ۲ - ترمذی شریف ص ۳۴ اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام نے

ان کو مانا ہی نہیں بلکہ مخالفت کی ۔ چنانچہ دیکھو مخالف عثا علی باب رحم الحبالی ص ۱ ج ۲ اور اس کا ترجمہ الفاروق ص ۱۰۱ ج ۱ سے صاف دکھلا دیا کہ حضرت علیؓ نے ابوبکر کی مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے بھی مخالفت کی ۔ سو اسی سنت پر شیعہ اب تک قائم ہیں ۔ جن کو حضرت علیؓ نے مانا ان کو مانتے ہیں جن کو نہیں مانا ان کو نہیں مانتے ۔ فغضبت فاطمة بنت رسول فهجرت ابابكر فلم تزل مهاجرته حتى توفيت بخاری شریف ص ۴۳۵ ج ۱ ۔ مطبوعہ اصح المطابع کراچی فاطمہؓ ابوبکرؓ پر غضبناک ہوئیں اور تا وفات غضبناک رہیں اور فوت ہو گئیں جناب فرمائیں جن پر خاتون جنت ناراض ہوں ان پر شیعہ کیسے راضی ہو جائیں ۔ اس کا جواب نہ دے سکے ۔ آئمہ اثنا عشر حضرت علیؓ سے لیکر مہدی ہادیؑ تک کی امامت خلافت کے دلائل جو شیعہ مناظر نے پڑھے لا يزال هذا الدين عزيزاً منيعاً الى اثنا عشر خليفة ۔ بخاری شریف ص ۱۰۷۲ ج ۲ ۔ صحیح مسلم ص ۱۱۹ ج ۲ ۔ ترمذی شریف ص ۴۹ ، اس کا جواب ان کو آیا ہی نہیں ۔ ہم اس وقت شیعہ نہ ہوتے تو اور کیا کرتے کیونکہ شیعہ کے جنتی ہونے کی سند خود کتب اہل سنت میں موجود ہے " یا علی انت و شیعتك فی الجنة " تفسیر فتح القدیر ص ۲۶۲ ج ۵ ۔ تفسیر فتح البیان ص ۳۲۳ ج ۱ ۔ تفسیر ابن جریر ص ۱۴۶ ج ۳ ۔ تفسیر در منثور ص ۳۷۹ ج ۶

عبدالتواب اچھروی نے ازراہ جہالت

یہ آیات پڑھیں

جو شتا دو غیرہ کی خلافت پر دال ہیں یہ ہے اصحاب ثلاثہ پر ان بریلوی مناظروں کا احسان معاذاللہ ۔ کاش کوئی اہلحدیث یا دیوبندی مناظر ہوتا تو یہ بے علمی کی باتیں نہ کرتا کیونکہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں ۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں اور یہ میلاد خوانیوں اور عرسوں میں مشغول رہتے ہیں علم نہیں رکھتے مناظرہ کیا کریں ۔

پہلی آیت :- سورۂ اعراف پ ۸ آیت ۶۹ ترجمہ مقبول ص ۲۱۵ سے پیش کی وہ یہ ہے ۔ واذكروا اذ جعلكم خلفاء من بعد قوم نوح و زادكم فی الخلق بصطة ۔

ترجمہ :- اور تم یاد کرو جبکہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین کا اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا۔ یہ آیت شداد کی خلافت کے متعلق ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابی سعود علی حاشیہ کبیر ص۴۰۶ فان شداد بن عاد ممن ملک معمورۃ الارض کہ یہ آیت شداد کے متعلق ہے جو زمین کا خلیفہ بن بیٹھا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے ثبوت خلافت راشدہ کا جو بریلوی مناظر نے گھنگ شریف میں پیش کیا۔ آیت شداد کی خلافت اصحاب کی۔ سبحان اللہ ایسی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور رسولؐ خلافت راشدۃ الٰہیہ کا ثبوت مانگتے تھے جو یہ پیش نہ کر سکے اور اب اشتہارات سے خفت مٹا رہے ہیں حالانکہ وہاں علم و اخلاق کا دیوالیہ نکال بیٹھے۔

دوسری آیت :- پ۸ سورۂ اعراف ترجمہ مقبول ص۳۱۶ آیت ۷۴

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد و بوّاکم فی الارض۔

ترجمہ :- اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے یعنی عاد کے بعد شداد خلیفہ ہوا۔ تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابو سعود بر حاشیہ کبیر ص۴۰۶ ج ۴

سبحان اللہ یہ آیت بھی شداد کیلئے ہے اور ثبوت خلافت راشدہ کا دیا جا رہا ہے یہ ہے محمد عمر اور اس کے لڑکے کا علم جن کو حکومت شداد اور نمرود، فرعون اور خلافت راشدہ کا فرق بھی معلوم نہیں۔ نامعلوم بریلویوں کے پاس کوئی پڑھا لکھا مناظر کیوں نہیں ہوتا۔ یہ آیات پیش کرکے تمام پاکستان میں اہلسنت کو بدنام کر دیا گیا ہے۔ اہل حدیث، دیوبندی اور دیگر پڑھے لکھے علماء ان کے اسی مناظرہ کو صحابہ کرام کی توہین سمجھ رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی گرامی ہستیوں پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں۔

تیسری آیت :- ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون پ۱۱ سورہ یونس آیت، ترجمہ مقبول ص۴۱۶

پھر اُن کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تھا تاکہ ہم دیکھیں

دیکھو۔ تفسیر جلالین ص۱۲۱، تفسیر خازن ص۱۲۱ ج ۲، تفسیر معالم التنزیل ص۱۲۱ ج ۲ علی حاشیۂ خازن۔ ثم جعلناکم یا اھل مکۃ خلائف جمع خلیفہ۔ سبحان اللہ یہ آیت ان کفار کے متعلق ہے جنہوں نے رسالتمآبؐ کو پتھر مارے ہجرت کرادی۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۵۵۳ ج ۴، بیضاوی ص۱۰۹ اور محمد عمر آنجہانی اور اس کے بیٹے اس کو اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ پر فٹ کرتے ہیں۔ کیا ان کو بھی ایسا خلیفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ تو ان کی ایسی خلافت سے شیعہ کو انکار نہیں وہ تو خلافت راشدہ کا ثبوت مانگتے ہیں۔ بقول خدا اور رسولؐ مثل حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی تصدیق مانگتے ہیں ورنہ ملک عضوض تو شیعہ کو انکار نہیں۔

چوتھی آیت :- جو پیش کی جس پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور اشتہار میں بھی نقل کی ہے وہ یہ ہے:-

وھو الذی جعلکم خلائف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما اتاکم ان ربک سریع العقاب و انہ لغفور رحیم ۞ سورۂ انعام آیت ۱۶۵ ص۲۹۷ ترجمہ مقبول۔

ترجمہ :- اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین کا متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بیشک تمہارا پروردگار عذاب دینے والا اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت بھی کفار مکہ کے متعلق ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۱۷۷ ج ۴ یا پھر یزید وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضورؐ اس آیت سے اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ کہاں تک ثابت ہوتی ہے اور اس آیت سے وہ نبی کریمؐ کے منصوص خلیفے کہاں بنتے ہیں۔ موعود من اللہ کہاں ثابت ہوتے ہیں آمنوا و عملوا الصلحت کی قید کہاں ہے۔ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلافت نصی کب ہوتی ہے یہ تو بریلوی مولویوں کی جدت سمجھئے یا بدعت۔ کیونکہ خلاف سنت کہنا اور کرنا ان کی بیخ و بنیاد میں داخل ہے۔ ان کو عدم استخلاف کے خلیفے کی

کیا خبر صحابہ کرام کے اختلاف کی کیا خبر۔ اہل بیتؑ کے مذہب اور دعوٰی کی کیا خبر۔ وہ تو دربار میں چڑھاوے آتے ہیں، کھاتے ہیں، موج اڑاتے ہیں۔ استدلال اور علم ان کی بلا سے

ایک ہزار روپے کا انعام

ان مناظرہ بازوں کے دھاندلی مچانے والوں نے اپنے اشتہار میں یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ مناظر اہل سنت نے یہ آیت پڑھی ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت اور شیعہ کے مستند ترجمہ مقبول اور اس کے حاشیہ سے ثابت کیا کہ اس آیت کے مصداق خلفاء اربعہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی المرتضیٰ لکھے ہیں۔

تو ہمارا چیلنج ہے

کہ وہاں مناظرہ میں تو یہ دکھلا نہیں سکے۔ اب بھی اگر اس آیت کے حاشیہ مقبول میں یہ لکھا ہوا دکھلا دیں کہ اس کے مصداق یہ خلفاء اربعہ ہیں تو ہم ان بریلوی مولویوں کو **ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے** اور دوبارہ سُنّی ہو جائیں گے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کس کی قسمت میں لکھا ہے خلافت راشدہ کے لئے اعمال صالح ایمان کامل کی شرط ہے۔ خلافت حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل ان کے استخلاف کے لئے نص ضروری ہے۔ جو خلافت پڑھ رہے ہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کی قوموں کی خلافت ہے۔ جیسے مولٰنا مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے خلائف الارض اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائم مقام ہو نیک ہو یا بد۔ مگر بریلوی مولوی اس کو نبی کریمؐ کی جانشینی اور خلافت ثابت کر رہے ہیں۔ ان کو ملوکیت اور خلافت راشدہ میں فرق معلوم ہی نہیں حالانکہ اس میں یزید، ولید سب ثابت کئے گئے۔ یہی تمام سُنّی شیعہ تفسیروں میں لکھا ہے دیکھو تفسیر جلالین ص ۱۲۹ خلائف الارض جمع خلیفۃ ای یخلف بعضھم بعضاً فیہا و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت بالمال والجاہ وغیر ذالک کہ فوقیت درجات سے مراد مال وجاہ

کے مراتب ہیں نہ کہ علم و فضل کے درجات کی فوقیت اور یہی تفسیر مظہری ص۳۹۲ ج ۲، تفسیر خازن ص۱۸۱ ج ۲، معالم التنزیل ص۲۷۰ ج ۲، موضح القرآن ص۱۳۸۵، تفسیر ابی سعود ص۳۴۲ ج ۴، تفسیر کبیر ص۱۴۵ ج ۴، تفسیر بیضاوی ص۱۹۰ مصری اور یہی تفسیر کشاف ص۴۸۵ میں لکھا ہے دیکھو شیعہ کی تفسیر مجمع البیان ص۲۹۳ ج ۳ کہ بقول خواجہ حسن بصری اور سدی اور ایک جماعت اس خلافت سے مراد ہر زمانہ والوں کی خلافت لیتی ہے کہ ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس طرح اُمت محمدیہ بھی اگر اپنے سے پہلے زمانہ کے لوگوں کی خلیفہ بنے، تو اس میں قیامت تک کی تمام اُمت داخل ہے۔ جس میں یزید پلید بنی مروان بنی عباس وغیرہ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۲، صواعق محرقہ ص۱۸ کے سب خلیفے داخل ہیں

اسی حساب سے شمر و یزید پلید مروان بنی مروان حجاج ظالم سب خلیفہ بن گئے۔ یہ موعود خلافت کہاں ہے آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کی مصداق! اس میں مثل حضرت آدم علیہ السلام انی جاعل فی الارض خلیفہ مثل خلافت حضرت داؤد علیہ السلام انا جعلناک خلیفۃً فی الارض اور مثل حضرت ہارون علیہ السلام اذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی قول خدا یا قول رسول کی نقل کہاں ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو عام جابر بادشاہ ثابت کرنا ہے تو ع

چشم ما روشن دل ما شاد

مگر یہ خلافت راشدہ نہ کہنا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی حدیث نہ پڑھنا کیونکہ ایسے خلیفے قابیل اور شداد سے کر فرعون، ہامان، مروان اور یزید پلید سب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو عند الامتحان فیل ہو گئے اور جیسے پہلے بادشاہ اور خلیفے انبیا کا انکار اور قتل کرکے فیل ہو گئے۔ اس طرح امت محمدیہ کے خلیفے اہل بیت پر ظلم اور قتل و کشت کرکے برباد ہو گئے اور امتحان میں فیل ہو گئے۔

تفسیر قمی سے استدلال اور اس کا جواب

بریلوی مناظر نے تفسیر قمی ص۷۰۲ سورۂ تحریم کی تفسیر سے یہ عبارت پیش کی

قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم ابوک کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابوبکر خلافت پر میرے بعد قبضہ کرے گا۔ پھر تیرا

باپ کیونکہ وحی الٰہی سے قائل خود شیخین ہیں۔ نہ اللہ نہ ان کا رسولؐ بلکہ علم غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

الجواب مبلغ اعظم صاحب نے فوراً فرمایا

حضور میاں خلافت بعینہ مثل سابق بادشاہت جابرہ ہے اور راز کی بات ہے علم غیب کا مسئلہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے، اظہار پر توبہ کرانے کا حکم ہے اس روایت میں زہر دینے کی پوری سازش کا ذکر ہے۔ خلافت راشدہ الٰہیہ کی نقل کہاں پوری سورۃ تحریم پڑھو۔

چنانچہ حضورؐ کے الفاظ موجود ہیں :۔ انا افضی الیک سرّا کریہ ایک پوشیدہ راز ہے جو میں تجھ کو پہنچاتا ہوں۔ تاکہ تیرا امتحان ہو کہ ظاہر کرتی ہو یا راز کو راز سمجھ کر چھپاتی ہو لیکن فخانتہما پرانی قمیؒ میں ان اخبرت فعلیک لعنۃ اللہ والملائکۃ ہے۔ نئی قمی غلط چھپ گئی ہے ورنہ خود قرآن کریم میں موجود ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما تحریم اگر تم توبہ کرو تو بہتر ورنہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ اگر توبہ نہ کرو اور رسول اللہ کے خلاف مظاہرے کروگی تو اس کا اللہ مولا ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین اور باقی فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ پوری سورۃ تحریم میں اسکی نقد ہے فان اللہ مولاہ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! جب اس راز کو ظاہر کرنے پر توبہ کرنی پڑتی ہے تو ماننے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس خلافت پر مناظرے کرنے والے اگر بغیر توبہ کے مر گئے تو کیا ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سورۃ سے تو یہ خلافت رسول اللہ کے برخلاف پوری سازش ثابت ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلوی بولے خلاف موضوع جا رہے ہو۔ یہ علم غیب کی بات ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! خلاف موضوع کیا، پہلی آیت تم نے پڑھی دوسری میں نے پڑھ دی مخالفت موضوع کیسی۔ بس پھر کیا تھا جب سمجھے کہ سورۃ تحریم اس خلافت کے سب راز کھول کر رکھ دے گی تو سب شور ڈالنے لگے کہ خلاف موضوع ہے۔ بس اس پر اللہ مولیٰ اور علی مولیٰ کی ولایت بھی ثابت ہو گئی۔ اور

خلافتِ جابرہ کا راز بھی کھل گیا اور توبہ کا حکم بھی ہوگیا اور حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل کا ثبوت فتح الباری شرح صحیح بخاری ص۶ ج ۷، عمدۃ القاری شرح بخاری ج ص۹۲۰ اور فتح القدیر شرح ہدایہ کتابُ ولاءؒ سے دو طرح سے پیش کیا گیا۔

اوّل: حدیث منزلت سے یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی میں من اتصالیہ ہے جس کے معنی فتح الباری، عمدۃ القاری اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے صاف "انت متصل بی بالخلافۃ" دکھلا دیئے کہ اے علیؑ تو میرا بلافصل خلیفہ ہے درمیان میں کوئی فصل نہیں، تیری خلافت میری نبوت سے متصل اور بلافصل ہے۔

حدیث دوم: ھو ولی کل مومن من بعدی ترمذی شریف ص۶۱۲ کہ علیؑ تو ہر مومن کا ولی ہے میرے بعد بلافصل۔ کیونکہ بعدیت حقیقی ہے نہ اضافی ہے نہ عرفی اور ولایت کا معنی فتح القدیرؒ کتاب الولاءؒ سے من غیر فصل صاف دکھلا دیا گیا کہ ولی عہد کے معنی ہی بلافصل خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جب خلافت بلافصل علی علیہ السلام کے حوالے دیئے گئے تو نہ کتابیں دیکھ سکے نہ جواب دے سکے بلکہ آدھ گھنٹہ خاموشی نہ جواب نہ کتاب بلکہ اپنا وقت چھوڑ کر بیٹھ گئے۔

شیعیانِ حیدرِ کرار بلافصل کے ثبوت سن کر نعرے لگاتے ہوئے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے فاتحانہ شان سے جا رہے تھے۔ بریلوی اب پروپیگنڈہ سے اس شکست کی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر کہیں جگہ جگہ لوگوں کے شیعہ ہوجانے کی خوشی میں شیعیانِ حیدرِ کرار جلوس نکال رہے ہیں اور دیوبندی، اہلِ حدیث اور دیگر اسلامی فرقے ان چند بریلوی مولویوں کی جہالت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ خلافتِ راشدہ کا مسئلہ مشترکہ تھا جس کو بے علمی کی وجہ سے لیکر بیٹھ گئے۔ وہ ان کے خلاف ملامت کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی توہین ہوگئی۔ اگر صحیح ثبوت نہیں دے سکتے تھے تو مناظرہ نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ عنایت اللہ مناظرہ جتیہ ضلع گجرات کا شکست خوردہ تھا اور مولوی عبدالرشید سوہاوہ متصل منڈی بہاؤالدین میں مولینا تاج دین حیدری سے مار کھا چکا تھا لہٰذا وہ کھڑے نہ ہو سکے اور یہ بے علم بچہ تھا مار کھا گیا اور مناظرہ نہ کرسکا

لوگ شیعہ ہو گئے !

نئے شیعہ ہونے والوں کے نام یہ ہیں:-

۱- فقیر حسین کھوکھر گھنگ شریف - ۲- سیدا گھنگ شریف -
۳- چوہدری محمد نواز گھنگ شریف - ۴- چوہدری محمد نواز باجوہ شیخوپورہ -
۵- فرزند علی چک بوٹا - ۶- لیاقت علی چک بوٹا - بقول پسر چوہدری قدر داد
آف گھنگ شریف -

المشتہر

مولوی غلام حسین کلاچی نو

مناظرہ

باگر سرگانہ تحصیل کبیر والا

ضلع ملتان

اپنی عادت کے مطابق چیلنج بازی کا شوق تونسوی صاحب کو بدستور دامنگیر رہا۔ سنی سرگانہ برادری میں اپنی علمیت کا پرچار کرنے لگے وہ بیچارے ان کے پھندے میں آگئے۔ اور شیعہ سرگانہ برادری سے مناظرہ طے کر لیا۔ یہ مناظرہ تین روز رہا۔ اس میں ایسی شکست فاش کھائی کہ سوائے مذموم حرکات کے کچھ نہ بن سکا۔ سُنی سرگانے آپ کو بلا کر سخت شرمسار ہوئے۔ تحریف القرآن کے موضوع میں تو انہوں نے صاف تسلیم کر لیا کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اور شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح اور درست ہے۔ اس بحث کی طوالت اور الزامی جواب کی پیش بندی کے باوجود بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اور

خلافت علی علیہ السلام میں مبلغ اعظم نے اسّی دلائل پیش کیے

- خلافت مطلقہ کا جزو ایمان اور داخل اعتقاد ہونا دکھلایا۔
- قرآن مجید سے امامت اور خلافت کو مختص با اہل بیت ہونا دکھایا۔
- خلافت علی علیہ السلام من بعد رسول خدا بلا فصل منصوص خلیفہ ہونا دکھایا لفظ خلیفہ دکھایا من بعدی دال بر بلا فصل دکھلایا۔
- دستار بندی دکھلائی خلیفہ بنانا دکھلایا۔ مگر حضرت کسی بھی دلیل کو توڑ نہ سکے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کی ترکیب نحوی نہ کر سکے۔

علی علیہ السلام کو علم مراد لینے پر کوئی احتمال معنوی اور لفظی نہ پیش کر سکے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر پیش ہوئی تو تونسوی صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور آخر پہ خلافت ثلاثہ میں وقت بھی

گھٹایا۔ مگر پھر بھی ثابت نہ کر سکے۔ مثلاً آیت استخلاف میں جواب نہ دے سکے کہ اگر اصحاب ثلاثہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تو ان کی خلافت نصی اور قرآنی ہوئی۔ اجماعی نہ ہوئی۔ اور نصِ قرآن کا منکر کافر ہے۔ پھر اہل السنت کے نزدیک منکر ثلاثہ اور مخالف خلافت ثلاثہ کافر کیوں نہیں؟ اور ان کی خلافت کا ماننا داخل ایمان اور اعتقاد کیوں نہیں؟ **مبلغ اعظم** کے طرز بیان سے حاضرین محو حیرت ہو رہے تھے۔ اور سُنی سٹیج پر ایک ہیبت کا سماں طاری تھا آپ نے فرمایا! آیۂ استخلاف اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر قطعی الدّلالت ہے یا ظنی الدلالت؟ اگر قطعی الدلالت ہے تو نص قطعی کا منکر کون ہے۔ اگر ظنی الدّلالت ہے تو آپ پیش کیا کر رہے ہیں؟ حق کے مقابلہ میں باطل کی کیا حقیقت اور ظن سے ثابت شدہ خلافت کیسی؟ اجماع اور شوریٰ کے مقابلہ میں یزید پر مہاجرین اور انصار کا اجماع کثرت دکھلایا گیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کا سنگ بنیاد خلافت یزید رکھنا اور خلیفہ زادہؒ

حضرت عبداللہ بن عُمر کا یزید کی بیعت کرنا

دکھایا گیا تو بجائے تحقیقی جواب کے الزامی جواب دینے کی کوشش کی اور وقت چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے۔ جیسا کہ ان کے اشتہار کی آخری سطر اس پر شاہد ہے۔ مثلاً پہلے آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کرنا پیش کرنا چاہا (نعوذ باللہ) انا عبدلك مکرہ روضہ کافی سے پیش کیا۔ اور خود ہی ترجمہ یہ کر دیا کہ میں جبراً اور کرہاً غلام بنایا گیا ہوں۔ مبلغ اعظم نے دریافت فرمایا کہ حضرت اس میں لفظ بیعت کہاں ہے اور مکرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ پس پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہاتھ مارا اور پہاڑوں سے بھی بڑا دعویٰ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کی (نعوذ باللہ) اس پر آپ نے سہ مرتبہ شکست خوردہ مولوی اللہ یار چکڑالوی کی ایما سے تلخیص شافی سے ایک مجہول السند مبہم روایت پیش کی۔ جس کے

الفاظ یہ تھے۔

کیف یقال انہ علیہ السلام القی بیدہ الی التہلکۃ وقد
روی انہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختر منی اما الرجوع
الی المکان الذی اقبلت منہ او ان اضع یدی علی ید یزید وھو
ابن عمی لیری فی رایہ واما ان یسیر وابی الی ثغر من
ثغور المسلمین تلخیص شافی ص ۱۴

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ نے دانستہ اپنے آپ کو بدست خود ہلاکت میں ڈالا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ مجھے تین باتوں میں ایک جو چاہو اختیار کر دو یا مجھے واپس مدینے جانے دو یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ وہ اپنی رائے کے مطابق جو چاہے گا خود فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف نکال دو مگر انہوں نے کچھ بھی منظور نہ کیا بلکہ حضرت کو بلاوجہ بے جرم وخطا قتل کر دیا۔

اس پر حضرت مبلغ اعظم صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کیے جن کا جواب مولوی عبدالستار صاحب نہ دے سکے۔

۱:۔ فرمائیے! یہ آپ کے اعتراض پر خودکشی حسین علیہ السلام کا الزامی جواب ہے کہ نہیں۔

۲:۔ اس میں لفظ بیعت کہاں ہے؟

۳:۔ وضع الید علی فلاں کا ترجمہ بیعت کس لغت کی کتاب میں ہے؟

۴:۔ اگر یہ بیعت تھی تو یہ بیعت لیرای فی رایہ کہ یزید اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے گا بیعت کے بعد یزید کی رائے اور فیصلہ کی کیا ضرورت؟

۵:۔ اس روایت کا ماخذ کتب شیعہ ہیں یا کتب اہلسنت؟ اگر کتب شیعہ

اہلبیت کی وجہ سے صحیح منہا۔ اقوالِ صحابہ ، عملِ صحابہ خلافتِ یزید سے معارض
ہو کر قابل وثوق نہ رہے۔ صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر
صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوئے۔ تو تونسوی صاحب اور
ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوئے۔ بخاری و مسلم کی روایات کا کوئی،
جواب نہ بن پڑا تو نبراس ص۵۵۲ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور
کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں۔ مگر اسی وقت اسی
نبراس کے ص۵۵۳ سے صاف دکھلایا گیا کہ **والایخفی ان الشارح بنی کلام
جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موته علی الکفر وهذا خلاف
التحقیق** کہ شارح عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے
جواز پر رکھی ہے۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے
یعنی یزید پر لعنت کرنا اہل سنت کے نزدیک خلاف تحقیق ہے اور پھر اسی
نبراس ص۵۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ **وبهذا ظهر ان استدلالهم
علی اللعن یزید بالنصوص العامة غیر صحیح** کہ اس سے ظاہر
ہوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر النصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ
املی سے جب **فلم یلعن یزید بعد موت ، سوی المکثار فی الاغرا
عفاق** ۔ پڑھ کر سنایا گیا تو تونسوی کے اتفاق پر لعنت یزید کی کرکری
ہو گئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری و مسلم کی روایات کا تحقیقی جواب
آخری دم تک نہ ہو سکا۔ تو پھر کتب شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف
لپکے اور کہا کہ حضرات! کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے،
یزید کی بیعت کر لی اور اس کو اپنا امام مان لیا۔ روضۂ کافی سے یہ عبارت
پیش کی۔ **کما اقررت لک بما سألت انا عبد مکره لک** کہ میں نے
سوال کا اقرار کر لیا کیوں کہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب
کی توجہ اناعبد۔ مکرہ کی طرف مبذول کرائی گئی کہ حضرت اس میں ،

اختیار کرنا ہے اور جو چیز اکراہ سے کی جائے وہ دین اور شریعت میں سند نہیں ہے لا اکراہ فی الدین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے۔ تو تونسوی صاحب نے مولوی اللہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کاتاپوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگا دی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسین کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ شیعہ مناظرہ کی کتاب تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ **اختاروا فی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یری فی رأیہ** کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر لو یا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا پس وہ میرا چچازاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔ حضرات یہ ہے بالکل سرگنہ میں ملاں تونسوی کا آخری تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیت اور قابلیت کا مالک ہے اور تنظیم اہلسنت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے اور یہ عبارت بطور الزام کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے اور اہل سنت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ آپ الزام سے ہمیں الزام نہ دیجئے۔ یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہل سنت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابن کثیر ص۱۷۰ ج ۸، ملاحظہ فرمائیے۔ **فقال لہ الحسین یا عمر اختر منی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فسیرنی الی الترک فاقاتلھم حتی**

اموت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اے عمر! میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر دیا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ترک کی طرف جانے دو میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہل سنّت کی معتبر کتاب کا حوالہ جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انه قال اختار منی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منه واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویه فیری فیما بینی وبینه وانّه واما ان یسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین فشئتم فاکون رجلاً من اهله لی مالهم وعلی ما علیهم تاریخ طبری ص ۲۳۵ ج ۶ - کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر یزید سے کہا کہ میری طرف سے تین باتیں اختیار کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں گا۔ وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤں گا۔ ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رهقه السلاح عرض علیهم الاستسلام و

الرجوع والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ وقالوا لا نقبلہ فقتل کہ جب سید الشہداءؑ کو تیر تلواروں سے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ نے صلح کے شرائط پیش کیے۔ ایک واپس جاتا، دوم یزید کی طرف جانا چاہا تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں تیسری شرط مذکور نہیں۔ مگر انہوں نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامت والسیاست

قال الحسین یا عمر اختر منی ثلاث خصال اما تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت هذه فاخری سیرنی الی الترک اقاتلهم حتی اموت او تسیرنی الی یزید فاضع یدی فی یدہ فیحکم لی بما یرید۔ (جلد دوم صـ مطبوعہ مصر) کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کر یا مجھے چھوڑ دے میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ وہ میرا فیصلہ خود کرے گا۔ جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین! یہ بھی تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر دیے ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تنظیم کا پیر گھر اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تین آدمی حسینؑ کیساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب میں یہ [illegible]

ہوا کہ تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے۔ ملاحظہ فرمایئے تاریخ ابن کثیر ص ۱۸۱ ج ۸، الامامت والسیاست ص ۶ ج ۲

وکان مع عمر و بن سعد من قریش ثلاثون رجلا من اهل الکوفة فقالوا یعرض علیکم ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدة منها فتحولوا مع الحسین فقاتلوا - ترجمہ: عمر و بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے۔ انہوں نے عمر و بن سعد سے کہا کہ نواسۂ رسولؐ نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں۔ لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کی رکاب میں لڑ کر شہید ہو گئے۔ **رحمۃ اللہ علیہم** یہ ہے ابن رسولؐ کی سیاست ایمانی کا اثر

اس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتب شیعہ کی نہیں، تلخیص شافی ص ۲۴۲ پر سنیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلمات سے دیا گیا ہے۔ حسب قاعدۂ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلمات خصم سے ہوتا ہے۔ اگر کتب شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہل سنت پر حجت نہیں تھا۔ پس ان کے لیے جواب کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھئے تلخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب **فیقال انّہ علیہ السلام القی بیدہ الی التّھلکہ روی انّہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختار وا ما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ اوان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمّی یری فی رأیہ واما ان تسیر و نی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلاً من اھلہ لی مالہ وعلی ما علیہ** - کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ

اعتراض کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کا خلاف کیا کیوں کہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک منظور کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ میرا چچازاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی امیہ اوپر سے ملتے ہیں تم نہ دخل دو) یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاؤں۔ میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں۔ الخ۔

لیجئے حضرات! تلخیص شافی سے سنیوں کا اعتراض انہی کی روایت سے رد کر دیا ہے۔ اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں۔ جو اوپر تاریخ طبری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب تونسوی صاحب سے پوچھئے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے۔ کہ یہ الفاظ ہماری روایات کے ہیں اور کتب شیعہ میں بطور الزام نقل ہیں دوسرا اس شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور تاریخ طبری سے بھی اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

ان الفاظ کا تاریخ طبری سے رد

قال ابو مخنف فاما عبد الرحمن بن جندب فحدثنی عن عقبه ابن سمعان قال صحبت حسینا فخرجت معه من المدینة الی مکة ومکة الی العراق ولما فارقه حتی قتل ولیس من مخاطبة الناس کلمة بالمدینة ولا بمکة ولا فی الطریق ولا بالعراق ولا فی عسکر الی یوم مقتله الا وقد سمعتها الا باللہ ما اعطاهم ما یتذاکر الناس وما یزعمون من ان یضع

يده فی يد يزيد بن معاوية وان يسيروه الی ثغر من ثغور
المسلمين ولكنه قال دعونی فلاذهب فی هذه والارض
العريضة حتی ننظر ما يصير امر الناس " ابو مخنف نے کہا کہ
عبد الرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت
امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی
مدینے سے نکل کر مکہ آیا اور مکے سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ
سے ہرگز جدا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کی ہر بات سنی جو کہ آپ نے مدینہ یا راستہ
عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی۔ میں نے سب سنیں۔ یوم قتل تک مگر خدا کی
قسم جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں
ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے میں نے بالکل نہیں سنی بلکہ
یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا مجھے چھوڑ دو میں کسی
وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتی کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی
ان الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہ عام پر ہے دیکھئے تاریخ طبری

ص۲۲۵ قد تحدث الناس بذلك وشارع فيهم من غير ان
يكون سمعوا من ذلك شيئا ولا علموه

ترجمہ :۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت
کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کر دیں
کہ حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں
اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور یہ بات لوگوں میں مشہور
ہو گئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سنی
نہ جانی۔ لیجئے یہ روایت جو مؤرخین اہل سنت ہر جگہ ٹھونستے جا رہے ہیں سب
تحقیق اور افواہ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ تھا تونسوی صاحب کی دیانت
کا حال کہ روایت بھی اہل سنت کی کتب کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ

کو دے رہے ہیں خوب جہالت اس کو کہتے ہیں۔ حماقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

میں نے اس وقت جواباً تین دعوے کیے تھے۔ جن پر اب تک مصر ہوں۔ اولاً کہ یہ روایت کتب اہل سنّت کی ہے تلخیص شافی میں بطور الزام نقل ہے۔ دوم، یہ ضعیف ہے۔ جس پر صاحب شافی نے روی بصیغہ مجہول تمریض ظاہر کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعت یزید نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہوں وہ خود فیصلہ کرے گا کہ میں واجب القتل ہوں یا کہ قید و بند کے قابل! یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پر رہنے دیا جائے۔ مگر تونسوی نہ اس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالم شور میں میری سُنتے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔ شاید جہل مرکب سے ساری عمر کرتا رہے گا۔ مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

لیجیے! جو ترجمہ میں نے کیا تھا۔ وہی ابوالکلام آزاد امام اہل سنّت کر رہے ہیں۔ اب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسینؑ

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صورتیں پیش کی تھیں۔ ۱: مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔ ۲: مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ ۳: مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو، وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہے۔ وہی مجھ پر گزرے گی۔ (شہادت حسینؑ ص۴۳ از ابوالکلام آزاد)

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں۔ کیوں ک
جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند! دوم شرائط
صلح، سوم، جنگ۔ اصل مطالبہ بیعت یزید تھی وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم
اس کے علاوہ شرائط صلح پیش کئے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ
کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرتا بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں۔ کہ وہ خود
فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابن کثیر ص۱۷۰ ج ۸ میں ہے **انا نا شدھم اللہ و**
الاسلام ان یسیرہ الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فقالو
لا الا ان تنزل علی حکم ابن زیاد ۔ کہ آپ نے ان لوگوں کو اللہ اور
اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس
کے ساتھ طے کروں گا۔ مگر انہوں نے کہا نہیں۔ ابن زیاد کے حکم
پہ اُترآؤ شاید تونسوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کسے کہتے ہیں
اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری ص۲۳۶ ج ۸ میں ہے کہ شمر نے ابن
زیاد سے کہا **لئن رحل من بلدك ولم یضع یدہ فی یدك**
لیکونن اولی بالقوۃ والعزۃ وتکونن اولی بالضعف والعجز
فلا تعطہ ھذہ المنزلۃ فانھا من الوھن ولکن لینزل علی
مملك ھو واصحابہ فان عاقبت فانت ولی العقوبۃ وان
غفرت کان ذالك الخ "

کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائط ثلاثہ ابن زیاد کے پاس آیا تو
وہ امام حسین کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہوگیا۔ مگر شمر نامراد نے اٹھ کر کہا
کہ اگر امام حسین علیہ السلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ
کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں
بڑھ جائیں گے تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا ان کا یہ حق نہ دے یہ کمزوری

ہے ۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ تیرے حکم پر آجائیں اور تیرا حکم اور فیصلہ منظور کر لیں ۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی اپنے فیصلہ میں ۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو تو عذاب کا ولی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے ؎

لیجیے حضرات ! یہ ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا مطلب کہ ان کے فیصلہ کو منظور کرنا چاہیئے عذاب کریں یا معاف کریں ۔ اگر اس کا مطلب بیعت ہو تو بیعت کے بعد تعذیب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ الغرض یہ تونسوی جاہل ہے ۔ علم لی باتیں اس کے دماغ اور عقل کا کام نہیں مگر باوجود این ہمہ اگر قلندرانہ رقص اور ورز دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں ۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ میں نہ خلافت ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت بایزید کا جواب دے سکے ۔ الزامی جواب میں ایسے پھنسے ، قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے ۔ باوجود این ذلت اور خواری روئیداد ناظرہ باگڑ سرگانہ میں جو بے معنی شیخیاں ماری ہیں ان کو ذرا ملاحظہ کر لیجیے تاکہ اس یر پشیمین کا حال معلوم ہو جائے ۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد صـ ۲۰۰ پر لکھتے ہیں کہ ناظر اعظم اہلسنت علامہ تونسوی نے فرمایا ! میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں ے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا ۔ چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری ہ وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی حواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو ادھر ادھر سے تو پڑھتا تھا ۔ مگر وہ خاص عبارت پڑھنے ے گریز کرتا تھا ۔ ادھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش نبھال کر درمیان سے پڑھو مولوی اسمٰعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا اور حواس باختہ تھے راس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے ۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی ضح ہو چکی تھی اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا ۔ اور علامہ تونسوی کو یہ طرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے ۔ تو آپ نے فوراً ہی کتاب ان سے واپس لے لی اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر

ہوتے۔ شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر یہ حوالہ اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوالہ پڑھایا گیا۔ جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس مبہوت ہوئے۔ کہ لاجواب ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے مناظر اعظم اہلسنت کا ابھی تین منٹ وقت باقی تھا۔ کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی صاحب مدظلہ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے۔ ہم کو زیادہ رسوا نہ کیجئے شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنت نے حضرت علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعائے خیر فرما کر ختم کیجئے

لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

حضرات یہ عبارت پڑھ کر ذرا اندازہ لگائیے کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے شیخ جلی مرحوم کی روح ملاں تونسوی میں بول رہی ہے۔ کہ شیعہ علما کتاب پھاڑ رہے تھے۔ لہٰذا علامہ تونسوی حوالے دکھانے میں پس و پیش کر رہے تھے۔ حضرات آپ نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے کہ یہ کتب اہل سنت کی عبارت ہے۔ مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے معلوم ہی نہیں اور اس کا مطلب بھی علمائے اہل سنت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے۔ اب فرمائیے یہ تونسوی صاحب کا اچھلنا کودنا شور و غوغا قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ ہے یا کچھ اور، پیر تنظیم اہلسنت کے مناظرین کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے خداوندا! جن کے علماء کا یہ حال ہو ان کے عوام کا کیا حال ہوگا۔ رہا مہر حق نواز صاحب کی نسبت بہتانِ عظیم اس کا فیصلہ ن کا یہ بیان پڑھ کر کر لیجئے

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہل سنت کو ہر قسم کی رعایت دی۔ ان کی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا۔ مگر تاہم مولوی عبدالستار تونسوی کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس مناظرہ میں حضرت مبلغ اعظم ہر طرح کامیاب رہے۔ اس میں نہ کوئی رعایت ہے نہ ظلم۔ یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد میں عبدالستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں۔ اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ میں نے بالکل نہیں کہا یہ میرا فیصلہ ہے (حق نواز سرگانہ بقلم خود)

مندرجہ ذیل مقامات سے بھی ہماری کتب دستیاب ہیں

افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور
جعفریہ کتب خانہ کربلا گامے شاہ لاہور
رحمت اللہ بک ایجنسی، کھارادر کراچی
اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علی حیدرآباد سندھ
مکتبہ اصغریہ دارالعلوم محمدیہ سرگودھا

حق برادرز انارکلی لاہور
محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
احمد بک ڈپو رضویہ سوسائٹی کراچی
قاسم سٹیشنری مارٹ پارہ چنار

ر مبلغ اعظم اکیڈمی دربار آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد
فون ۲۰۵۴۱